نبی ﷺ کا اندازِ تعلیم و تربیت

قاضی محمد مطیع الرحمان

Marfat.com

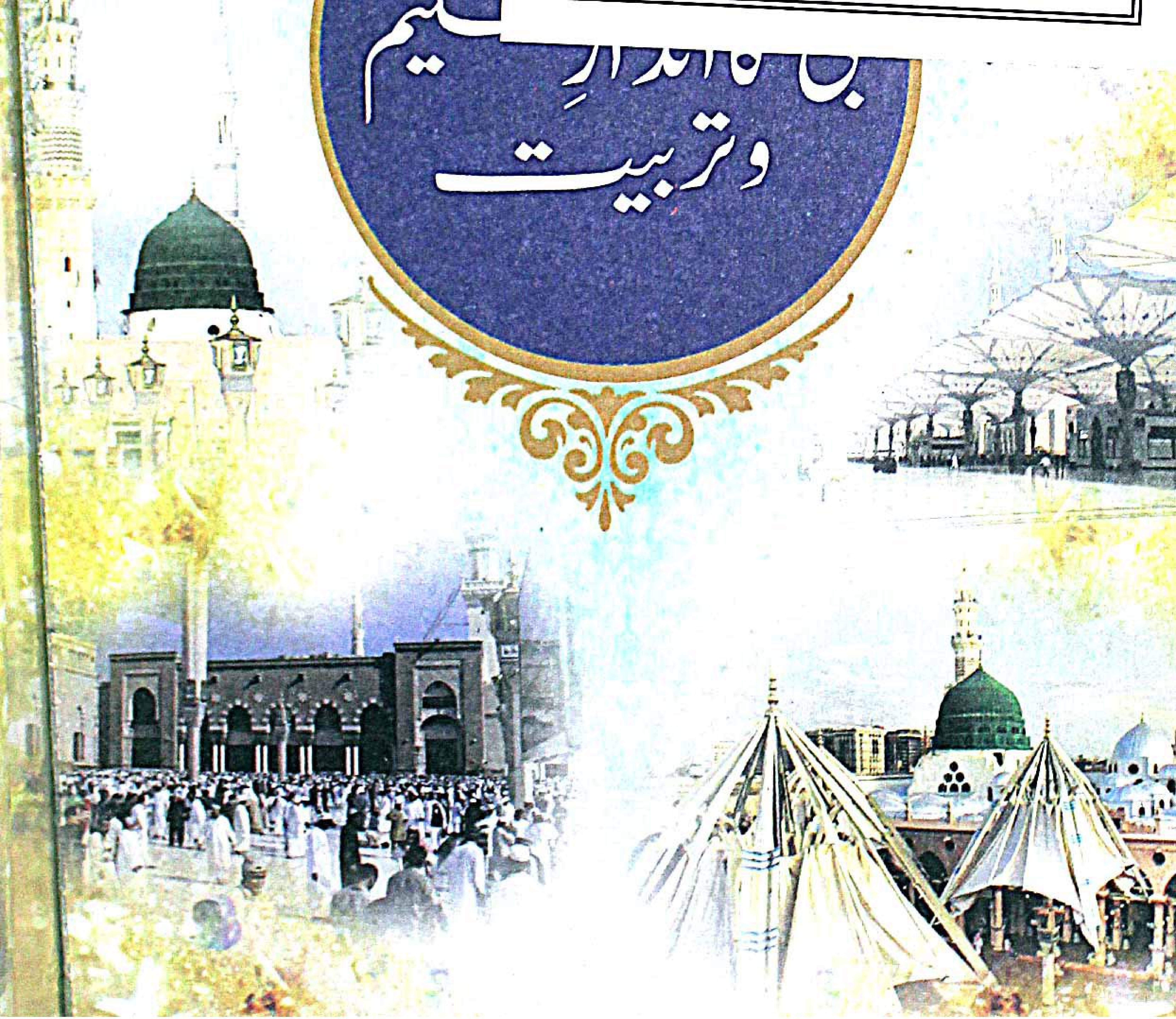

Marfat.com

نبی ﷺ کا اندازِ تعلیم و تربیت

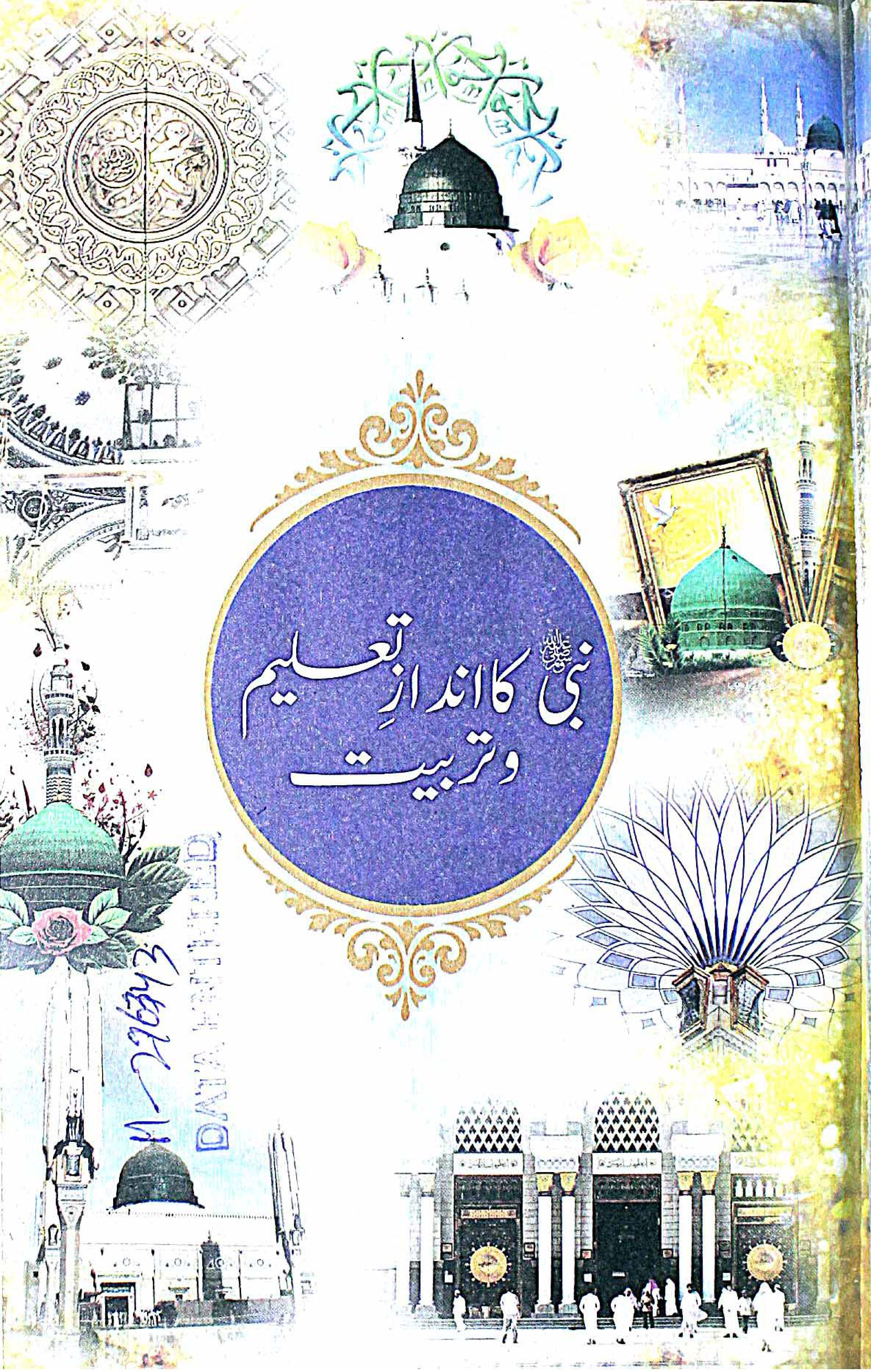

Marfat.com

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

Marfat.com

نبیؐ کا اندازِ تعلیم و تربیت

قاضی محمد مطیع الرحمان

BOOKS GIVE US WINGS
NATIONAL BOOK FOUNDATION

نیشنل بک فاؤنڈیشن
اسلام آباد

Marfat.com

297.9921
ق 649 م
140076

©2016ء نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ یہ کتاب یا اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی شکل میں
نیشنل بک فاؤنڈیشن کی باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جاسکتا۔

نگران : پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق جاوید
مصنف : قاضی محمد مطیع الرحمان

سرِ ورق : منصور احمد
اشاعتِ اول : 2014ء (تعداد: 1000)
اشاعتِ دوم : فروری،2016 (تعداد:2000)
کوڈ نمبر : GNU-405
آئی ایس بی این: 978-969-37-372-6
طابع : محمود برادرز پرنٹرز، گوالمنڈی راولپنڈی
قیمت : -/80.روپے

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی مطبوعات کے بارے میں مزید معلومات کے لیے رابطہ:
ویب سائٹ:http/www.nbf.org.pk یا فون 92-51-9261125
یا ای میل:books@nbf.org.pk

Marfat.com

فہرست

- پیش لفظ — پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق جاوید — 07
- دیباچہ — قاضی محمد مطیع الرحمان — 09

- رسول اکرمؐ ایک عظیم مصلح — 11
- تعلیم کیا ہے؟ — 12
- نظریہ تعلیم مغربی مفکرین کی نظر میں — 13
- اسلامی نظریہ تعلیم — 16
- علم کا قرآنی تصور — 16
- اسلام میں علم کی اہمیت — 21
- علم سکھانا اللہ کی سنت — 27
- تعلیم و تربیت فریضہ نبوت — 28
- قرآن کا اسلوبِ تدریس — 30
- تربیت — 32
- عرب کا معاشرہ قبل از بعثت نبویؐ — 33
- تعلیم کے اجزائے ترکیبی — 34
- اسلامی تعلیم کا رول ماڈل — 39
- اسلامی تعلیم اور عام تعلیم میں فرق — 40
- تعلیم و تربیت کی پہلی درسگاہ — 42

Marfat.com

- طالبانِ صفہ کی مالی حالت 45
- کل وقتی درسگاہ 49
- درسگاہ صفہ کی خصوصیات 49
- بلا معاوضہ تعلیم 50
- اصحابِ صفہ اور متفرق علوم 51
- نبیؐ کا طریقہ تعلیم و تربیت 53
- شفقت و رحم دلی 54
- عملی نمونہ 58
- عام فہم اور فصیح کلام 63
- عورتوں کی تعلیم 66
- تعلیم و تربیت بذریعہ معلم 70
- سوالیہ اندازِ تعلیم 71
- تربیت بذریعہ دلنشین ضرب الامثال 77
- صحت انسانی اور تربیت نبویؐ 81
- بدی کا بدلہ نیکی 85
- تعلیم و تربیت بذریعہ شگفتہ مزاجی 87
- آسان سے مشکل کی طرف 91
- تربیت بذریعہ تبشیر 92
- تربیت بذریعہ خوف 95
- تربیت بذریعہ تدریجی عمل 96
- تربیت بذریعہ قصہ گوئی 97

Marfat.com

- تربیت بذریعہ اظہار ناپسندیدگی 100
- تربیت بذریعہ شدت وسختی 101
- تالیف قلب کے ذریعے تربیت 105
- تربیت گاہ نبویؐ میں وفود کی تربیت 107
- تربیت بذریعہ خطبہ عام 109
- تربیت بذریعہ نفسیاتی عمل 110
- اعتدال ومیانہ روی کی تربیت 113
- تربیت میں مشاورت 114
- آموزش (تربیت) بذریعہ مشق واعادہ 115
- تربیت میں حکیمانہ انداز 116
- تربیت کے بکھرے موتی 119
- تربیت نبویؐ کے چند مختلف گوشے 126
- حرفِ آخر 129
- مصادر ومراجع 131

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو علم کے زیور سے آراستہ کیا اور اشرف المخلوقات کا درجہ عطا کیا اور لوگوں کی ہدایت کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبیؐ مبعوث فرمایا اور اپنی آخری کتاب قرآنِ کریم نازل فرمائی۔قرآنِ کریم ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور آپؐ کی زندگی حسنِ اخلاق کا بہترین نمونہ ہے۔آپؐ نے اپنی اعلیٰ تعلیمات کے ذریعے لوگوں کے اخلاق وکردار کو سنوارنے کا مقدس فریضہ سرانجام دیا۔آپؐ کی تعلیم وتربیت کا ایک خاص انداز تھا جس کی بدولت دنیا میں ایک عظیم انقلاب وقوع پذیر ہوا۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی جانب سے علم، ادب، سائنس، تاریخ، فلسفہ، اخلاقیات اور دیگر اہم موضوعات پر جو معلوماتی کتب شائع کی جارہی ہیں ان میں قاضی محمد مطیع الرحمان کی کتاب ''نبیؐ کا اندازِ تعلیم وتربیت'' خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔اس کتاب کا پہلا ایڈیشن 2014ء میں شائع ہوا تھا اور اب دوسرا ایڈیشن نئے گٹ اپ کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔

اس کتاب میں مصنف نے حضورِ اکرمؐ کی بنیادی تعلیمات کو نہایت سادہ اور آسان زبان میں پیش کر کے ہر خاص وعام کے لیے قابلِ فہم بنادیا ہے۔کتاب کا اسلوب متاثر کن ہے۔امید کی جاتی ہے کہ قارئین اس کتاب سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے اپنی زندگی کامیاب بنائیں گے۔

پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق جاوید
(پرائڈ آف پرفارمینس)
مینیجنگ ڈائریکٹر

Marfat.com

Marfat.com

دیباچہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کی ہدایت کے لیے یکے بعد دیگرے بے شمار پیغمبر آتے رہے۔ جو انسانوں کو دنیا و آخرت کی کامیابی کا طریقہ بتاتے رہے۔ سب سے آخر پر ہمارے نبی ﷺ تشریف لائے۔ جو خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی فرمائی۔

نبی ﷺ کی مکی زندگی پر نظر ڈالیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایک تنہا شخص اپنے قول وفعل سے سب کو کس طرح متاثر کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کو جو باتیں معلوم ہیں۔ وہ کس طرح دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ اور پھر اس طرح پیش آنے والی مشکلات کو کس پامردی اور بہادری سے جھیلتا چلا جاتا ہے۔ دھمکیاں، تضحیک وتحریص حتیٰ کہ پتھر اور کانٹے بھی صبر سے برداشت کرتا ہے لیکن صبر واستقلال ہاتھ سے نہیں چھوٹتا۔ آپ ﷺ کا یقین کامل ہی تو تھا کہ جو کچھ کہہ رہا ہوں وہی درست ہے۔ پھر آپ ﷺ اس کی دعوت دوسروں کو بھی دیتے ہیں۔ اور اس کام کے لیے وہ کسی معاوضہ کے طلبگار نہیں ہوتے۔ کوئی صلہ وصول نہیں کرتے۔ آپ ﷺ کی زندگی تو ایک کھلی کتاب ہے۔ جن کے اخلاق عالیہ کے دشمن بھی معترف ہیں آپ ﷺ کو اپنوں نے ہی چین سے رہنے نہ دیا تو آپ ﷺ نے اپنے ایک رفیق کو ساتھ لیکر غار میں چھپتے چھپاتے نامانوس اور دشوار گزار راستوں پر سینکڑوں میل کا سفر طے کر کے مدینہ منورہ میں پناہ لی اور صرف دس سال کی قلیل مدت کے بعد جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو دس لاکھ مربع میل رقبہ پر اللہ اکبر کی آواز گونج رہی تھی۔ دراصل یہ فیض تھا ان تعلیمات کا جن کے اندر دنیا و آخرت کی کامیابیوں کا راز مضمر ہے اور جن کے اندر ہر قسم کے گزشتہ، موجودہ اور آئندہ انسانی مسائل کا شافی وکافی حل موجود ہے۔

مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ اسلام کی اشاعت سب سے زیادہ ہجرت کے بعد ہوئی جب

Marfat.com

ذرا امن ہوا تو اہلِ مکہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے ملنے کے لیے مدینہ طیبہ پہنچے انہوں نے دیکھا کہ یہ لوگ ہمارے ہم زبان ہیں۔ ان کی شکل وصورت بھی ہماری طرح ہے۔ ان سے نسبی قرابت بھی ہے، لیکن ان کے اخلاق و اعمال میں عظیم انقلاب آ چکا ہے۔ اب ان میں نہ تو وہ شقاوت وسنگدلی ہے جو پہلے تھی۔ نہ وہ کج ادائی و بے مہری ہے جوان کی خصوصیت تھی۔ وہ نہایت ذمہ دار، باشعور نرم گفتار، فیاض، خوش اخلاق اور انسان دوست بن چکے ہیں۔ حق داروں کو ان کے حق سے بھی بڑھ کر دیتے ہیں۔ عدل وانصاف سے دشمنوں کو بھی محروم نہیں رکھتے۔ ایثار کا یہ عالم ہے کہ اپنا کھانا مہمانوں کو کھلا دیتے ہیں جب جہاد کا اعلان ہوتا ہے تو کم عمر ایڑیوں کے بل کھڑے ہو کر اپنے آپ کو جہاد میں شریک ہونے کا اہل ثابت کرتے ہیں۔ بشری کمزوری کی وجہ سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اعتراف جرم کر کے سزا کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دیتے ہیں۔ نبیؐ کے ایک ادنیٰ اشارے پر ہونٹوں سے لگے شراب کے پیالے کو توڑ دیتے ہیں۔ کوئی زبردست نہیں، سب کے سب ایک دوسرے کے نگہبان ومحافظ ہیں۔ یہ تبدیلی ان کے لیے حیرت انگیز تھی انہوں نے جب سبب کی جستجو کی تو معلوم ہوا کہ ایمان باللہ ہے اور ایک ذاتِ اقدس ہے جس کی چشم وابروئے پاک کا ہر اشارہ ان کے لیے بہترین عبادت اور موجب ہدایت وسعادت ہے۔ جس کی محبت نے مال ومتاع کو ان کی نظروں میں ہیچ بنا دیا ہے یہ وہ کردار ہیں جن کی عظمت پر مؤرخ حیران ہیں۔ عرصہ سے میری یہ خواہش تھی کہ میں ان نکات کا سراغ لگاؤں جن کو نبی ﷺ نے صحابہؓ کی تربیت اور کردار سازی میں پیش نظر رکھا۔ اس طرح میری یہ حقیر سی کوشش ہے۔ جس میں نبی ﷺ کے انداز تعلیم وتربیت کے چند گوشوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس ناچیز کی ادنیٰ سی سعی کو قبول فرمائے اور اخروی زندگی کی کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

ربنا تقبل منا ط انك انت السميع العليم☆ و تب علينا انك انت التواب الرحيم☆

قاضی محمد مطیع الرحمان

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ ایک عظیم مصلح

نبی ﷺ کے آنے سے قبل دنیا کی وہی حالت تھی جو عموماً انبیاء، مرسلین اور مصلحین اُمت کے بابرکت وجود سے ایک مدت دراز تک محروم رہنے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ دنیا کے کسی گوشے میں بھی حق وصداقت کی دھندلی سی روشنی بھی موجود نہ تھی۔ باطل پرستی، کفروشرک، فسق وفجور اور ظلم وزیادتی کا دور دورہ تھا۔ باطل اعتقادات جڑ پکڑ چکے تھے۔ ایران میں آتش پرستی جوبن پر تھی۔ ایشیاء میں مکمل تاریکی چھائی تھی۔ ہندو ذات پات میں بٹے ہوئے تھے۔ عیسائیت تثلیث کی قائل تھی۔ ان کے مذہبی عقائد مسخ ہو چکے تھے یہودی اپنے سوا کسی کو حق پر سمجھنے کے قائل نہ تھے۔ بظاہر دین ابراہیمی کے قائل اصنام پرستی میں ملوث ہو چکے تھے۔ گویا ایک طوفان بدتمیزی برپا تھا۔ زندگی کا کوئی شعبہ بھی ایسا نہ تھا جس میں حدِ اعتدال کی دھجیاں نہ اڑائی جا چکی ہوں۔ عقائد، معاملات، عبادات سب ہی افراط وتفریط کا شکار تھے۔

اس غیر متوازن طرزِ فکر کا نتیجہ یہ تھا کہ لوگ اسقدر اخلاقی پستی تک پہنچ چکے تھے کہ وہ ازدواجی زندگی پر تجرد کی زندگی کو ترجیح دینے لگے۔ ہندو مذہب نے طبقاتی تقسیم کے پردے میں شہوت رانی اور بے حیائی کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ بدھ مذہب اور عیسائیوں نے نفس کشی اور راہبانہ زندگی کو روحانی کمال سمجھا ہوا تھا۔ یہ مذاہب چند لوگوں کو دنیا سے فرار پر آمادہ کرنے کے علاوہ کوئی قابلِ ذکر کارنامہ سرانجام نہ دے سکے۔

مختصر یہ کہ اس وقت روئے زمین پر کوئی ایسی قوم موجود نہ تھی جو شرافت اور اخلاق کی حامل ہو اس عالمگیر تاریکی میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو وحی کی ابدی روشنی سے سرفراز فرمایا۔

Marfat.com

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ

(سورہ ابراھیم۔ ۱)

"یہ کتاب ہے جو ہم نے اے نبی ﷺ تم پر اتاری تا کہ تم لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے ظلمت سے نکال کر روشنی میں لے آؤ۔"

آپ کی بعثت نے انسانیت کو نئی زندگی، نیا تمدن اور نیا معاشرہ عطا کیا اللہ تعالیٰ پر ایمان قرآن پاک کی صاف ستھری اخلاقی تعلیمات اور حضور ﷺ کی بے مثال تربیت کے زیر اثر بہت جلد اعلیٰ اخلاق کے بہترین نمونے پیدا ہونے لگے۔ قتل وقتال میں مصروف قبائل آپس میں شیر وشکر ہو گئے۔ پورا معاشرہ جامع کردار شخصیت کا حامل بن گیا۔ کوئی عادل حاکم تھا تو کوئی امانت دار خازن کوئی متقی فوجی تھا تو کوئی عابد سپہ سالار غرضیکہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک جاہل قوم نبی ﷺ کی بے مثال تربیت کی وجہ سے رہنمائی اور قیادت کرنے کے قابل ہوگئی۔

نبی ﷺ نے ان نفوس کو بدلنے میں وہ کون سا حکیمانہ انداز اور تربیت کا کون سا حسین طریقہ استعمال کیا۔ آئندہ اوراق میں ان ہی حکیمانہ اندازِ تربیت کا مطالعہ کریں گے۔

تعلیم کیا ہے؟

تعلیم کے لیے انگریزی کا متبادل لفظ Education ہے جو دراصل لاطینی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا مادہ Educere اور Educare ہے جس کے معنی to draw out یا to bring out کے ہیں یعنی باہر نکالنا، اظہار کرنا، بروئے کار لانا، پرورش کرنا اور نشو ونما دینا ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کن چیزوں کو بروئے کار لانا یا فروغ دینا مطلوب ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ!

To draw out and bring up the latent potential of an individual to the highest possible level.

یعنی متعلم کی مخفی صلاحیتوں کا اظہار اور انہیں فروغ ونشو ونما کے ذریعے حتی الامکان کمال درجے تک پہنچانا۔

Marfat.com

نظریہ تعلیم مغربی مفکرین کی نظر میں

1۔ روسو Rousseau

(1712ء تا 1778ء) روسو کی پیدائش جنیوا میں ہوئی۔ پھر یہ پیرس چلا گیا۔ اس کی مشہور تصنیف ایمیل (Emile) ہے اس ماہر تعلیم کی نظر میں تین بنیادی تصورات تھے۔ انسان، اشیاء اور فطرت۔ وہ لکھتا ہے:

1. Every thing is good as it comes from the hand of the creator but degenerates in the hands of man. (P.134)

ہر چیز حسین ہے کیونکہ قدرت کے حسین ہاتھوں سے بنی ہے مگر انسان کے ہاتھوں آخر خراب ہوئی۔

2. Man is born free and every where he is in chains.

انسان آزاد پیدا ہوا ہے مگر وہ ہر جگہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

3. Nature wills that children should be children before they are men.

فطرت انسانی کا تقاضا ہے کہ بچے بچے ہی رہیں قبل اس کے کہ وہ پورے انسان بنیں۔

اس لیے اس کا نظریہ یہ ہے کہ بچے کو ذاتی تجربات کرنے دو اور اسے کھیل کھیل میں تعلیم دو۔ روسو نے تعلیم کا سارا نقشہ شہری بچے کی تعلیم کے لیے کھینچا ہے جبکہ دیہاتی بچے کو بقول روسو تعلیم کی ضرورت ہی نہیں۔ وہ تو فطرت کی گود میں پلتا اور جوان ہوتا ہے۔

2۔ ڈاکٹر جان ڈیوی

(1859ء تا 1952ء) یہ امریکی ماہر تعلیم تھا جس نے تین چیزوں پر بہت زور دیا ہے عمل، تجربہ اور نتیجہ۔ وہ کہتا ہے!

Education is the reorganization, reconstruction and

Marfat.com

reorientation of experiences.

یعنی تعلیم انسانی تجربات کی تنظیمِ نو، تعمیرِ نو اور نئی جہتوں کی تلاش کا نام ہے اس کے نظریات اس کی ان 3 کتب میں ملتے ہیں:

1. School of Tomorrow
2. The School and Society
3. Democracy and Education.

جان ڈیوی سکول، گھر اور ماحول کو وحدت بنانے پر زور دیتا ہے اور والدین اور اساتذہ کا فرض قرار دیتا ہے کہ وہ ان تینوں میں ایک متوازن رشتہ قائم کریں۔ وہ تعلیم و تعلم میں طلبہ کی پسند و ناپسند اور مضامین کے انتخاب میں طلبہ کو خصوصی اہمیت دیتا ہے اس کے خیال میں حقیقی تعلیم وہی ہے جو معاشرتی زندگی کے امور و مسائل سے واسطہ رکھے۔ وہ تعلیم کی تعریف یوں کرتا ہے!

کہ تعلیم تجربے کی اس تعمیرِ نو کا نام ہے جس سے تجربے کے معنی میں اضافہ ہوتا ہے اور جس کے طفیل بعد میں پیش آنے والے تجربات کا رخ متعین کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔

3۔ جان لاک (John Lock)

جان لاک انگلستان کا ایک مشہور مفکر اور ماہرِ تعلیم تھا۔ اس کا فلسفہ اس کے سماجی نظریات سے ابھرا۔ سترھویں صدی کے انگلستان کو دیکھیں تو دو واضح طبقات امراء اور غرباء نظر آتے ہیں۔ لاک ان دونوں طبقوں کی جداگانہ تعلیم کا حامی تھا۔ وہ معاشرے کے دونوں طبقات کے لیے علیحدہ علیحدہ قسم کی تعلیم تجویز کرتا ہے۔

4۔ پستالوزی (Pestalozzi)

(1746ء تا 1827ء) سوئٹزرلینڈ کا ماہرِ تعلیم تھا۔ اس کا طریقہ تعلیم ذرا مختلف تھا۔ یہ انسانی صلاحیتوں کے فطری مرحلہ وار اور متناسب ارتقاء کو تعلیم کا نام دیتا ہے یہ درج ذیل چھ باتوں پر زور دیتا ہے۔

1۔ سابقہ معلومات کا لحاظ

2۔ آسان سے مشکل کی طرف

Marfat.com

3۔ معلوم سے نامعلوم کی طرف

4۔ مقرون سے مجرد کی طرف

5۔ پہلے سمجھنے کی قوت کو ترقی دینا۔ پھر معلومات بہم پہنچانا۔

6۔ تدریسی معاونات Audio Visual Aids یعنی سمعی و بصری معاونات کے ذریعے قوت مشاہدہ کو ترقی دینا اور پھر الفاظ کے ربط سے قوت فراہم کرنا۔

5۔ ارسطو (Aristotle)

فرد کی صلاحیتوں کی نشوونما پر زور دیتا ہے اور محض عقل کو ہی انسانیت کی اساس سمجھتا ہے۔

6۔ افلاطون (Plato)

یونان کے اس فلسفی نے دنیا کی علمی، مذہبی اور تعلیمی تحریکوں پر زبردست اثر ڈالا ہے۔ اعلیٰ طبقہ کے افرد کو ہی قیادت کا اہل سمجھتا تھا۔ اس کے نزدیک عوام اعلیٰ ذہنی اوصاف سے محروم ہوتے ہیں۔ افلاطون کے مطابق تعلیم وہ عمل ہے جو جسم اور روح کو سراپا جمال بنا دے اور ان کو درجہ کمال تک پہنچا دے۔

7۔ ہربرٹ سپنسر (Herbert Spencer)

ہربرٹ سپنسر کے مطابق تعلیم کا مدعا یہ ہے کہ بچہ کے قوائے ذہنی کو نشوونما کا پورا موقع دیا جائے۔

8۔ ہورس مان (Horace Mann)

ہورس مان کہتا ہے "صرف تعلیم ہی ہمارے لئے وہ لطف فراہم کر سکتی ہے جو بیک وقت معیار میں اعلیٰ اور مقدار میں لامحدود ہو۔"

9۔ نن (Nunn)

نن کہتا ہے "تعلیم کا کام یہ ہے کہ فرد کیلئے ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں کہ جن کے زیر اثر افراد کی انفرادیت درجہ کمال تک پہنچ جائے۔"

Marfat.com

اسلامی نظریہ تعلیم

اسلام علم اور تعلیم کو حیات انسانی کیلئے اسی طرح ناگزیر سمجھتا ہے جس طرح طبعی زندگی کے لئے ہوا اور پانی۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن خلدون تعلیم کو انسان کی فطری غذا قرار دیتے ہیں۔ پھر جس طرح جسم کی صحت مندانہ پرورش متوازن غذا پر موقوف ہے اسی طرح حیاتِ انسانی کی بالیدگی اور توانائی بھی متوازن تعلیمی تغذیہ پر منحصر ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ''نفس انسانی کو مہلک عادتوں اور بری خصلتوں سے بچانا اور اُسے عمدہ اخلاق سے مزین کر کے سعادت کی راہ پر ڈال دینے کا نام تعلیم ہے۔'' گویا تعلیم اسلامی کردار کی تشکیل کا عمل ہے جس کی منزل سعادت اخروی ہے۔

سید محمد سلیمؒ صاحب نے تعلیم کی ایک جامع، واضح اور حقیقت پسندانہ تصویر پیش کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ ''تعلیم وہ اجتماعی عمل ہے جس کے ذریعے معاشرہ نوخیز نسلوں کو اسلامی تصورحیات سکھاتا ہے۔ اسلامی عقائد واقدار ان کے اذہان میں راسخ کرتا ہے۔ اسلامی افکار کی روشنی میں آداب زندگی اور اخلاق کی تربیت دیتا ہے۔'' مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''اسلامی تصور تعلیم اپنے اندر بے پناہ وسعتیں رکھتا ہے۔ جس میں وہ تمام امور شامل ہیں جن کی ایک فرد کو ضرورت پڑتی ہے۔ جسمانی صحت، فکری بالیدگی، اخلاقی پاکیزگی، آداب معاشرت، تکمیل ذات اور نیابت الٰہی کی صلاحیت یہ سب پہلو اسلامی تعلیم میں داخل ہیں گویا مسلمان طالب علم کی زندگی کا ہر گوشہ اور فکر کا ہر زاویہ تعلیمی عمل کی لپیٹ میں ہے۔'' خالد علوی صاحب کا یہ تجزیاتی ریمارک بڑا ہی معنی خیز ہے کہ ''نبیؐ کی دعوت سرتاپا تعلیم تھی۔''

علم کا قرآنی تصور

تعلیم کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں کیونکہ علم ہی قوت کا ہتھیار اور قیادت وسعادت کا ذریعہ رہا

Marfat.com

ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ علم کی ترقی قوموں کے عروج اور علمی انحطاط قوموں کے زوال کا سبب بنا ہے۔

انسان نے اپنے سفر کا آغاز علم اور روشنی سے کیا تاریکی اور جہالت سے نہیں اور یہی علم انسان کی عظمت وفضیلت کی وجہ بھی بنا۔ فرشتے بھی جسد خاکی کو سجدہ کرنے پر مجبور ہوئے۔ اسی سے علم کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

یوں تو علم کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا کہ علم معلومات کا خزانہ ہے۔ کسی نے علم کو دانائی سے تعبیر کیا۔ کچھ نے محض چیزوں کے بارے میں جاننے اور سمجھنے کو علم قرار دیا۔ کسی نے درسی کتب کو علم کا نام دیا۔ ہر زمانے میں علم کی مختلف تعریفیں ہوتی رہیں۔ افلاطون ہو یا سقراط، جان ڈیوی ہو یا پرسی نن ان تمام کے نزدیک علم کا مفہوم مادی نقطۂ نظر کے گرد گھومتا نظر آتا ہے جو کہ یک پہلو ہونے کی وجہ سے انتہائی نامکمل اور ناقص ہے۔ اس لئے کہ کائنات وانسان کے تصور کے ساتھ علم کا تصور وابستہ ہے۔ کائنات کو مادے کی پیداوار کہنے اور انسان کو محض معاشرتی حیوان خیال کرنے والوں کے نزدیک انسان کی تمام تر ضروریات وحاجات کا مرکز ومحور ''مادی فوائد'' ہیں۔

جبکہ انسان وکائنات کی حقیقت کیا ہے؟ اور انسان کی ضروریات کیا ہیں؟ ان سوالوں کا جواب ہی یہ متعین کرسکتا ہے کہ علم سے مراد کیا ہونی چاہیے۔

اس پہلو پر غور کرنے کے لئے ہمیں علم کے اصل منبع وماخذ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ جس کا علم ازلی وابدی ہے حقیقی ہے اور آفاقی ہے۔ جس میں ان تمام حقیقتوں کا صحیح صحیح جواب ملتا ہے۔ جسکا انسان کے فلسفہ زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ یہ فلسفہ زندگی ہی فلسفہ تعلیم کی بنیاد بنتا ہے۔ کیونکہ کسی فرد یا قوم کا جو فلسفہ زندگی ہوگا وہی اس کا فلسفہ تعلیم بھی ہوگا۔

قرآن اس کائنات کو اللہ تعالیٰ کی تخلیق قرار دیتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَا الْاَرْضَ بِا الْحَقِّ ط

(الانعام ۷۳)

''وہی ہے جس نے حق کے ساتھ آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔''

Marfat.com

قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (الرعد ١٦)

''کہہ دیجئے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اور وہی یکتا اور سب کو مغلوب کرنے والا ہے۔''

پھر فرمایا!

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ق

(سورہ البقرہ ۲۹)

''وہی ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب چیزیں پیدا کیں جو زمین میں ہیں۔''

مذکورہ بالا آیات قرآنی سے واضح ہوتا ہے کہ کائنات کی ہر چیز پہاڑ، صحرا، چاند، سورج، زمین، آسمان، حیوان اور خود انسان تمام کی تمام اللہ واحد القہار کی تخلیق ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی اکیلا ان کا خالق وصانع ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کی یہ مخلوق بے مقصد بنائی گئی ہے؟ کیا یہ محض ایک کھیل تماشا ہے؟ اس کا جواب خود قرآن یوں دیتا ہے۔

وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ج (آل عمران ۱۹۱)

''وہ لوگ جو زمین و آسمان کی ساخت پر غور کرتے ہیں اور پھر پکار اٹھتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے یہ سب فضول و بے مقصد پیدا نہیں کیا۔''

ایک اور جگہ فرمایا!

مَاخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

(سورہ الروم ۸)

''جو کچھ زمینوں اور آسمانوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ محض کھیل

Marfat.com

تماشے کے لئے نہیں بلکہ حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔لیکن ہم میں سے بہت سے اس کا علم نہیں رکھتے۔''

ان آیات مبارکہ سے واضح ہوا کہ یہ کائنات ایک خالق حقیقی کی تخلیق ہے جو ایک خاص مقصد کے لیے بنائی گئی ہے۔اور اس کائنات میں بسنے والا انسان کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اس کا کیا مقام ہے؟ اور اس کی زندگی کا کیا مقصد ہے؟ اس کا جواب قرآنی روشنی میں یہ ملتا ہے۔

وَاِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط

(سورہ البقرہ ۳۰)

''اور کہا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں زمین میں ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔''

گویا انسان کو زمین پر اللہ کا خلیفہ ہونے کا اعزاز و اکرام حاصل ہے۔پھر کائنات کے اندر انسان کی حیثیت کو مزید واضح کرتے ہوئے ارشاد ہوا!

اَلَمْ تَرَاَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ

(سورہ الحج ۶۵)

''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے زمین کی ہر چیز تمہارے لئے مسخر کر دی۔''

یعنی انسان اس دنیا میں خادم نہیں مخدوم بنا کر بھیجا گیا ہے۔تمام چیزیں اس کی خدمت پر ہیں اور وہ علم کی فوقیت کی وجہ سے ان کو کام میں لاتا ہے۔

خالق حقیقی سے انسان کا تعلق

اب قابل غور امر یہ ہے کہ انسان کی اس حیثیت کے ساتھ اس کی اپنی زندگی کا مقصد کیا ہے۔ اس کی صراحت قرآن مجید سے ملتی ہے۔ارشاد ہے!

Marfat.com

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O

(سورہ الانعام ۱۶۲)

''آپ کہہ دیجئے بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العٰلمین کے لئے ہے۔''

یعنی اللہ کا نائب ہونے کی حیثیت سے اسے اللہ ہی کی اطاعت کرنی چاہیے۔ کہیں ارشاد ہوتا ہے!

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِ نْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ہ (سورہ الذاریات ۵۶)

''اور اللہ نے انسانوں اور جنوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔''

مذکورہ آیاتِ ربانی سے واضح ہوتا ہے کہ تمام چیزوں کا خالق و مالک اللہ ہے۔ اور انسان زمین پر اس کا خلیفہ ہے۔ انسان کی تمام قوتیں اور صلاحیتیں اللہ تعالیٰ کا ہی عطیہ ہیں۔ اس لئے انسان کو اپنی تمام زندگی میں اسے ہی حاکم تسلیم کرنا چاہیے۔ اور اس کے احکامات کی اطاعت کرنی چاہیے۔

اب آیئے علم کی طرف تو علم عربی زبان کا ایک معروف لفظ ہے۔ جس کے معنی معرفت پہچان، شعور اور یقین وتصدیق کے ہیں۔

قرآن میں ہے!

اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہ (سورہ البقرہ ۲۵۹)

''اور ٹھیک ٹھیک جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

حضرت امام ابی اسمٰعیلؒ فرماتے ہیں!

العلم ما قام بدلیل و رفع الجھل

''علم وہ ہے جو دلیل پر قائم ہو اور جہالت کو رفع کرے''

سورہ الحدید میں ہے!

Marfat.com

وَ يَجۡعَلۡ لَّكُمۡ نُوۡرًا تَمۡشُوۡنَ بِهٖ (سورہ الحدید ۲۸)

''اور وہ تمہیں نور بخشے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے۔''

یعنی علم وہ نور ہے جو انسان کو ٹیڑھی راہ سے ہٹا کر سیدھی راہ پر چلاتا ہے انسان کو گمراہی اور ضلالت سے نکال کر ہدایت و راستی کی طرف لاتا ہے۔ علم نور ہے جس سے ہر شے منور ہو جاتی ہے۔

اسی سورہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِىۡ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبۡدِهٖۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۝ (سورہ الحدید ۹)

''وہ اللہ ہی ہے جو اپنے رسول پر کھلی آیات نازل کرتا ہے۔ تاکہ تم کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لائے اللہ تم پر شفقت کرنے والا مہربان ہے۔''

گویا اس روشنی کا سرچشمہ اور منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ جس کا علم سب پر حاوی ہے جو عالم الغیب ہے۔

اِنَّمَا الۡعِلۡمُ عِنۡدَ اللّٰهِ (سورہ الاحقاف ۲۳)

''یعنی حقیقی علم تو اللہ کے پاس ہے۔''

يَعۡلَمُ سِرَّكُمۡ وَ جَهۡرَكُمۡ

''یعنی جو ظاہر و باطن کا علم رکھتا ہے۔''

قرآن نے صرف معلومات اور چیزوں کی پہچان کو ہی علم قرار نہیں دیا۔ بلکہ علم کو معرفت الٰہی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ قرآن کے نزدیک علم وہی ہے جو انسان کو اللہ سے جوڑ دے اور جو انسان کے مقام و مرتبہ کا ادراک پیدا کرے شاہ ولی اللہ بھی تعلیم کا مقصد معرفت الٰہی قرار دیتے ہیں۔

اسلام میں علم کی اہمیت

علم کا مطلب جہاں اچھی چیز یاد رکھنا ہے۔ وہاں بُری بات سے احتراز کرنا بھی ہے۔ امام مالکؒ

Marfat.com

جاہلوں سے دور رہا کرتے تھے۔امام زہریؒ غلط بات کے سننے کے خوف سے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے۔اسلام نے جہالت کے مقابلے میں ہمیشہ علم کو اہمیت دی ہے اور جہالت سے نفرت کا اظہار کیا ہے کیونکہ اسلام ایک عقلی وشعوری دین ہے، جو انسانی زندگی میں ارتقاء کو جاری وساری رکھنے کے اصول رکھتا ہے۔علم کے دو مراتب ہیں۔فرض عین اور فرض کفایہ۔

فرض عین

فرض عین سے واقفیت مرد و عورت دونوں کیلئے لازمی ہے۔اگر کوئی جرم کرلیا تو قانون سے بے خبری کوئی بہانہ نہیں۔

فرض کفایہ

فقہ کی باریکیاں، لغت گرامر، جغرافیہ اور سائنس ہر شخص کا کام نہیں اس میں خواص ہی کمال پیدا کرسکتے ہیں۔لیکن اگر کوئی شخص بھی صاحب فن نہ ہو تو پوری اُمت گنہگار ہوگی۔

علم شرف انسانیت

علم نہ ہو تو انسان جانوروں سے بدتر ہے۔عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں تعجب ہے اس پر جو علم حاصل نہیں کرتا اور خود کو قابل عزت سمجھتا ہے۔

فرشتوں پر آدم علیہ السلام کو علم ہی کی وجہ سے فوقیت حاصل ہوئی۔عرب والوں سے کہا گیا۔

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ ۖ وَادْعُوا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (سورہ البقرہ ۲۳)

"پس تم اس جیسی ایک سورۃ ہی بنا لاؤ اور (اس کام کے لئے بیشک) اللہ کے سوا اپنے حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔"

فرعون کے جادوگر علم کی وجہ سے ہی دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔پہلی وحی میں علم کی تعریف کی گئی ہے۔اور اللہ کا عظیم احسان عطائے علم کو فرمایا گیا ہے۔اللہ کی دو نعمتیں علم اور قلم ہیں کیونکہ قلم سے ہی علم کو فروغ اور تقویت ملتی ہے۔

14007

Marfat.com

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۗ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ۝

(الرحمٰن ۱۔۴)

''رحمان ہی ہے۔جس نے قرآن سکھایا۔اسی نے انسان کو پیدا فرمایا۔اسی نے اسے بیان سکھایا۔''

حصولِ علم کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔جس نے آدم علیہ السلام کو چیزوں کے نام سکھائے اور جن کی وجہ سے وہ مسجود ملائکہ ٹھہرے۔یوسفؑ کو خواب کی تعبیر کا علم سکھایا۔جس کی وجہ سے وہ ایک عظیم آزمائش سے سرخرو ہو کر سلطنت مصر کے سیاہ وسفید کے مالک بن گئے۔

حضرت سلیمانؑ کو پرندوں کی بولیاں سکھائیں بلکہ تمام چرند و پرند اور کیڑوں کی بولیوں سے آگاہ فرمایا۔قرآن نے ایک خوبصورت واقعہ نقل فرمایا ہے۔

حَتّٰٓی اِذَآ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰٓاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝

(سورہ النمل ۱۸)

''یہاں تک کہ جب وہ (لشکر) چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی کہنے لگی اے چیونٹیو! اپنی رہائش گاہوں میں داخل ہو جاؤ کہیں سلیمانؑ اور ان کا لشکر تمہیں کچل نہ دیں۔اس حال میں کہ انہیں خبر بھی نہ ہو۔''

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

(سورہ النمل ۱۹)

''تو وہ (یعنی سلیمانؑ) اس (چیونٹی) کی بات سن کر مسکرائے اور عرض کیا اے پروردگار مجھے اپنی توفیق سے اس بات پر قائم رکھ کہ میں تیری اس نعمت کا شکر

Marfat.com

بجالاتا رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام فرمائی ہے۔ اور میں
ایسے نیک عمل کرتا رہوں جن سے تو راضی ہوتا ہے اور مجھے اپنی رحمت سے
اپنے خاص قرب والے نیکوکار بندوں میں داخل فرمالے۔''

حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں لوہا نرم کر دینے کا علم تھا۔ حضرت خضرؑ کو باطن کا علم عطا فرمایا کہ موسیٰؑ بار بار حیران ہو کر رہ جاتے ہیں۔ نوحؑ کو کشتی بانی کا علم دیا۔ عیسیٰؑ کے دور میں علم طب عروج پر تھا لہٰذا اسی مناسبت سے وہ کوڑھیوں پر ہاتھ پھیر کر انہیں تندرستی سے سرفراز فرماتے۔ اور حکم ربی سے مُردوں کو زندگی سے سرفراز کرتے۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ کو علوم قرآنی سے آگاہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الجثہ اور محیر العقول کائنات کو جو بڑے بڑے ذہین وفطین مفکرین وسائنس دانوں کی فکر اور سوچ سے بھی ماورا ہے اسے قلیل فرمایا۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ج (سورہ النساء ۷۷)

''آپ فرما دیجئے کہ دنیا کا مال ومتاع محض چندروزہ ہے۔''

جبکہ نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا!

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيماً ٥

(سورہ النساء ۱۱۳)

''اور آپ کو وہ کچھ بتایا گیا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا
فضل ہے۔''

گویا اس وسیع وعریض دنیا کا علم نبی ﷺ کے علم کا ادنیٰ حصہ ہے۔

علم شرط نبوت ہے

تمام انبیاء اور اہلِ ایمان اہلِ علم تھے۔ لہٰذا دوسروں کو دین سکھانا ان کا منصب تھا۔ نبی ﷺ نے اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِماً فرما کر اپنا منصب حقیقی بنایا۔ حضرت طالوت کو سربراہی علم اور جسمانی قوت کی وجہ

Marfat.com

سے عطا ہوئی۔ فرمایا!

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰہُ عَلَیْکُمْ وَزَادَہٗ بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ط وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ ط (سورہ البقرہ ۲۴۷)

''بے شک اللہ نے اسے تم سے منتخب کرلیا ہے اور اسے علم اور جسم میں زیادہ کشادگی عطا فرمادی ہے اور اللہ اپنی سلطنت (کی امانت) جسے چاہتا ہے عطا فرمادیتا ہے۔''

معلوم ہوا کہ علم عبادت سے افضل ہے عابد کیلئے گوشۂ مسجد ہے اور عالم کے لئے خلافت ہے۔

بلندی درجات

قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ط اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ ہ (الزمر ۹)

''آپ فرمادیجئے کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے بھلا برابر ہوتے ہیں بے شک عقل والے ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔''

گویا عالم دین غیر عالم سے افضل ہے اگرچہ وہ عابد ہو۔ اسی طرح دو یہودی علماء کے سوال کے جواب میں نزول قرآن ہوا۔

شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لا وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ ط (سورہ آل عمران ۱۸)

''یعنی توحید کی گواہی خود اللہ تعالیٰ کی ہے پھر فرشتوں اور علماء کی گواہی ہے۔''

اللہ نے علماء کو فرشتوں کے بعد درجہ دیا وہ عالم جس کی صحبت سے خدا کا خوف اور حضور ﷺ کی محبت پیدا ہو۔

خوفِ الٰہی

قرآن نے علماء کی ایک شان یہ بیان فرمائی ہے کہ مجھ سے ڈرنے والے ہیں۔

Marfat.com

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط (سورہ فاطر ۲۸)

"بے شک علم والے ہی اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔"

گویا سارے عالم میں سے ان کو ان کی اس صفت کی وجہ سے چن لیا گیا اور پھر فرمایا!

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ o ج (سورہ الرحمٰن ۴۶)

"یعنی جو رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اس کیلئے دو جنتیں ہیں۔"

معلوم ہوا کہ خوفِ خدا ایک اعلیٰ نعمت ہے جو علماء کو حاصل ہوتی ہے۔ دو جنتوں سے مراد ایک تو اعمال کی جزاء ہے دوسری اللہ کی نعمت۔

عالم سے محبت

حضرت ابواللیث سمرقندیؒ فرماتے ہیں عالم کی محبت میں 7 فوائد ہیں۔

1۔ طلبہ میں شمار کیا جائے گا۔

2۔ گناہوں سے بچا رہیگا۔

3۔ گھر سے نکلنے پر ہر قدم پر ایک نیکی ہوگی۔

4۔ اہل علم کے حلقے پر رحمت برستی ہے۔

5۔ علم کا ذکر سننا عبادت ہے۔

6۔ جو بات معلوم نہ ہو تو منکسر المزاج ہوتا ہے اس پر بھی اجر ملتا ہے۔

7۔ اس کے دل میں علم سے محبت اور جہالت سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔

قرآن پاک نے سات چیزوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ برابر نہیں۔

1۔ عالم اور جاہل

2۔ خبیث وطیب

3۔ دوزخی اور جنتی

4۔ اندھا و بینا

Marfat.com

5۔ اندھیرا اور روشنی

6۔ سردی و گرمی

7۔ زندہ و مردہ

تعلیم یافتہ کتے کا شکار حلال ہے جو علم کی فضیلت کی بناء پر ہے۔

علم کی وجہ سے چیونٹی کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔

علم سکھانا اللہ کی سنت

علم اور فروغ علم اتنا بڑا منصب ہے کہ رب العزت نے اسے اولاً اپنی ذات کیلئے بیان فرمایا۔ ثانیاً نبی ﷺ کے لئے بیان فرمایا، ارشاد خداوندی ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ o لا عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ o ط خَلَقَ الْاِ نْسَانَ o لا عَلَّمَهُ الْبَيَانَ o

(الرحمٰن ۱۔۴)

''وہی ہے جس نے قرآن کی تعلیم (نبی ﷺ کو) دی۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ پھر اس نے اس کو بولنا سکھایا (تاکہ معارف سمجھ سکے اور سمجھا سکے)''

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو معلم فرمایا اور تعلیم دینے کا عمل اپنی سنت قرار دیا۔ اور قرآن مجید کو علم کی کتاب قرار دیا۔ پھر اپنے اس منصب کو اس نے نبی ﷺ کے حوالہ سے بیان فرمایا۔

وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا o

(سورہ النساء ۱۱۳)

''اور اس نے آپ ﷺ کو وہ سب علم عطا کر دیا۔ جو آپ ﷺ نہیں جانتے تھے اور آپ ﷺ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔''

حضور ﷺ کو علم کے نقطۂ کمال تک پہنچا کر معلم انسانیت بنا دیا اور اسے اپنا فضل عظیم قرار دیا۔ تخلیق آدمؑ کے وقت ملائکہ نے اس کے اندر خونریزی اور فساد انگیزی کا بنیادی عنصر دیکھ کر اس کی

Marfat.com

خلافت پر اعتراض کیا تھا۔

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ ط (سورہ البقرہ ۳۰)

''انہوں نے عرض کیا کیا تو زمین میں کسی ایسے شخص کو (نائب) بنائے گا۔ جو اس میں فساد انگیزی کرے گا۔ اور خون ریزی کرے گا حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور ہمہ وقت پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔''

انہوں نے خود کو امن وسلامتی کا پیکر سمجھ کر خلافت کا حق دار سمجھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مشاہدے کو رد تو نہیں کیا۔ مگر فرمایا۔

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ o (سورہ البقرہ ۳۰)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔''

یعنی حقیقت کچھ اور ہے جو تم نہیں جانتے اور وہ یہ ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا (سورہ البقرہ ۳۱)

''اور اللہ نے آدمؑ کو تمام (اشیاء) کے نام سکھا دیئے۔''

یعنی اسے علم سکھا دیا جس کی بنیاد پر وہ فتنہ فساد کے بجائے شر اور باطل کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے استعمال کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس جواب سے معلوم ہوا کہ مرنے اور مارنے کا عمل فی نفسہٖ غلط نہیں ہے۔ بلکہ اسے اگر حق کی سربلندی کے لئے استعمال کیا جائے تو یہی وہ عمل ہے جس کے سبب اسے خلافت کا حقدار ٹھہرایا گیا۔ اگر خالی تسبیح وتحلیل سے خلافت کا حق ادا ہوتا تو معرکہ ہائے بدر واحد برپا نہ ہوتے۔ ہجرت نہ ہوتی اور مدنی دور میں تراسی ۸۳ جنگوں کی تاریخ رقم نہ ہوتی۔

تعلیم وتربیت فریضہ نبوت

نبی ﷺ نے اپنے آپ کو معلم فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ط اور اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے منصب

Marfat.com

نبوت ورسالت میں تعلیم وتربیت کے عمل کوایک عظیم فرض قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلاً مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۝ط

(سورہ البقرہ ۱۵۱)

''اسی طرح ہم نے تمہارے اندر تم ہی میں سے رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے۔اور تمہیں پاک صاف کرتا ہےاور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے ۔ اور تمہیں وہ (معرفت وحقیقت) سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔''

تلاوت آیات، تعلیم کتاب، تعلیم حکمت اور تزکیہ نفس ان چہار گونہ فرائض کی روشنی میں حضور ختمی مرتبت ﷺ نے اپنے تلانذہ، مریدین صحابہؓ کی تربیت اس حکیمانہ انداز سے کی کہ ان میں سے ہر ایک شخص مربی ومعلم بن گیا۔

نبی ﷺ نے خواندگی کو نہ صرف انسانوں کا بنیادی حق قرار دیا بلکہ حصول خواندگی کے لئے کفار و مشرکین مکہ کی خدمات کو بھی قبول فرمایا۔ جنگ بدر میں ۷۰ افراد جنگی قیدی بنائے گئے۔ان میں سے جو صاحب استطاعت تھے فدیہ دیکر رہائی حاصل کر گئے۔ جو بے استطاعت اور بے علم تھے وہ اس وعدے پر چھوڑ دیئے گئے کہ وہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک نہ ہوں گے۔لیکن جو بے استطاعت خواندہ تھے ان پر یہ شرط عائد کی گئی کہ وہ دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو انہیں رہائی مل جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے یہ شرط پوری کر دی اور رہا ہو گئے۔اور یوں ایک محتاط اندازے کے مطابق دوسو کے لگ بھگ مسلمان بچے نوشت وخواند کا فن سیکھ گئے اور یہی بعد میں عربوں میں سوفیصد خواندگی کا سبب بنے انہی بچوں میں حضرت زید بن ثابتؓ بھی تھے جو کاتب وحی بنے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے میری اُمت کے اس شخص سے خیر (کی کوئی توقع) نہیں جو عالم یا طالب علم نہ ہو یعنی یا تو خود سیکھے یا اوروں کو سکھائے۔دوسری جگہ فرمایا عالم کی نیند جاہل کی عبادت سے بہتر

Marfat.com

ہے ایک اور مقام پر فرمایا جس شخص سے کسی ایسی بات کے بارے میں پوچھا جائے جسے وہ جانتا ہو اور پھر وہ نہ بتائے۔ قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

اسلام نے علم حاصل کرنے والوں پر بھی لازم کر دیا کہ وہ علم کو مخلوق خدا کی امانت سمجھتے ہوئے دوسروں تک پہنچائیں تاکہ خواندگی عام ہو۔ نبی ﷺ نے یہاں تک فرمایا بلغو عنی ولو آیة یعنی میری طرف سے پہنچادو (دوسروں تک) خواہ وہ ایک ہی آیت ہو۔ نبی ﷺ سے قبل تعلیم و تعلم کو ایک راز سمجھا جاتا تھا۔ اور اسے صرف پادریوں کاہنوں اور برہمنوں تک ہی محدود رکھا جاتا تھا۔ اور اسے چھپانے کی ہر ممکن سعی کرتے تھے نبی ﷺ نے نہ صرف علم کے دروازے ہر ایک پر وا کر دیئے بلکہ ہر قسم اور ہر جگہ کے علوم و فنون انسانوں کی مشترکہ میراث قرار دیئے۔ اور حصول علم کو انسانوں کا ایک بنیادی حق قرار دیا۔ احادیث نبوی ﷺ کا ایک بڑا ذخیرہ علم کی ترغیب اور فضائل علم پر مبنی ہے۔ جیسے فرمایا علم کی ایک مجلس ساٹھ سال کی عبادت سے زیادہ وزن رکھتی ہے۔ ایک عالم کی فضیلت خدا کے ہاں ہزاروں عابدوں سے زیادہ ہے۔ قیامت کے روز علماء کے قلم کی روشنائی کی قیمت وہی ہوگی جو کہ شہدا کے خون کی ہے۔ عالم دین زمین پر خدائے پاک کا امین ہے۔ علم میں اضافہ کرنا عبادت کی کثرت سے افضل ہے۔ طالب علم کی راحت کے لئے فرشتے اس کے قدموں کے نیچے پَر بچھاتے ہیں۔ خیر سکھانے والے معلم کے لئے اللہ اور اس کے فرشتے آسمان والے یہاں تک کہ چیونٹیاں بھی اپنے بلوں میں اور مچھلیاں تک دعائے رحمت کرتی ہیں۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ کاشانۂ اقدس سے برآمد ہوئے تو مسجد میں دو حلقے تھے ایک حلقے کے لوگ تلاوت و دعا میں مصروف تھے اور دوسرے حلقہ کے تعلیم و تعلم میں۔ آپ ﷺ نے دونوں کی تحسین فرمائی اور خود یہ ارشاد فرما کر کہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ درس و تدریس کے حلقہ میں بیٹھ گئے۔

قرآن کا اسلوبِ تدریس

قرآن حکیم حسی معجزات کے بجائے آیات آفاق و انفس پر غور کرنے پر زور دیتا ہے۔ چنانچہ

Marfat.com

قریش نے جب نبی ﷺ سے حسی معجزات کا مطالبہ کیا تو ان کو یہی جواب دیا گیا کہ آفاق پر کیوں غور نہیں کرتے۔ انفس کے دلائل کو کیوں نظر انداز کرتے ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ نبی ﷺ کو معجزات نہیں دیئے گئے۔ آپ ﷺ نے بارہا معجزات دکھائے لیکن معجزہ دیکھنے کی شرط کی ہمیشہ حوصلہ شکنی کی گئی۔ شاید ہی کوئی بڑی سورۃ ایسی ہو جس میں حسی معجزات کی شرط لگانے والوں کو اندھے اور بے بصیرت نہ کہا گیا ہو۔ انسان کو اللہ نے ایک نور فطرت دیا ہے اور عقل سے نوازا ہے اگر عقل وحی کی روشنی میں چلے تو ٹھوکر نہیں کھاتی۔

تعلیم و تربیت انسانی دنیا میں سب سے مشکل کام ہے اس لئے قرآن کا انداز تعلیم و تربیت معلمانہ ہے۔ چنانچہ ایک ہی مضمون کو قرآن حکیم دل میں اتارنے کے لئے مختلف انداز اپناتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ط

(الکھف ۵۴)

''ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو طرح طرح سے سمجھایا ہے۔''

کبھی قرآن انسان کو تدبر پر یوں ابھارتا ہے کہ خود ان کے ذہن میں ابھرنے والے سوالات کو نہ صرف یہ کہ دباتا نہیں بلکہ ان کی حوصلہ افزائی فرماتا ہے مثلاً یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِيْضِ اور کبھی یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ اور پھر جواب دیا ہے۔ کبھی قرآن چونکا دینے کا سا انداز اختیار کرتا ہے مَآ اَدْرٰکَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ ثُمَّ مَآ اَدْرٰکَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ط اسی طرح کبھی اَلْقَارِعَةُ ۝ مَاالْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰکَ مَاالْقَارِعَةُ ط کبھی انسانی عقل کو یوں بھی اپیل کرتا ہے۔

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ط مَالَكُمْ قف كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝

(سورہ القلم ۳۵۔۳۶)

''کیا ہم اطاعت گزاروں اور مجرموں کو برابر کریں گے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ایسے فیصلے کرتے ہو۔''

Marfat.com

تربیت

تربیت ایک کثیر المعانی لفظ ہے کہ جب یہ بولا جائے تو اس سے صرف ظاہری اعمال ہی مراد نہیں ہوتے بلکہ ان کے ساتھ باطنی اعمال یعنی پوشیدہ اعمال بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر محض انسانی جوارح سے صادر ہونے والے اعمال کی اصلاح کر دی جائے لیکن اس کی فکر ونظر اور خواہشات کو نہ سنوارا جائے تو اس کو تربیت نہیں کہہ سکیں گے اور اگر اس کو کوئی تربیت کہے گا تو وہ ناقص و نامکمل تربیت ہوگی۔ اس لئے جب بھی کسی مذہب یا شخصیت کے حوالے سے نظام تربیت پر گفتگو ہو گی تو اس سے مراد ظاہری و باطنی دونوں اعمال کا صراط مستقیم اور صحیح خطوط پر استوار کرنا ہی ہوگا۔ معروف ماہر تعلیم اخوان کہتا ہے۔ تربیت کسی کی قابلیتوں اور صلاحیتوں کو چمکانا ہے اور تعلیم طلباء کو معلومات و علم منتقل کرنا ہے۔

تخلیق انسانی کا مقصد

اللہ تعالیٰ کی اس حسین کائنات میں بے پناہ رنگینیاں اور رعنائیاں بکھری پڑی ہیں۔ جن سے ہر صاحب ذوق اپنی فطرت سلیمہ کے مطابق لطف اندوز ہوتا ہے۔ لیکن انسان میں جو تخلیقی قوتیں اور عمدہ جوہر پوشیدہ ہیں وہ کسی اور جگہ نظر نہیں آتے۔ یہ انسان ہی ہے جسے خلعت وجود بخشنے کے بعد اس کے خالق نے فرمایا۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ (سورۃ التین: ۴)

''کہ ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا۔''

یہی نہیں بلکہ جب اس خلاق عالم نے کائنات کی دیگر حقیقتوں اور غیر متناہی نعمتوں کا تذکرہ فرمایا تو ارشاد ہوا کہ میں نے انہیں لفظ کن سے وجود بخشا ہے۔ لیکن جب مسجود ملائکہ حضرت انسان کی بات ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے۔ خَلَقْتُہٗ بِیَدِیْ کہ ہم نے اس شاہکار کو اپنی قدرت کے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا ہے۔ اور ساتھ ہی نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ (اس میں ہم نے اپنی روح پھونک دی) فرما کر

Marfat.com

اس پیکر خاکی کو اپنے علم فکر حکمت اور تخلیق کی صفات کا امین ومظہر ٹھہرایا اور پھر اس خالق حقیقی کی منشا اور قدرت کا تقاضا تھا کہ انسان اس جہان رنگ و بو میں یوں زندگی بسر کرے کہ اپنے فکر وعمل کے چراغ روشن کر کے شبستان وجود کے ایک ایک ذرے کو منور وتاباں کر دے اس طرح اس کی انفرادی زندگی دوسروں کے لئے مینارۂ نور قرار پائے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمرہ انسانیت کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کے سلسلہ نبوت ورسالت کا آغاز کیا۔ یوں ہر دور اور ہر قوم میں اللہ تعالیٰ کے فرستادہ رسول اور نبی تشریف لا کر انسانی فکر وعمل کی تربیت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہمارے نبی ﷺ نبوت ورسالت کی شان لے کر اس جہان میں جلوہ افروز ہوئے۔

عرب کا معاشرہ قبل از بعثت نبویؐ

آپ ﷺ جب دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت پوری دنیا تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ہر طرف وحشت و بربریت اور حیوانیت پھیلی ہوئی تھی۔ معمولی معمولی باتوں پر تلواروں کو خون کے نذرانے پیش کئے جاتے۔ کوئی سیاسی نظام نہ تھا کہ جو پوری مملکت کو ایک مرکز پر جمع کئے ہوتا۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے قانون کی عملداری تھی۔ اخلاق نام کی کوئی چیز اس معاشرے میں نہ تھی۔ جو جتنا ظالم وخونخوار ہوتا شراب و کباب کا رسیا ہوتا اتنا ہی معزز ومحترم گردانا جاتا۔ شرک و بت پرستی کی لعنتوں نے تہذیب وتمدن کا ستیاناس کر رکھا تھا۔ بندے خدا کا اوتار ہی نہیں بزعم خویش خدا بنے بیٹھے تھے۔ غریب شخص کی نہ کوئی عزت تھی نہ کوئی مقام ماں، بہن اور بیٹی کی عزت کا دور دور تک کوئی تصور بھی نہیں تھا۔ باپ فوت ہو جاتا تو بیٹا اپنی ماں کو اپنے حرم میں داخل کر لیتا۔ اور بیٹی کی پیدائش کو منحوس خیال کیا جاتا تھا۔ اس لئے لڑکی کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ غرضیکہ سیاسی نظام تھا نہ معاشرتی، کوئی اخلاقی نظام تھا نہ مذہبی نظام تھا۔ انسان ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے درپے تھا۔ جس کے باعث ہر طرف فتنہ وفساد اور شر کی عملی حکومت قائم تھی۔ قرآن نے بڑی خوبصورتی سے اس کا یوں نقشہ کھینچا ہے۔

Marfat.com

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ٥ (سورہ الروم ۴۱)

''خشکی وتری میں فساد پھیل گیا۔ ان برائیوں کے باعث جو لوگوں کے ہاتھوں نے کیں تاکہ (اللہ) ان کی بعض بداعمالیوں کا مزہ ان کو چکھائے کہ وہ باز آجائیں۔''

یہ تھے وہ حالات جن میں معلم اعظمؐ نے انسانیت کی تعلیم وتربیت کا بیڑا اٹھایا۔ اور لگ بھگ صرف ۲۳ سالوں کی مختصر مدت میں ایک ایسا عظیم الشان عالمگیر انقلاب برپا کر دیا کہ جس پر آج ماہرین تاریخ انگشت بدنداں ہیں کہ اتنے مختصر عرصہ میں یہ ہمہ جہتی انقلاب کیسے رونما ہو گیا جس نے انسان کو اجتماعی طور پر اندر سے بدل دیا۔ اور یہی آپ ﷺ کا سب سے بڑا اور منفرد کارنامہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی دعوت اور تربیت کے ساتھ پورے کے پورے اجتماعی انسان کو اس طرح بدلا کہ مسجد سے لیکر بازار تک مدرسہ سے لیکر عدالت تک، گھروں، محلوں سے لیکر میدانِ جنگ تک صبغۃ اللہ یعنی توحید ربانی کا ایک ہی رنگ چھا گیا۔ سوچ اور فکر کے دھارے بدل گئے۔ ذہن بدل گئے۔ خیالات ونظریات کی رو بدل گئی۔ نگاہ کا زاویہ بدل گیا عادات واطوار بدل گئے۔ اندازِ سیاست بدل گئے۔ دستور وقانون بدل گئے۔ معاشرتی میل ملاپ کے معیار بدل گئے۔ اخلاقی اقدار بدل گئیں۔ صلح وجنگ کے اسلوب بدل گئے۔ معیشت وسماج کے طریقے بدل گئے۔ خیر وشر کے معیار بدلے تو حلال وحرام کے پیمانے بدل گئے۔ اور یوں تمدن کا ایک ایک گوشہ ایسے بدل گیا کہ کسی جانب اور کسی گوشہ میں فتنہ وفساد اور شر وبگاڑ باقی نہ رہا۔

تعلیم کے اجزائے ترکیبی

قابلِ غور بات یہ ہے کہ وہ کون سا طریقہ تعلیم وتربیت تھا جس نے تاریخ کا اتنا بڑا اور محیر العقول انقلاب برپا کر دیا۔ یوں تو حضور ﷺ ختمی مرتبت کے نظامِ تعلیم وتربیت کو تمام تفصیلات کے

Marfat.com

ساتھ بیان کرنے کے لئے دفتر درکار ہیں لیکن یہاں اس پر مختصر بحث کی جاتی ہے۔

اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو قرآن حکیم سے تعلیم کے اجزائے ترکیبی اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ قرآن حکیم کی رو سے تعلیم کے مفہوم کو بہت وسعت حاصل ہے۔ قرآن کے مطالعہ سے تعلیم کا ایک مخصوص تصور ابھرتا ہے۔ اس بارے میں ہمیں ایک ایسی مرکزی آیت مل جاتی ہے جو قرآن میں چار مختلف مقامات پر معمولی تقدیم و تاخیر کے ساتھ بتکرار بیان ہوئی ہے۔ دراصل اسلامی تعلیم کا منشور دعائے ابراہیمی ہے۔ جس میں رب العلمین سے امت محمدیہ کے لئے عرضداشت کی گئی تھی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْ اعَلَيْهِمْ اٰيٰتِکَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيهِمْ ط (سورہ البقرہ ۱۲۹)

"اے پروردگار ان میں ان ہی سے رسول مبعوث فرمایئے جو انہیں آپ کی آیات پڑھ کر سنائے اور ان کا تزکیہ نفس کرے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔"

اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا!

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج

(سورہ آل عمران ۱۶۴)

اس آیت مبارکہ سے تعلیم کے چار اجزاء مرتب ہوتے ہیں۔ اور لطف یہ کہ یہ چہارگانہ پہلو معلم انسانیت کے وظائف کے حوالہ سے بیان ہوئے ہیں۔ یہ چہارگانہ پہلو یہ ہیں۔

ا۔ تلاوت آیات

تلاوت آیات کا مطلب قرآنی آیات پڑھ کر سنانا اور ان کی تبلیغ کرنا ہے انفس و آفاق میں جتنی نشانیاں بکھری پڑی ہیں وہ آیات الٰہی کے تحت شمار ہوں گی۔ مختلف بولیاں تاریخی اور سائنسی حقائق، معاشرتی و تمدنی اصول و کوائف سبھی آیات ہی کہلاتے ہیں اور لطف یہ کہ ان سب کو دلائل و براھین

Marfat.com

کے ساتھ پیش کرنا ہی پیغمبر کا کام ہوتا ہے تعلیم وتربیت کا یہی اوّلین فریضہ نبی ﷺ کو سپرد کیا گیا تھا۔

نبیؐ نے تلاوت آیات کی ذمہ داری کو بطریقِ احسن پورا کیا۔ جب وحی نازل ہوتی تو آپ صحابہ کرامؓ کے سامنے آیات کی تلاوت کرتے اور صحابہ کرامؓ ان آیات کو حفظ کرلیا کرتے تھے۔ آپ نے لوگوں کو آیات مبارکہ کی تلاوت کی طرف متوجہ کیا۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ *افضلکم من تعلم القرآن و علمه "تم میں سب سے افضل وہ شخص ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے" انفرادی و اجتماعی زندگی میں تلاوتِ آیات کا پرچار موجودہ دور کی بھی ضرورت ہے اور اسی میں فلاحِ دارین کا راز بھی مضمر ہے۔

۲۔ تزکیہ نفس

عربی زبان میں تزکیہ کا مفہوم دو باتوں پر مشتمل ہے۔

(۱) کسی چیز کو نشو ونما دینا۔ بڑھانا۔ پروان چڑھانا۔ افزائش کرنا۔

Growth & Development

(۲) کسی چیز کو آلودگی سے پاک کرنا۔ خوبصورت اور خوشنما بنانا۔ پاکیزہ بنانا۔ سنوارنا۔ اصلاح کرنا Purification، Beautification۔

انبیاء کے تزکیے میں افزائش وزیبائش دونوں ہی باتیں پائی جاتی ہیں وہ لوگوں کے دلوں کو اور ان کے اعمال واخلاق کو غلط چیزوں سے پاک وصاف کرتے ہیں اور ان کے اعمال واخلاق کو نشو ونما دیکر، ان میں مفاسد اور مخالف قوتوں کو کنٹرول کرنے کی استعداد پیدا کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں انبیاء لوگوں کے نفوس سے اخلاق رزیلہ کا خاتمہ کرکے اوصاف حمیدہ کی آبیاری کرتے ہیں یہی تزکیہ ہے جس سے گناہ دھل جاتے ہیں۔ اور برائیاں نیکیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

---

* سنن ابن ماجہ، امام عبداللہ محمد بن یزید مطبوعہ نور محمد کارخانہ کراچی ص۔ ۱۹

Marfat.com

وَیُکَفِّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ ط (سورہ الفتح ۵)

تا کہ وہ ان سے ان کی برائیاں دور کرے۔"

یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط (سورہ الفرقان ۷۰)

"یعنی اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے گا۔

احکام الٰہی کی محض تبلیغ کافی نہیں بلکہ نفس میں بنیادی فکری و عملی انقلاب لانے کی بھی ضرورت ہے۔ جب تک ذہن کو غلط افکار سے پاک نہ کیا جائے اور قلب کو راہ حق کے لئے تیار نہ پائیں تبلیغ رائیگاں جاتی ہے۔

تزکیہ نفس سے مراد نفس کو ہر قسم کی کدورتوں اور آلائشوں سے پاک کر کے فضائل کے آب حیات سے سیراب کرنا اور نشو و نما دینا ہے۔ دراصل نفس کی پاکیزگی اور روحانی اخلاقی نشو و نما دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

قرآن کی رو سے نفس انسانی کی تین اقسام ہیں نفس امارہ نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ نفس امارہ برائی پر ابھارتا ہے۔ جیسے ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ (سورہ یوسف ۵۳)

بڑے موذی کو مارا، نفس امارہ کو گر مارا

نہنگ و اژدھا و شیر نر مارا تو کیا مارا

نفس لوّامہ

نفس لوامہ سے مراد ضمیر یا دل کی آواز ہے جو برائی کے ارتکاب پر انسان کو ملامت کرتی ہے۔ اور نفس مطمئنہ ایسا نفس ہے جو ہر طرح پر سکون و مطمئن ہے۔ مومن کا مطلوب بھی آخری قسم ہے۔ جسے خدا کے حضور شرف باریابی حاصل ہوگا اور اسے ہی بروز قیامت خدا یوں مخاطب فرمائے گا۔

یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ج

Marfat.com

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۙ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ع

(سورہ الفجر ۲۷۔۳۰)

الغرض تزکیہ نفس کا مطلب ہے قلب و ذہن کو منفی اور ناپاک افکار و عادات سے پاک کرنا اور اس میں عمدہ اور تعمیری افکار و عقائد اور اعلیٰ اخلاق و فضائل راسخ کرنا۔

۳۔ تعلیم کتاب

قلب و ذہن کی تطہیر و تصفیہ کے بعد الکتاب کی تعلیم شروع ہوتی ہے۔ یہاں الکتاب سے مراد قرآن اور قرآنی رموز و حقائق اور اس کے معارف و بصائر کی موقع و محل اور انفرادی استعداد کے بموجب تفہیم و تشریح ہے۔ یہاں افراد کی علمی تشفی و توسیع اور فکری تربیت کے لئے احکام کے مصالح اور ان کے اجمالات کھول کر پیش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ افرادئ پیش آنے والی صورتوں میں کامیابی سے اپنا راستہ خود متعین کرنے کے اہل ہو جائیں۔ اور قرآن پر غور و فکر کرنے کی ان میں استعداد بیدار ہو جائے۔ یعنی یہاں نہ صرف عمل مطلوب ہے بلکہ اس عمل کی عملی بنیاد کی پردہ کشائی بھی مطلوب ہے۔ گویا تعلیم کتاب سے مراد یہ ہے کہ زیر تربیت افراد قرآنی تعلیمات کے مفاہم و مقاصد ان کے مضمرات اور اطلاقات سے اچھی طرح آشنا ہو جائیں اور اعلیٰ وجہ البصیرہ ان حکمتوں کی تائید کر سکیں۔ تعلیم کتاب صحابہ کرامؓ کے اخلاق و کردار پر اس قدر اثر انداز ہوئی کہ وہ اس کے زیرِ اثر قیامت تک کے لیے آسمانی ہدایت کے درخشندہ ستارے بن گئے۔ اور ان کے اعمال، افعال، سیرت، کردار، تہذیب و اخلاق انسانیت کے لیے معیار قرار پائے۔

۴۔ تعلیم حکمت

قرآن حکیم حکمت کو خیر کثیر گردانتا ہے۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَيْرًا كَثِيْرًا ط (سورہ البقرہ: ۲۶۹)

محض دانائی کا لفظ حکمت کی تعبیر کے لیے ناکافی ہے۔ قرآن حکمتوں کا خزانہ ہے۔ مگر تعلیم کتاب کے ساتھ تعلیم حکمت کا اتصال معنی خیز ہے۔ یہ حکمت تعلیم قرآن کے علاوہ شے ہے دراصل حکمت

Marfat.com

نہایت بلیغ اور جامع اصطلاح ہے جو بیک وقت حکیمانہ بات اعلیٰ رموز، حقائق، حسن انجام، نہایت فکر و دانش اور سب سے بڑھ کر سنت نبوی ﷺ پر محیط ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ تعلیم حکمت سے مراد سنت نبوی ﷺ ہے نبی ﷺ نے جس طرح نظام اسلام کو نافذ فرمایا اور اس کے لئے جو طریقہ اور انداز اختیار کیا وہ سب مبنی بر حکمت تھا۔ آپ ﷺ کی حکمت عملی کے کارنامے احادیث و سیرت کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ تبلیغ صلح، امن، جنگ، معاشرت سیاست، تمدن غرضیکہ ہر میدان میں آپ نے اپنے طریق کار کے واضح نشان چھوڑے ہیں۔ جن پر چل کر ہم آج پھر اپنی زندگیوں کو اسلامی خطوط پر ڈھال سکتے ہیں۔ مشکلات میں ثابت قدمی، دوست دشمن سے حسن سلوک، اسلامی احکام پر مرحلہ وار عمل درآمد، دوسروں کیلئے نمونہ عمل بننا، اور اس طرح کے دیگر امور نبوی حکمت کے برگ و بار ہیں۔ آپ ﷺ کے سیاسی معاہدے، معاشرتی اصلاحات، اور انتظامی و قانونی اقدامات حکمت عملی کے روشن مینار ہیں۔ صلح حدیبیہ، انصار و مہاجرین میں مواخات، ہم عصر جنگی ٹیکنالوجی میں برتری حاصل کرنے کی مسلسل تگ و دو، عدل و انصاف کا قیام اور اسلامی ریاست کو فلاحی ریاست میں بدل دینا یہ سب کارنامے حکمت کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔

اسلامی تعلیم کا رول ماڈل

اسلامی تعلیم کا بہترین ماڈل اُسوۂ رسول ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(سورہ الاحزاب ۲۱)

"بے شک تمہارے لئے نبی ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔"

اس تعلیمی عمل کا مقصود سیرت کی پاکیزگی و بالیدگی ہے۔ جس پر نفس انسانی کی فوز و فلاح کا سارا دارومدار ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ (سورہ الشمس ۹)

Marfat.com

''یقیناً وہ مراد کو پہنچا جس نے خود کو پاکیزہ کرلیا۔''

مگر جو بدنصیب ودیعت شدہ صلاحیتوں کو پروان نہ چڑھا سکا الٹا انہیں کچل ڈالا اس کی نامرادی میں قطعاً کوئی شک نہیں۔

وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَاؕ (سورہ الشمس۔ ۱۰)

''بے شک وہ نامراد ہوا جس نے اپنے نفس کو (گناہوں میں) ملوث کر لیا۔''

یہ ہے مختصر طور پر قرآنی تصور تعلیم کی نقش بندی گویا اسلامی تعلیم فرد کی سیرت و کردار کے جملہ پہلوؤں یعنی علمی، عملی، روحانی، جسمانی، معاشرتی اور اخروی سبھی کو محیط ہے۔ یہ بیک وقت دین و دنیا، علم و اخلاق، روح و بدن اور ماضی حال اور مستقبل کو اپنی لپیٹ میں لے لینے کا حوصلہ رکھتی ہے۔ ان مختلف النوع پہلوؤں کے تال میل سے ایک ایسا اندازِ فکر و عمل ابھرتا ہے جو اسلامی تعلیم کا ہی خاصہ ہے۔

اسلامی تعلیم اور عام تعلیم میں فرق

اسلامی تعلیم ایک ایسا عمل ہے جو کسی فرد کے بنیادی تصورات و اعتقادات کو ہدایت الٰہی کی روشنی میں درست کرے۔ ہمہ پہلو اور متوازن نشو و نما کے نتیجے میں اس کی شخصیت کی تکمیل کرے تاکہ وہ سیرت و کردار کی اسلامی تشکیل کے ذریعے اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی ایک اطاعت گزار مسلمان کی حیثیت سے بسر کر کے اپنے اللہ کو راضی کرے اور خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے اپنے فرائض کو ادا کر کے جنت کا مستحق بن جائے۔

عام تعلیم اور اسلامی تعلیم میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلامی تعلیم سے ایمان و یقین پیدا ہوتا ہے جبکہ عام تعلیم سے شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں۔ اسلامی تعلیم انسان کو حسنِ اخلاق کا مجسمہ بناتی ہے۔ اس میں حسن کردار اخلاص و تقویٰ اور رضائے الٰہی کے حصول کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جبکہ عام تعلیم میں

Marfat.com

یہ پہلو پیش نظر نہیں رہتے عمومی تعلیم کے افراد کی ساری تگ و دو آسائش دنیا حاصل کرنے کیلئے ہوتی ہے۔وہ دنیا کے مالی منفعت کے لئے اخلاقی حدود کی پابندی سے بھی نکل جاتا ہے۔اس کے پیش نظر دنیا کی چندروزہ زندگی ہوتی ہے۔ جہاں وہ اپنے اور اپنی اولاد کیلئے ہر جائز و ناجائز کام کر کے اپنی زندگی کو آسان بنانے کی سعی میں لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ داعئ اجل کو لبیک کہنے کا وقت آ جاتا ہے۔

اس کے مقابلہ میں اسلامی تعلیم یافتہ آدمی دنیا کی عارضی زندگی کے مقابلے میں آخرت کی دائمی اور حقیقی کامیابی کو ترجیح دیتا ہے۔اور وہ دنیا میں دین اسلام کی سربلندی اور غلبہ کیلئے اپنی قیمتی سے قیمتی متاع حتیٰ کہ متاعِ جان کو بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ وہ خدائے بزرگ و برتر کے سامنے جوابدہی کے احساس سے سرشار ہو جاتا ہے۔ وہ اس حقیقت پر یقین کامل رکھتا ہے کہ کسی کو معلوم ہو یا نہ ہو بہر حال اللہ تعالیٰ ہر چیز سے حتیٰ کہ سینوں کے بھیدوں اور نیتوں کو بھی جانتا ہے۔ایسا تعلیم یافتہ مسلمان، جو اعلیٰ اخلاقی صفات سے متصف ہوتا ہے وہ کبھی جھوٹا، بدکردار اور خائف نہیں ہوتا اگر بشری کمزوری سے کبھی اس سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو دنیا میں توبہ کر کے کسی بڑی سے بڑی سزا کیلئے اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے اسے کسی پولیس،فوج، دعویٰ یا گواہ کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

نبی کریم ﷺ نے عرب کے جاہلی معاشرے میں جو اسلامی انقلاب برپا کیا تھا وہ ایسے ہی تعلیم یافتہ افراد کے ذریعے ممکن ہوا۔ یہ افراد شاید معروف معنوں میں لکھنا پڑھنا تو نہیں جانتے تھے۔(اگرچہ بعد میں اس کا اہتمام بھی کیا گیا) لیکن ایسے تعلیم یافتہ افراد میں مشہور صحابی حضرت ماعز بن مالک اسلمیؓ اور صحابیہ غامدیہؓ جیسے افراد شامل تھے۔جنہوں نے دنیا میں اپنے آپ کو بڑی سے بڑی سزا (رجم) کے لئے پیش کیا۔حالانکہ نہ کوئی دعویٰ تھا نہ مدعی نہ کوئی گواہ تھا اور نہ ہی کسی بھی قسم کا تقاضا۔

ایسے ہی افراد تو تھے جنہوں نے اپنے گھر کا سارا اثاثہ جہاد کیلئے پیش کر دیا اور ایسے ہی نوجوان (معاذؓ اور معوذؓ) کم سنی کے باوجود عملاً جہاد میں شرکت کیلئے ایڑیاں اٹھا اٹھا کر اپنی جوانی کا تاثر دیتے دکھائی دیتے ہیں۔

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ کوئی آدمی دنیا کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں کا فارغ کیوں نہ ہو۔ جب تک وہ معرفت الٰہی اور رضا الٰہی کے حصول کو اپنا نصب العین قرار نہ دے تو اسلام کی نظر میں وہ جاہل ہے۔

تعلیم وتربیت کی پہلی درسگاہ

نبی ﷺ کے مکی دور میں مشرکین کی طرف سے ایذا رسانی اور حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے اسلام کی بنیادی تعلیم تو جاری تھی مگر اس کیلئے باقاعدہ درسگاہ موجود نہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ صحابہؓ کو مختلف موقعوں پر تعلیم دیتے۔ حج کے موسم میں باہر سے آنیوالے وفود کو فرداً فرداً نبی ﷺ اسلامی تعلیم سے روشناس کراتے۔ اس دور میں مسجد ابوبکر صدیقؓ دارارقم بیت فاطمہ بنت خطابؓ اور شعب ابی طالب وغیرہ کو کسی حد تک درسگاہ کہا جاسکتا ہے۔ اس کے باوجود مکی دور میں فیضان نبویؐ کی بدولت متعدد قراء و معلمین پیدا ہوئے۔ جنہوں نے دوسروں کو قرآن کی تعلیم دی حضرت خباب بن ارتؓ مکہ میں بیت فاطمہؓ بنت خطاب میں قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔

مدینہ منورہ آتے ہی نبی ﷺ نے مسجد نبویؐ کی تعمیر کا آغاز فرمایا تو اس میں ایک حصہ بطور ''صفّہ'' مختص کیا گیا۔ جسے اسلامی تاریخ میں پہلی باقاعدہ درسگاہ اور اصحاب صفّہ طالبان علم کی پہلی جماعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ نبی ﷺ نے پیغمبرانہ حکمت وبصیرت سے ایک ایسے مرکز کی شدید ضرورت محسوس کی جہاں باقاعدگی سے لوگ جمع ہوسکیں اور جہاں ان کی تربیت ہوسکے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مسجد کو منتخب فرمایا اس طرح مسجد نبویؐ اسلام کا پہلا مرکز تعلیم وتربیت بنا۔ اور قرآن مجید پہلا مکمل نصاب قرار پایا۔

صفّہ کے معنی چبوترہ یا پلیٹ فارم کے ہیں۔ جو مسجد نبویؐ کے کنارے جگہ مخصوص کر کے بنالیا گیا۔ یہ زمین سے تقریباً آدھ میٹر بلند بارہ میٹر لمبا اور آٹھ میٹر چوڑا تھا۔ اس کے جنوب میں مقصورہ شریف کے متصل ایک اور تھڑا سا بنا ہوا ہے جس میں محراب تہجد کی جگہ بنی ہے۔

دراصل یہ ایک کھلی اقامتی درسگاہ تھی۔ جہاں ہر چھوٹا بڑا شخص تعلیم حاصل کرسکتا تھا۔ غیر مقامی طالبانِ علم بھی اس درسگاہ سے مستفید ہوتے تھے۔ اس قامتی درسگاہ میں لکھنے پڑھنے کے علاوہ فقہ کی

Marfat.com

تعلیم بھی دی جاتی تھی۔قرآن مجید کی سورتیں زبانی یاد کرائی جاتی تھیں۔فن تجوید سکھایا جاتا تھا۔صفّہ کے نگران اعلیٰ خود نبی ﷺ تھے۔آپ ﷺ صفّہ والوں کے خورد ونوش کا انتظام فرماتے تھے۔مقامی طلبہ کی تعداد کم وبیش ہوتی رہتی تھی۔مسند امام احمد بن حنبلؒ کے ایک حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت پر مقیم طلبہ کی تعداد ۷۰ ہوگئی تھی۔علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اصحاب صفّہ کی تعداد ۴۰۰ تک لکھی ہے۔(تفسیر جلالین) نبی ﷺ ان ہی میں سے تربیت یافتہ صحابہؓ کو قبائلی وفود کے ساتھ ان کے وطنوں کو روانہ فرماتے تاکہ وہ اسلام کی تعلیم کو عام کریں۔مدینہ کے گرد ونواح میں مختلف قبائل کے لوگ اپنی معاشی مصروفیات کی وجہ سے خود حاضر نہ ہوسکتے تو باری باری اپنے دوسرے احباب بھائیوں، پڑوسیوں کو فیض نبوت کیلئے روانہ کرتے رہتے۔جن سے پھر یہ لوگ مستفید ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ اس سلسلہ میں اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔

''میں اور عوالی مدینہ میں قبیلہ بنی امیہ بن زید کا ایک انصاری میرا پڑوسی ہم دونوں باری باری نبی ﷺ کی مجلس تعلیم وتربیت میں جایا کرتے تھے۔ایک دن وہ جاتا تھا اور ایک دن میں جاتا تھا جس دن میں جاتا تو اس دن کی وحی وغیرہ کی خبر لاتا اور جس دن وہ جاتا وہ بھی اسی طرح کرتا تھا۔[1]

اسی طرح حضرت براء بن عازبؓ کا بیان ہے کہ ہم سب نبی ﷺ سے حدیث نہیں سنتے تھے ہماری کھیتی باڑی اور دیگر مصروفیات تھیں۔لوگ اس زمانہ میں جھوٹ نہیں بولتے تھے۔مجلس نبوی ﷺ میں حاضر ہونے والا شریک نہ ہونے والے سے حدیث بیان کرتا تھا (حاکم)۔

مسجد نبوی ﷺ کی اس اسلامی درسگاہ صفّہ میں ہر طبقہ کے افراد شریک درس ہوا کرتے تھے۔ ان میں انصار، مہاجرین، مقامی، غیر مقامی، سرداران قبائل عالم، جاہل، بدوی، شہری، عربی، جوان، بچے اور بوڑھے ایک ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔اگرچہ ان کے ذہن ومزاج، زبان لب ولہجہ اور ذہانت مختلف تھیں لیکن نبی ﷺ سے سب ہی لوگ حسب استطاعت مستفید ہوتے تھے۔صفّہ کا مدرسہ دن کو

---

۱. بحوالہ صحیح بخاری جلد سوم پارہ ۲۱ باب ۱۱۳ (حدیث نمبر 175)

Marfat.com

کلاس روم تھا اور رات کو دار الاقامہ تھا۔ نبی ﷺ کے علاوہ دیگر رضا کار بھی نبی ﷺ کی ہدایت کے مطابق اصحابِ صفّہ کو تعلیم دیتے تھے۔

نبی ﷺ خود سید الحفاظ تھے اور آپ ﷺ کے بہت سے صحابہ حافظ قرآن تھے بئر معونہ کے المیہ میں جو حضرت رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں ہوا ستر حفاظ صحابہ ؓ شہید ہو گئے۔

بئر معونہ کا المیہ

اس واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ ابو براء عامر بن مالک خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے دعوت تو قبول نہ کی مگر درخواست کی کہ کچھ صحابہ ؓ کو اہل نجد کی طرف روانہ فرمائیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ دعوت قبول فرمائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اہل نجد سے خطرہ ہے کہ وہ صحابہ ؓ کو کوئی دکھ دینے کے درپے نہ ہوں۔ مگر ابو براء نے کہا کہ وہ میری پناہ میں ہونگے اس پر نبی ﷺ نے بقول ابن اسحاق چالیس اور صحیح بخاری کی روایت کے مطابق ۷۰ جلیل القدر صحابہ ؓ کو اس کے ساتھ بھیج دیا۔ بنو ساعدہ سے تعلق رکھنے والے منذر بن عمرو کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ یہ نہایت ہی متقی اور عبادت گذار افراد بئر معونہ جا پہنچے۔ جہاں سے انہوں نے اُم سلیم کے بھائی حرام بن ملحان ؓ کو رسول اللہ ﷺ کا خط دیکر دشمن خدا عامر بن طفیل کے پاس روانہ کیا۔ جب وہ اس شخص کے پاس پہنچے تو اس نے نبی ﷺ کے خط کو دیکھا تک نہیں اور ایک دوسرے شخص کو اشارہ کیا جس نے حضرت حرام ؓ کو پیچھے سے اس زور سے نیزہ مارا کہ نیزہ جسم کے آر پار ہو گیا۔ اور وہ خون میں لت پت ہو گئے۔ حضرت حرام ؓ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔

"اللہ اکبر" ربِ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد فوراً ہی اس دشمن خدا نے باقی صحابہ ؓ پر حملہ کرنے کیلئے اپنے قبیلہ بنی عامر کو آواز دی۔ مگر انہوں نے ابو براء کی پناہ کے پیش نظر اس کی آواز پر کان نہ دھرے۔ ادھر سے مایوس ہو کر اس نے بنو سلیم کو آواز دی۔ بنو سلیم کے تینوں قبائل نے اس پر لبیک کہا اور فوراً آ کر صحابہ ؓ کا محاصرہ کر لیا۔ جواباً صحابہ ؓ نے بھی لڑائی کی مگر سب کے سب شہید ہو گئے۔ صرف حضرت کعب بن زید ؓ زندہ بچے جو زخمی تھے اور کسی طرح بچ نکلے۔ نبی ﷺ کو ان حفاظ کی

Marfat.com

شہادت کا سخت صدمہ پہنچا۔ چنانچہ نبی ﷺ ایک ماہ تک ان دشمنوں کے لئے بددعا فرماتے رہے۔[1]

مدینہ منورہ میں صفہ واحد درسگاہ نہ تھی بلکہ یہاں کم از کم نو مساجد عہد نبوی ﷺ میں موجود تھیں جو اپنے گرد اگرد بسنے والوں کے لئے درسگاہ کا کام دیتی تھیں۔ سب سے پہلے بننے والی مسجد قبا بھی ایک دینی درسگاہ تھی۔ جہاں نبی ﷺ اکثر جایا کرتے تھے اور وہاں حلقہ ہائے درس کی نگرانی فرماتے تھے۔

ایک دفعہ معائنہ کے دوران نبی ﷺ نے قضا و قدر کے متعلق کچھ مباحثہ سنا تو آپ حجرے سے باہر تشریف لے آئے۔ غصہ سے آپ ﷺ کا چہرہ تمتما رہا تھا آپ ﷺ نے لوگوں کو اس موضوع پر مباحثہ کرنے سے منع کر دیا۔ اور فرمایا کہ بہت سی گذشتہ امتیں اسی مسئلے میں الجھ کر گمراہ ہوئیں۔

ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں نے لکھنے پڑھنے پر بہت زور دیا اور جلد ہی بعد قرآن میں حکم وارد ہوا کہ ہر وہ تجارتی معاملہ جس میں رقم ادھار ہو تحریری طور سے انجام پائے اور ایسی دستاویز پر کم از کم دو اشخاص کی گواہی لی جایا کرے۔ اس کا منشا قرآن کے الفاظ میں یہ تھا کہ اس طرح کی تحریری گواہی خدا کے نزدیک زیادہ منصفانہ ہے اور شہادت کی غرض سے زیادہ مستحکم وسیلہ ہے۔ اور شبہ پیدا ہونے کی صورت میں رفع شک کا بہترین ذریعہ ہے۔

ازاں بعد سیاسی معاہدات، سرکاری خط و کتابت، مجاہدین کی سرکاری فہرستیں مردم شماری اور اس طرح کے بہت معاملات خواندگی کو ترقی دینے میں مددگار ثابت ہوئے۔ نبی ﷺ کے سینکڑوں خطوط تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں۔

طالبان صفّہ کی مالی حالت

اصحابِ صفّہ اسلام کے مہمان تھے۔ نہ ان کے پاس کچھ مال تھا نہ ان کا گھرانہ تھا۔ نبی ﷺ کے پاس جو صدقہ آجاتا۔ آپ ﷺ ان کو بھیج دیتے۔

---

1. بحوالہ صحیح بخاری باب غزوة الرجیع (حدیث ۱۱۶۵)

Marfat.com

خود اس میں سے کچھ نہ لیتے۔ اس لئے کہ صدقہ آپ ﷺ پر جائز نہ تھا۔ اور اگر آپ ﷺ کے پاس کوئی ہدیہ بھیجتا تو آپ کچھ اس میں خود بھی لے لیتے اور پھر اصحابِ صفّہ کے پاس بھیج دیتے۔ ایک دن حضرت ابو ہریرہؓ بھوک کی شدت سے بے تاب ہو کر راستہ میں بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ کا گزر ہوا تو ان سے قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی لیکن اس کا مقصد اپنی حالت زار کی طرف توجہ دلانا تھا وہ گزر گئے اور کچھ توجہ نہ کی پھر حضرت عمرؓ گزرے انہوں نے اسی غرض سے ان سے بھی ایک آیت پوچھی لیکن انہوں نے بھی حقیقت معلوم نہ کر سکی۔ اس کے بعد رسول کریم ؐ کا گزر ہوا اور آپؐ نے ان کے چہرے کو دیکھ کر اصل حقیقت معلوم کر لی اور ان کو پکارا، حضرت ابو ہریرہؓ نے لبیک کہا اور ساتھ ہوئے آپ ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو دودھ کا پیالہ بھرا ہوا نظر آیا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ہدیہ آیا ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو حکم دیا کہ اصحاب صفّہؓ کو بلا لائیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ ناگوار گذرا کہ اس دودھ کا سب سے زیادہ حقدار تو میں تھا۔ لیکن آپ ﷺ کی تعمیل ارشاد کے بغیر چارہ نہ تھا۔ مجبوراً اصحاب صفّہ کو بلا لے گئے۔ اور سب کے سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ کے حکم سے حضرت ابو ہریرہؓ نے سب کو پلانا شروع کیا۔ جب سب کے سب سیراب ہو گئے۔ تو نبی ﷺ نے پیالہ کو ہاتھ پر رکھا اور ابو ہریرہؓ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور کہا کہ اب صرف ہم اور تم باقی ہیں بیٹھو اور پینا شروع کرو۔ آپ ﷺ ان کو پلاتے رہے یہاں تک کہ وہ خود بول اٹھے کہ اب گنجائش نہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے خود پیالہ لیا اور جو کچھ بچ گیا تھا۔ بسم اللہ کہہ کر نوش فرمایا۔ [1]

---

1. جامع ترمذی جلد دوئم باب القیامۃ و الرقاق باب 30 (حدیث نمبر 340)

Marfat.com

فضالہ بن عبیدؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نماز پڑھاتے تو اصحاب صفہؓ بعض دفعہ بھوک کی شدت کی وجہ سے کھڑے کھڑے زمین پر گر جاتے تھے۔ لوگ انہیں مجنوں اور دیوانہ کہتے تھے۔ حضور ﷺ نماز کے بعد ان کے پاس آتے اور انہیں تسلی دیتے اور فرماتے۔

لو تعلمون مالكم عندالله تعالىٰ لا جبتم ان تزدادو فاقة و حاجة

"اگر تم یہ جان لو کہ اللہ کے ہاں تمہارے لئے کیا اجر و ثواب ہے تو خواہش کرو گے کہ فقر و فاقے میں اور زیادہ مبتلا رہو۔"

بحوالہ صحیح بخاری قاضی اظہر مبارکپوری خیر القرون کی درسگاہیں (صفحہ نمبر 90)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا کہ ان کے پاس چادر تک نہ تھی۔ فقط تہ بند تھا یا کمبل۔ جسے کبھی اپنی گردنوں میں باندھ لیتے تھے اور کمبل بھی اسقدر چھوٹا تھا کہ کسی کی پنڈلیوں تک پہنچتا اور کسی کے ٹخنوں تک اور ہاتھ سے ان کو تھامتے اس ڈر سے کہ کہیں ستر کھل نہ جائے۔ [۱]

عبداللہ بن شفیقؓ کہتے ہیں کہ میں ایک سال حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ رہا ایک دن فرمانے لگے کاش! تو ہمارا وہ زمانہ بھی دیکھتا کہ جب کئی کئی دن ہم پر ایسے گذرتے تھے کہ اتنا کھانا بھی میسر نہ آتا تھا جس سے ہم کمر ہی سیدھی کر لیں۔ یہاں تک کہ مجبور ہو کر پیٹ پر پتھر باندھتے تا کہ کمر سیدھی ہو سکے۔ [۲]

حضرت سعد بن عبادہ انصاریؓ کے آباؤ اجداد جود و سخا میں مشہور تھے۔ نبی ﷺ کی ہجرت مدینہ کے بعد حضرت سعد بن عبادہؓ کے ہاں سے صبح و شام اصحاب صفہ کے لئے خوان آیا کرتے تھے۔ اور بعض دفعہ ستر اسی افراد کو ساتھ لے جاتے اور انہیں کھانا کھلاتے۔ اسی سبب سے نبی ﷺ نے انہیں ابو المساکین کا لقب عطا فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت جعفرؓ بن ابو طالب کا شمار بھی ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے۔

---

۱. صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوة باب نوم الرجال فی المسجد

۲. فتح الباری ابن حجر عسقلانی 242/11 داو المعرفه بیروت

Marfat.com

اس طرح انصار مدینہ اپنے باغات سے اصحاب صفہ کیلئے کھجوروں کے خوشے بھیجا کرتے تھے۔ صحابہؓ انہیں مسجد نبوی ﷺ کے دوستونوں کے درمیان رسی باندھ کر لٹکا دیا کرتے تھے۔اصحاب صفہ ان خوشوں سے کھجوریں توڑ توڑ کر کھایا کرتے تھے۔اس کے نگران حضرت معاذ بن جبلؓ تھے۔

اصحاب صفہؓ کے حلقہ کے سب سے ممتاز طالب علم حضرت ابو ہریرہؓ شمار ہوتے ہیں۔ جو باالاتفاق سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔اگر چہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت انس بن مالکؓ بھی حفاظ میں بلند درجہ رکھتے تھے۔لیکن حضرت ابو ہریرہؓ کثرت روایت میں سب سے آگے تھے۔ نبی ﷺ فرماتے تھے کہ ابو ہریرہؓ علم کا ظرف ہیں (مسند احمد بن حنبل) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ احادیث (مرویات) کی مجموعی تعداد ۵۳۷۴ ہے۔

آپ کے کثرت علم اور وسعت معلومات کا سبب یہ ہے کہ آپ کو ایسے مواقع حاصل تھے جو دوسرے صحابہؓ کو حاصل نہ تھے۔آپ خود اس طرح بیان کرتے ہیں۔

"کہ ہمارے مہاجر بھائی بازاروں میں اپنے کاروبار میں لگے رہتے تھے اور انصار اپنی زراعت کی دیکھ بھال میں مصروف رہتے تھے۔ میں محتاج آدمی تھا۔میرا سارا وقت نبی ﷺ کی صحبت میں گزرتا تھا۔اور جن اوقات میں وہ لوگ موجود نہ ہوتے تھے۔اس وقت بھی میں موجود رہتا تھا۔دوسرے جن چیزوں کو بھلا دیتے تھے میں ان کو یاد رکھتا تھا۔"[۱]

یہاں موجود طالبان علم میں سے ہر ایک نے آفتاب رسالت کی ضوفشانیوں سے بھرپور کسب فیض کیا، درسگاہ نبوت کے اوّلین تربیت یافتہ نجوم ہدایت دین کے امین سنت نبوی ﷺ کے پاسبان اور اسوۂ حسنہ کے مجسم نمونہ تھے یہ وہ برگزیدہ افراد تھے جن کے ذریعے سے اللہ کا دین پھیلا۔انہی کے جلائے ہوئے چراغوں سے آج دنیا کا گوشہ گوشہ علم سے منور ہے۔اللہ اکبر کی صدائیں کائنات عالم کی ہر بستی اور ہر قریہ سے بلند ہو رہی ہیں۔

---

۱. (طبقات ابن سعد)

Marfat.com

کل وقتی درسگاہ

درس گاہ نبوی ﷺ میں علوم نبوت پڑھائے جاتے تھے۔ یہ کائنات میں انسان سازی کی سب سے بڑی درسگاہ تھی۔ آپ ﷺ ایک ایسے معلم کامل تھے جن کے معلمانہ کردار نے دماغوں کے ساتھ دلوں کو بھی بدل ڈالا تھا۔ دنیا کسی ایسے معلم کی نشاندہی کرنے سے قاصر ہے جس کے تلامذہ اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے سعادت محسوس کرتے ہوں۔ آپ ﷺ کی درسگاہ ہمہ جہت تھی اور ہمہ وقت کشادہ تھی۔ آپ ﷺ مسجد میں ہوں یا گھر میں حجرے میں ہوں یا سفر میں پرسکوں حالت میں ہوں یا میدان کارزار میں اپنوں میں ہوں یا بیگانوں میں خواتین میں ہوں یا مردوں میں غریبوں میں ہوں یا والیان ریاست میں ریاست کا معمولی فرد بھی بلا جھجک حاضر ہو کر دین کی بات پوچھ سکتا تھا۔ آپ کا رویہ ہمیشہ مشفقانہ اور ہمدردی کا رہتا تھا۔ کائنات میں ایسا کوئی معلم دکھائی نہیں دیتا جو ہمہ وقت سراپا تعلیم دے رہا ہو۔ جہاں آپ ﷺ کے کلام سے افصح العرب مستفید ہو رہے تھے وہاں سادہ دل اور سادہ دماغ بدو بھی الفاظ کے موتیوں سے اپنے دامن بھر رہے تھے۔

درسگاہ صفّہ کی خصوصیات

۱۔ مدرسہ صفّہ سے مالی اعتبار سے معاشرے کے سب سے پس ماندہ اور مفلوک الحال لوگوں نے سب سے زیادہ فیض حاصل کیا۔

۲۔ مدرسہ صفّہ سے فارغ یافتہ نادار بڑے بڑے رئیسوں اور امیروں کے راہبر بنے۔

۳۔ مدرسہ صفّہ نے اسلامی نظام تعلیم کے لئے یہ اصول بھی طے کیا کہ تعلیم سب کے لیے یکساں ہوگی۔ مدرسہ میں کامل مساوات ہوگی۔ غریبوں اور امیروں کیلئے الگ نصاب نہ ہو گا۔ تعلیم کا مقصد ہی امتیازات کی بیخ کنی قرار پایا۔

۴۔ مدرسہ صفّہ غریبوں کی پناہ گاہ اور سوسائٹی میں انہیں باعزت مقام دلانے کا باعث بنا۔

Marfat.com

۵۔ حضرت معاذ بن جبلؓ صفّہ کے ناظم مالیات تھے جو عطیات سے اس کے مصارف پورے کرتے تھے۔

۶۔ مدرسہ صفّہ میں نبی ﷺ صدر معلم کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔

۷۔ یہ نبی ﷺ کا طے شدہ طریقہ تھا کہ صرف وہی لوگ قوم کی سرداری و راہنمائی کریں اور مساجد کے امام بنیں جو قرآن مجید اور سنت کے زیادہ سے زیادہ ماہر ہوں۔

۸۔ نوجوانوں کے ساتھ ساتھ بچوں کی تعلیم کا بھی خصوصی بندوبست تھا۔

۹۔ حضرت عائشہؓ کا گھر بچیوں کی تعلیم کے لئے مختص تھا۔

۱۰۔ بڑی عمر کی عورتوں بلکہ خادماؤں اور کنیزوں کی تعلیم و تربیت گھر کے مردوں کے ذمہ تھی اور یہ سارا فیض نبی ﷺ کا تھا جن کا فرمان تھا۔ **الجهل موت الاحيا** یعنی جہالت زندوں کی موت ہے۔

بلا معاوضہ تعلیم

قرآن کریم نے نبی ﷺ کی دعوت الی اللہ کو بار بار بے غرض بیان کیا سورہ انعام میں ارشاد ہے!

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً ط اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ○

(سورہ الانعام ۹۰)

''اے نبی ﷺ کہہ دو کہ میں اس (تبلیغ وہدایت کے) کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔ یہ ایک عام نصیحت ہے دنیا والوں کے لئے۔''

سورہ مومنون میں فرمایا!

اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجاً فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○

(سورہ المومنون ۷۲)

''اے نبی ﷺ کیا تم ان سے کچھ مانگ رہے ہو۔ تمہارے لئے تمہارے

Marfat.com

رب کا دیا ہی بہتر ہے اور وہ بہترین رازق ہے۔''

حضرت عبادہ بن صامتؓ کا بیان ہے کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے چند لوگوں کو قرآن مجید اور فن تحریر کی تعلیم دی۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھ کو کمان بطور ہدیہ دی۔ جو میں نے بعد میں واپس کر دی۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے تعلیم قرآن پر اُجرت لینے سے سختی سے منع فرمایا تھا۔

اصحاب صفہ اور متفرق علوم

اصحاب صفہ نے سب سے پہلے حفظ قرآن کیا اس کے علاوہ قرآن کی تاویل وتفسیر کی تعلیم حاصل کی علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں مختلف صحابہؓ کی تصریح کی ہے۔

اسی طرح کچھ صحابہؓ عہد نبوی ﷺ کی مثالی درسگاہ ''صفہ'' کے وسیع تر علمی فیض واثر کی بدولت فقہ واجتہاد اور فتاوٰی کے حوالے سے قابل ذکر شہرت کے حامل ہوئے۔ ابن سعدؒ نے مختلف روایات میں ایسے آٹھ صحابہ کرامؓ کا تذکرہ کیا ہے جو عہد نبوی ﷺ میں فتویٰ دیتے اور دینی فیصلے صادر فرماتے تھے۔ جن میں خلفائے راشدینؓ کے علاوہ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ، معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ شامل تھے۔ ابن جوزیؒ نے ان کی تعداد ۱۳ بتائی ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حذیفہ بن یمانؓ، ابولدرداؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کے ناموں کا اضافہ کیا ہے۔ جبکہ ایک اور مآخذ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ، ابوہریرہؓ، انس بن مالکؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور مشہور صحابی حضرت عمار بن یاسرؓ کا نام بھی ان ہی اہل علم میں شامل کیا گیا ہے۔

اصحاب صفہ میں سے بعض صحابہؓ کتاب وسنت اور فقہ وفتویٰ کے ترجمان ومعلم ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر علوم عصریہ کے بھی ماہر ہوئے۔

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ علم الانساب کے ماہر تھے نیز جبیر بن مطعمؓ بھی ماہر شمار ہوتے تھے۔

☆ زید بن ثابتؓ سریانی زبان کے عالم تھے۔ جنہوں نے نبی ﷺ کے حکم سے سترہ دنوں

Marfat.com

میں اس زبان کو پڑھنا لکھنا سیکھ لیا تھا۔

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ خوابوں کی تعبیر میں بھی سب سے آگے تھے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حدیث، تفسیر، مغازی، اشعار اور ایام عرب میں جامعیت کے مالک تھے۔

☆ ابولدرداءؓ حدیث، فقہ، فرائض، حساب اور اشعار عرب کے جامع عالم و معلم تھے۔

☆ حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ جامع قرآن قاری، فرائض و فقہ کے عالم، شاعر، کاتب اور جلیل القدر محدث تھے۔

☆ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ بھی حدیث و فقہ و فرائض کے ساتھ انساب عرب، اشعار عرب اور علوم نبوی ﷺ کی ماہر تھیں۔

☆ نبی ﷺ کے مغازی اور اسفار کے خاص راوی صہیب بن سنان رومیؓ تھے۔

☆ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سریانی اور عبرانی زبانوں کے ماہر تھے۔

☆ حضرت سلیمان فارسیؓ اپنی زبان فارسی پر عبور رکھتے تھے۔

حضرت ابوالدرداءؓ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ دمشق کی جامع مسجد میں درس کے لیے بیٹھتے تو طلبہ کا اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ گویا کسی بادشاہ کے استقبال کے لئے لوگ جمع ہوئے ہیں۔ ان اصحاب صفّہ میں سے فارغ شدہ افراد جہاں بیٹھتے لوگ حصول علم کے لئے پروانوں کی طرح ان پر گرتے تھے۔ ابوادریس خولانیؒ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حمص کی مسجد میں گئے تو ۳۲ صحابہؓ ایک مجلس میں موجود تھے۔ وہ یکے بعد دیگرے اپنی روایتیں سناتے رہے اور لوگ ہمہ تن گوش سنتے رہے۔

عہد نبوی ﷺ کی اس مثالی اور تاریخی درسگاہ صفہ کو اسلامی تاریخ میں مدارس و جامعات اور دینی اداروں کے راہنما کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں علیٰ منہاج النبوہ قائم کئے گئے مدارس، دینی اداروں اور جامعات کے تعلیمی نظام میں ان بیشتر اصولوں اور خصوصیات کو بنیاد

Marfat.com

بنایا گیا جو تاریخ اسلام کی اس تاریخی درسگاہ کا طرہ امتیاز تھیں۔

علوم نبوی ﷺ کی ترویج واشاعت اور عالم اسلام میں مدارس وجامعات کے قیام میں اصحاب صفہ کی خدمات و مساعی شامل تھیں جو براہ راست معلم کتاب وحکمت کے فیض علمی سے فیض یافتہ تھے۔

نبیؐ کا طریقۂ تعلیم وتربیت

نبوت کا سفر اپنے مقاصد اور غایات کے لحاظ سے تعلیم وتعلم اور تربیت کا سفر ہے۔ تعلیمات نبوی ﷺ از ابتدا تا انتہا انسانی شخصیت کی اخلاقی، ایمانی اور روحانی تکمیل کا سامان اور ضمانت فراہم کرتی ہے۔ حجاز کے صحرائی کلاس روم میں کیسے کیسے شخص آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے رہے۔ کل تک جو بھیڑ بکریوں کو چرانے کے قابل بھی نہ سمجھے جاتے تھے اب وہ اُمتوں کی نگہبانی اور حکمرانی کے شایان ٹھہرائے گئے۔

دامانِ رسالت میں پناہ لینے والے لوگ جو کل تک جہالت کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے۔ شرک وبدعات کی فضا میں گھرے ہوئے تھے۔ اب وہ علوم حکمت ومعرفت کے خزینہ دار تھے۔ ان کی شخصیات راستی وعدل کا نمونہ تھیں۔ وہ خدمت خلق کے جذبے سے سرشار تھے۔ ان کے دن امور دنیا کو سنوارنے میں صرف ہوتے تو ان کی راتیں اللہ کے حضور سجدے میں گزرتی تھیں۔ آپ ﷺ کی معلمانہ حکمت عملی اور اسلوب تربیت حکیمانہ تھا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات میں ایسی جاذبیت تھی کہ ان کے ذریعے سے اذہان منور ہوتے تھے۔ اور قلوب کو طمانیت ملتی تھی۔ مخالفین آپ ﷺ کے معلمانہ کردار کو سمجھنے کے بجائے آپ ﷺ کو جادوگر، کاہن، ساحر اور شاعر قرار دینے کی ناکام کوشش کرتے رہے مگر آپ ﷺ کا پیغام تھا کہ دلوں کو فتح کرتا چلا جا رہا تھا۔ اور آپ ﷺ کی تعلیم تھی کہ بتدریج لوگوں کو گرویدہ کرتی چلی جا رہی تھی۔ آپ ﷺ کی تعلیم کا انداز بے حد جاذب تھا۔ حبش کے بلالؓ روم کے صہیبؓ اور فارس کے سلیمانؓ اس درس حیات سے مستفید ہو رہے تھے۔ مکہ کی سرزمین میں

Marfat.com

میں تشریف لائے تو صلى الله عليه وسلم مدینۃ النبی صلى الله عليه وسلم حضرت ارقمؓ بن ارقمؓ کا گہوارہ دبستان ہدایت تھا۔ جبکہ آپ صفہ کا چبوترہ ایک ایسی جامع درس گاہ کی حیثیت اختیار کر گیا جس سے بہتر صلاحیتوں کے افراد کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ صلى الله عليه وسلم کے طریق تعلیم سے مستفید ہونے والے حضرات کو اللہ تعالیٰ نے راشدون، صادقون، فائزون اور مفلحون کے القاب سے نوازا۔ بقول علامہ اقبالؒ

غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشین کیا تھے

جہاں گیرو جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا

نبی صلى الله عليه وسلم کی ذات گرامی بیک وقت بے شمار صفات کے ساتھ متصف تھی۔ اور آپ صلى الله عليه وسلم بیک وقت ایک عظیم سیاستدان، مدبر، مصلح، مبلغ اور معلم تھے۔ مگر آپ صلى الله عليه وسلم کی معلم ہونے کی صفت بہت واضح ہے اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معلم بنا کر بھیجا ہے۔ یہ آپ صلى الله عليه وسلم کی معلمانہ حکمت عملی کا کرشمہ ہی تھا کہ ۲۳ سال کی مختصر مدت میں علم وحکمت اور تہذیب وشائستگی کے چراغ روشن کر دیئے۔ تاریخ انسانی کے کسی اور معلم کے ہاں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آیئے دیکھیں کہ آنحضرت صلى الله عليه وسلم کے ابلاغ کی وہ کیا بنیادی خصوصیات تھیں جنہوں نے دنیا بھر میں یہ حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا۔ نبی صلى الله عليه وسلم کے انداز تعلیم وتربیت کی تمام خصوصیات کا احاطہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن یہاں چند خصوصیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

شفقت ورحمدلی

قرآن کریم نے جو سب سے پہلی بات ہمارے سامنے رکھی وہ یہ ہے کہ بات موزوں ومتناسب ہو۔ طرز بیان حسین ہو، اسلوب بیان محبت وہمدردی کا رنگ لئے ہو۔

وَ قُوْلُوْ لِلنَّاسِ حُسْناً (سورۃ البقرۃ: ۸۳)

قرآن کریم نے حضرت موسیٰؑ وہارونؑ کی حکایت میں جب انہیں فرعون کے سامنے پیغ ربانی لے جانے کی ہدایت دی تو حکم ملا۔

Marfat.com

اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝ (سورہ طه ۴۳.۴۴)

''تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ۔ بیشک وہ سرکشی میں حد سے گزر چکا ہے۔ سو تم دونوں اس سے نرم گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرے یا ڈرنے لگے۔''

نبی ﷺ کے الطاف اور نرمی کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا ہے!

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ (سورہ آل عمران ۱۵۹)

''اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ﷺ ان پر نرم خو ہیں۔ اور اگر آپ ﷺ درشت خو اور سنگ دل ہوتے تو لوگ آپ کے گرد سے بھاگ جاتے۔''

جس شخص نے بھی سیرت طیبہ کا کچھ مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ نبی ﷺ کے مخالفین نے آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے، آپ ﷺ کو طرح طرح سے اذیت پہنچائی اور آپ پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ لیکن آپ ﷺ کی پوری زندگی اس بات کی گواہ ہے کہ آپ ﷺ کے دل میں کبھی ایک لمحے کے لئے بھی انتقام کا جذبہ پیدا نہیں ہوا۔ آپ ﷺ ان پر غضبناک ہونے کے بجائے ترس کھاتے تھے۔ اور ہر وقت اس فکر میں مبتلا رہتے تھے کہ یہ ہدایت کے راستے پر آ جائیں۔

ایک دفعہ نبی ﷺ ایک قحط زدہ قبیلے کی مدد کرنے کیلئے ایک یہودی زید بن سفہ سے کچھ قرض لیتے ہیں۔ ابھی وعدے کا وقت پورا نہیں ہوا تھا کہ اس نے قرض کی واپسی کا تقاضا شروع کر دیا۔ اور نہایت درشتی اور بدکلامی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ''اے عبدالمطلب کے خاندان والو تم ہمیشہ یوں ہی حیلے بہانے کرتے ہو۔'' حضرت عمرؓ جو اس مجلس میں موجود تھے غصہ سے بے تاب ہو گئے اور اس کی طرف منہ کر کے کہا ''او خدا کے دشمن! تو رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔'' نبی اکرم ﷺ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا ''عمرؓ! تمہیں چاہیے تھا کہ اسے حسن طلب اور مجھے حسن اداء

Marfat.com

کی تلقین کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے نہ صرف وہ قرض واپس فرمایا بلکہ اسے دو من کھجوریں زیادہ بھی دیں۔[1]

آپ ﷺ کے اس الطاف اور مہربانی کا یہودی پر اثر ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا۔ یہ وہ تدریس کی خوبی تھی جس نے عمرؓ جیسے سخت دل انسان کو آپ ﷺ کا گرویدہ بنا دیا۔ اور یہی وہ نرم خویانہ رویہ تھا جس نے اکھڑ عربوں کو دیوانہ بنا دیا۔

آپ ﷺ نے اسلوب تدریس کی ترغیب و اہمیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا! ''کیا تمہیں اس شخص کی خبر نہ دوں جو دوزخ کے لئے حرام ہے اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے۔ کل ھین لین قرب سھل ہر ایسے شخص پر (آگ حرام ہے) جو مزاج کا تیز نہ ہو، نرم خو ہو، لوگوں سے قربت رکھنے والا اور آسان ہو۔'' (پیچیدہ انسان نہ ہو)[2]

آپ ﷺ کا اسوۂ تعلیم و تربیت نرم خوئی اور نرم مزاجی کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ آپ ﷺ کی گفتگو نرم، سادہ، واضح اور فصیح ہوتی تھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ''آپ کی گفتگو نہایت واضح ہوتی تھی اور جو کوئی بھی آپ کی گفتگو سنتا سمجھ لیتا۔'' جبکہ اس دور میں مقفع اور مسجع گفتگو کا رواج تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک عام بدو بھی آپ ﷺ کے کلام کو سن کر سمجھ لیتا اور اس سے مستفید ہوتا۔

نبی ﷺ کا انداز تعلیم عام اساتذہ کی طرح نہ تھا کہ سبق پڑھایا، تشریح کی، کتاب بند کی اور بس۔ بلکہ نبی ﷺ ایک طرف قرآن حدیث کے الفاظ سکھاتے تو واضح فرماتے، عملی انداز میں سمجھاتے اور پھر دوسری طرف اُمت کے افراد کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھتے۔ کمی بیشی اور کجی کا علاج فرماتے اور جب تک حالت سدھر نہ جاتی اصلاح کا عمل انتہائی خلوص سے جاری رہتا۔

---

۱. سبھل الھدیٰ والرشاد محمد بن یوسف الصالحی ج 7 ص 53

۲. جامع ترمذی (ابواب القیامۃ و الرقاق حدیث نمبر 351)

Marfat.com

نبی ﷺ کی محبت و ہمدردی صرف زبانی حد تک نہ تھی بلکہ آپ ﷺ سراپا محبت تھے لوگوں کے دکھ درد میں بذاتِ خود شریک ہوتے۔ مصائب میں ان کی دل جوئی کرتے۔ خوشی کی تقریبات میں شرکت کرکے ان سے اپنی قربت کا اظہار فرماتے۔ ہمیشہ خندہ پیشانی سے ملتے۔ محبت کے اظہار کے لئے مصافحہ اور معانقہ بھی کرتے۔ بعض اوقات پیشانی چوم لیتے۔ محبت و مروت کا یہ حال تھا کہ مدینہ کی ایک عورت جس کے عقل میں کچھ فتور تھا۔ اس نے آپ ﷺ کو کچھ کہنا چاہا تو آپ ﷺ رک گئے۔ اس کی بات سُنی اور اس کا کام کردیا۔ اہل مکہ جنہوں نے آپ ﷺ کو اذیت دینے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ آپ ﷺ کو گھر سے نکالا تھا۔ ننگی تلواریں لئے قتل کے منصوبے بنائے تھے ان پر قحط کا برا وقت آیا تو آپ ﷺ نے اس کے لئے غلہ اور اشرفیاں بھجوائیں۔ جس شہر کے باسیوں نے آپ ﷺ سے معاشی بائیکاٹ کیا تھا آپ ﷺ نے انھی کے لئے سامانِ معاش فراہم کیا۔

بدر کے قیدیوں کی آہیں سن کر آپ ﷺ کی نیند اڑ گئی۔ جب تک ان کے بندھن ڈھیلے نہ کروا دیئے آپ ﷺ کو سکون میسر نہ آیا۔ جن طائف کے لوگوں نے آپ کو لہولہان کیا۔ آپ ﷺ نے اُن کیلئے اللہ سے خیر کی دعا مانگی۔

غرضیکہ تربیت و اصلاح کے سلسلہ میں شفقت و رحم دلی کا بڑا دخل ہے نبی ﷺ جب فتح مکہ کی تیاری کر رہے تھے تو آپ ﷺ چاہتے تھے اس تیاری کی خبر باہر نہ جانے پائے اس دوران حاطب بن ابی بلتعہؓ سے لغزش ہوگئی۔ انہوں نے قریش مکہ کے نام ایک خط لکھا۔ جس میں نبی ﷺ کی مکہ کی طرف تیاری کی اطلاع دی۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک مسلم سوسائٹی کے خلاف سخت خیانت تھی۔ یہ خط جب پکڑا گیا تو حضرت عمرؓ نے نبی ﷺ سے کہا۔ ''یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں یہ منافق ہوگیا ہے۔'' لیکن نبی ﷺ کی شان کریمی سے جو جواب ملا وہ یہ تھا۔ ''عمرؓ تمہیں کیا معلوم کہ اللہ بدر والوں کے حالات سے آگاہ ہے تبھی تو خدا نے کہا ہے کہ میں نے تم لوگوں کو معاف کردیا۔

نبی ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہؓ کی کتنی بڑی غلطی کو معاف فرما دیا۔ نبی ﷺ کے سامنے حضرت

Marfat.com

حاطبؓ کے سابقہ کارنامے تھے۔ اس لئے اس غلطی کو اجتہادی غلطی قرار دے کر معاف فرما دیا۔ حضرت حاطبؓ نے اپنی صفائی میں فرمایا۔ "یارسول اللہ ﷺ فتح تو آپ ﷺ کو ملنی ہی ہے خواہ قریش مکہ کو اطلاع ہو یا نہ ہو۔ میرے گھر والے چونکہ مکہ کے کفار میں گھرے ہوئے ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ اس طرح اطلاع فراہم کر کے میں ان پر احسان کروں تا کہ وہ اس احسان کے بدلے میں میرے گھر والوں کی حفاظت کریں۔

صحیح بخاری کتاب المغازی باب فضل من شھدا بدر (حدیث نمبر 1159)

عملی نمونہ

نبی اکرم ﷺ کے انداز تربیت کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے پیرووٴں کو جس جس بات کی تعلیم دی اس کا بذاتِ خود عملی نمونہ بن کر دکھایا۔ آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت دوسروں کے لئے ہی نہ تھی بلکہ سب سے پہلے اپنی ذات کیلئے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے معاملات میں آپ ﷺ کو رخصت و سہولت عطا فرمائی مگر آپ ﷺ نے اس رخصت و سہولت سے فائدہ اٹھانے کے بجائے اپنے آپ کو دوسرے تمام مسلمانوں کی صف میں رکھنا پسند فرمایا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو اگر پانچ وقت نماز پڑھنے کی تاکید کی تو خود آٹھ وقت نماز ادا فرمائی۔ جس میں چاشت اشراق اور تہجد کی نمازیں شامل ہیں۔ تہجد عام مسلمانوں کیلئے واجب نہ تھی مگر آپ ﷺ پر واجب تھی اور تہجد بھی ایسی کہ کھڑے کھڑے پاوٴں مبارک پر ورم آجاتا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اگلی پچھلی تمام لغزشیں معاف نہیں کر دیں۔ پھر آپ ﷺ کو اتنی تکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا!

"افلا اکون عبداً شکوراً"[1]

"یعنی کیا میں اللہ کا شکر کرنے والا بندہ نہ بنوں۔"

۱۔ صحیح بخاری کتاب التہجد پارہ ۵، حدیث ۱۰۶۳

Marfat.com

آپ ﷺ نے دوسروں کو باجماعت نماز ادا کرنے کی تاکید کی تو خود یہ عمل کر کے دکھایا کہ ساری زندگی نماز باجماعت کی جو پابندی فرمائی وہ تو اپنی جگہ ہے عین مرض وفات میں بھی آپ ﷺ نے مسجد کی جماعت کو نہیں چھوڑا۔ بلکہ دو صحابہؓ کے کندھوں کا سہارا لے کر مسجد میں تشریف لائے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔

آپ ﷺ نے دوسروں کو روزے کا حکم دیا تو خود اپنا یہ عمل تھا کہ عام مسلمان اگر رمضان کے روزے رکھتے تھے تو آپ ﷺ کا کوئی مہینہ روزوں سے خالی نہ تھا۔

آپ ﷺ نے مسلمانوں کو زکوٰۃ دینے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی تاکید فرمائی تو سب سے پہلے خود اپنی عملی زندگی میں ایک بے مثال نمونہ پیش فرمایا۔

اور مسلمانوں کو اگر چالیسواں حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم تھا تو خود نبی ﷺ مال میں سے اپنی ابتدائی انتہائی اہم ضرورت پر خرچ کرنے کے بعد سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کو یہ گوارا نہ تھا کہ آپ ﷺ کی وقتی ضرورت سے زائد مال گھر میں باقی رہے۔ایک دفعہ نمازِ عصر کے بعد خلاف معمول جلد گھر تشریف لے گئے۔اور جلد ہی واپس تشریف لے آئے۔صحابہؓ نے وجہ پوچھی تو فرمایا ''مجھے نماز میں یاد آیا کہ سونے کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا گھر میں پڑا رہ گیا ہے مجھے خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ رات آجائے اور وہ گھر میں ہی پڑا رہ جائے۔''

اس طرح حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ایک دفعہ نبی ﷺ رنجیدہ حالت گھر میں تشریف لائے میں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا۔''ام سلمہؓ کل جو سات دینار گھر میں آئے تھے شام ہوگئی اور وہ بستر پر پڑے رہ گئے۔'' حد یہ ہے کہ مرض وفات کے دوران بھی گھر میں رہ جانے والی چند اشرفیوں کو خیرات کرنے کا حکم دیتے ہیں۔انسانیت کے اس معلم اعظم ﷺ کی اس عملی تربیت کا نتیجہ تھا کہ جب قرآن نے ارشاد فرمایا کہ! لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ

''تم نیکی کا مقام ہرگز اس وقت تک حاصل نہ کرسکو گے۔جب تک کہ اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔''

(سورہ آل عمران ۹۲)

Marfat.com

صحابہ کرامؓ نے اس حکم کے نازل ہونے کے بعد مسابقت کا جو غیر معمولی مظاہرہ کیا۔ اس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اپنی محبوب ترین چیز اور اپنی زندگی کا حاصل راہٗ اللہ فدا کر دیا۔

گویا نبی ﷺ کی حیات طیبہ خود عمل سے تعبیر تھی۔ سلام کرنا اسلام کا بنیادی اور معروف عمل ہے۔ معاشرے میں اسے رواج دینے کیلئے نبی ﷺ نے ہمیشہ اس میں پہل فرمائی۔ حضرت انسؓ نبی ﷺ کے خادم خاص تھے۔ فرماتے ہیں۔ نبی ﷺ بچوں کو پہلے سلام کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ کی تعلیمات دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گئیں۔

آپ ﷺ جو کام دوسروں کو کرنے کا کہتے تھے۔ پہلے خود اس میں شریک ہو جاتے تھے۔ اور اپنے لئے کسی امتیاز کو پسند نہ فرماتے تھے۔ ایک سفر میں جب لوگوں نے پڑاؤ ڈالا اور کھانا پکانے لگے تو لوگوں کے منع کرنے کے باوجود آگ جلانے کیلئے لکڑیاں اکٹھی کرنے کا کام آپ ﷺ نے اپنے ذمہ لیا۔ (شمائل واخلاق نبوی ﷺ)

اسی طرح جنگ بدر میں سواریاں کم تھیں۔ دو آدمیوں کے حصہ میں ایک اونٹ آیا۔ آپ ﷺ کے ساتھیوں نے بہت کہا کہ آپ ﷺ اونٹ پر تشریف رکھیں ہم خوشی سے پیدل چلیں گے۔ لیکن آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔ اور کہا تم مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو۔ چنانچہ اپنی باری پر اونٹ پر بیٹھتے اور پھر دوسروں کی طرح پیدل چلتے۔ (ابن کثیر)

آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہؓ کا بھی یہی معمول رہا۔

یہ آپ ﷺ کی تربیت کا ہی اعجاز تھا کہ سیدنا عمر فاروقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں مدینہ سے بیت المقدس تک کا سفر اپنے غلام کے ساتھ دوسری سواری نہ ہونے کے باعث ایک ہی اونٹنی پر یکے بعد دیگر چڑھتے اترتے کیا۔ بیت المقدس فتح ہو چکا تھا اور خلیفہ اسلام کو اپنے لشکر کی قیادت کرتے ہوئے فاتحانہ انداز کے ساتھ شہر میں داخل ہونا تھا۔ اپنے اور بیگانے سبھی خلیفۃ المسلمین کی آمد کے منتظر تھے۔ جب سیدنا فاروق اعظمؓ بیت المقدس کی حدود میں داخل ہوئے اور عمائدین لشکر آپ کے استقبال کو بڑھے تو اس وقت کیفیت یہ تھی کہ حضرت عمرؓ کا غلام اونٹنی پر سوار تھا جبکہ امیر المومنین اونٹنی کی

Marfat.com

مہار پکڑے آیات فتح ونصرت تلاوت فرماتے ہوئے پیدل چل رہے تھے۔ مساوات اسلامی کے سلسلہ میں یہ وہ اعتدال پسند طرزِ عمل ہے جس کا اعتراف صرف اپنوں کو ہی نہیں بلکہ اغیار کو بھی ہے۔ تاریخ انسانی یہ حیرت انگیز نظائر دیکھتی رہی کہ شاہانِ وقت عام شہریوں کی حیثیت سے عدالت انصاف میں حاضری دیتے رہے اور جب کبھی کسی مفلوک الحال کا ہاتھ طلب انصاف کی خاطر بادشاہ وقت کے دامن کی طرف دراز ہوتا تو وہ خوفِ خدا اور عظمتِ انصاف کا احساس کر کے لرز لرز اٹھتا۔

سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک مشروب لایا گیا۔ اس وقت مجلس میں کچھ دوسرے لوگ بھی موجود تھے۔ دائیں جانب ایک لڑکا تھا۔ اور بائیں جانب کچھ معمر لوگ تھے تو نبی ﷺ نے دائیں جانب بیٹھے ہوئے لڑکے سے کہا کہ کیا آپ مجھے یہ اجازت دے سکتے ہیں کہ میں پہلے ان شیوخ کو پلا دوں۔[1]

نبی ﷺ چاہتے تو شیوخ کا لحاظ کرتے ہوئے ان سے شروع کر سکتے تھے۔ مگر یہاں آپ ﷺ ایک اچھا نمونہ پیش فرما رہے تھے۔ شیوخ کو تعلیم دی جا رہی تھی کہ کم عمر لوگوں سے واسطہ پڑے تو انہیں نظر انداز نہ کر دیا جائے۔ اور بچوں کو تعلیم دی جا رہی تھی کہ شیوخ سے واسطہ پڑے تو استحقاق کے باوجود انہیں ترجیح دی جائے۔

نبی ﷺ نے جب دعوت کا آغاز کیا تو سب سے پہلے قریش مکہ کے سامنے اپنی ۴۰ سالہ زندگی اور اپنے مثالی کردار کو توحید کی پہلی دلیل کے طور پر پیش کیا فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ۔ لہٰذا کسی بھی معلم کا ذاتی کردار و عمل اس کی کامیابی و ناکامی کا ضامن ہے۔

نبی ﷺ کا پیغام اگر صرف آپ ﷺ کی زبان کی حد تک رہتا تو یہ دعوت تمام تر خوبیوں کے باوجود دوام حاصل نہ کر سکتی۔ اگر لوگ نبی ﷺ کے قول و عمل میں ذرا سا بھی تضاد دیکھتے تو وہ پروانہ وار آپ ﷺ پر نچھاور نہ ہوتے۔ آپ ﷺ کے حکم پر دنیا کو برباد نہ کرتے۔ نبی اکرم ﷺ کے قول و عمل کی یکسانیت وہ قوتِ محرکہ تھی جس نے صحابہ کرامؓ کی زندگی میں عظیم انقلاب بپا کر دیا۔

---

1. صحیح بخاری کتاب الاشربة (حدیث نمبر 5620)

Marfat.com

جودوسخا کی تعلیم دینے والے نبی ﷺ بھوکوں کو کھانا کھلا کر خود کئی کئی دن تک بھوکے رہتے زہد و تقویٰ کا درس دینے والے نبی ﷺ کا اپنا یہ حال کہ چٹائی پر سوتے ہیں تو پہلو پر اس کے نشان پڑ جاتے ہیں۔صحابہؓ عرض کرتے ہیں۔اے اللہ کے رسول آپ ﷺ کے لئے ایک بچھونا تیار کرتے ہیں۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں مجھے دنیا سے کیا لینا ہے۔میرا تو بس اس سے اتنا ہی تعلق ہے جیسے کوئی سوار کسی پیڑ کے نیچے ستانے کے لئے بیٹھے۔پھر وہاں سے چل پڑے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس وقت سے وفات پانے تک کبھی بھی آپ ﷺ نے مسلسل تین دن تک گیہوں کی روٹی نہیں کھائی۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کو ایک بار حضرت فاطمہؓ نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا پیش کیا۔ نبی ﷺ نے اس کو تناول فرما کر ارشاد فرمایا۔''تین دن کے دوران یہ پہلی چیز ہے جو میں نے کھائی ہے۔''[1]

صبر و عزیمت کا درس دینے والے نبی ﷺ پر مشرکین مکہ وہ کون سا ظلم ہے جو روا نہیں رکھتے تھے مکہ کی گلیوں میں آپ ﷺ کا مذاق اڑایا جاتا۔نماز پڑھتے ہوئے گلے پر اوجھڑی ڈالی جاتی۔راہوں میں کانٹے بچھائے جاتے۔ آپ ﷺ پر پتھر پھینک کر لہولہان کیا جاتا۔شعب ابی طالبؓ میں محصور کیا جاتا۔مگر آپ ﷺ صبر کا دامن نہیں چھوڑتے اور فتح مکہ کے وقت ان ہی لوگوں کو معافی اور محبت کا پیغام دیتے ہیں۔

دوسروں کو بہادری و شجاعت کا درس دینے والے نبی ﷺ جب خود سنگین حالات میں گھر جاتے ہیں تو صبر و استقامت کی شان ظاہر ہوتی ہے۔جنگِ احد کے سخت معرکہ میں کمال جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور کفار کے سامنے ڈٹ کر عمدہ نمونہ پیش کرتے ہیں۔

ہجرت کے دوران غارِ ثور میں حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ جب دشمن بالکل قریب آ جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کو نبی ﷺ کی ذات کی فکر لاحق ہوتی ہے تو آپ ﷺ نہایت اطمینان سے فرماتے ہیں۔لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اور یہ الفاظ سن کر جناب ابوبکرؓ کو نیا حوصلہ اور اعتماد حاصل ہوتا ہے۔

ا۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی ﷺ و اصحابہؓ حدیث 1374

Marfat.com

آپ ﷺ نے مہمان نوازی کی تعلیم دی۔ تو اس کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ جب ایک شخص آپ ﷺ کے حجرے میں مہمان بن کر ٹھہرا تو اس نے غلاظت کر دی آپ ﷺ نے صبح خود اٹھ کر اسے دھویا اور اس سے کوئی مواخذہ نہ کیا۔ نبی ﷺ کا یہ عملی کردار تھا جو اپنے اصحابؓ کی ہمہ جہت تربیت کر رہا تھا۔ آپ ﷺ کا کردار سب سے بڑا داعی و مربی تھا۔ آپ ﷺ کے حسن تحمل کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کی زندگیاں روشن ہو رہی تھیں اور وہ اوروں کیلئے بھی نمونہ عمل بنتے چلے گئے۔ صحابہؓ اسی حسن عمل کی وجہ سے نبی ﷺ کے ساتھ بے پناہ محبت کرتے تھے۔

جب مشرکین ایک صحابی زید بن وثنہؓ کو قتل کرنے لگے تو ابوسفیان نے زید بن وثنہؓ سے پوچھا اے زید خدا کو گواہ بنا کر بتاؤ کیا تم یہ پسند کرو گے کہ آج تمہارے بجائے ہمارے پاس محمد ﷺ ہوتے تا کہ ان کا سر قلم کر دیا جاتا اور تم کو ہم چھوڑ دیتے اور تم اپنے بچوں میں ہوتے حضرت زیدؓ نے کہا!

''خدا کی قسم! میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ محمد اس وقت جہاں پر ہیں ان کے پیر میں کانٹا چبھو کر مجھے رہا کر دیا جائے تا کہ میں اپنے اہل و عیال میں بیٹھوں۔''

یہ سن کر ابوسفیان پکار اٹھا۔

میں نے کسی آدمی کو کسی سے اتنی محبت کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنی محبت محمد ﷺ سے ان کے اصحابؓ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی عملی زندگی نے صحابہ کرامؓ کو وہ قوتِ عمل عطا کی جس کی مثال ملنا ناممکن ہے۔

عام فہم اور فصیح کلام

ایک معلم کیلئے یہ صفت ضروری ہوتی ہے کہ جب وہ درس دے تو نہایت واضح اور صاف بات کرے۔ الفاظ کی ادائیگی الگ الگ کرے اور اس طرح وضاحت سے بولے کہ مخاطب ذہن پر بوجھ ڈالے بغیر بات کو سمجھ لے نبی ﷺ کی عادت تھی کہ بات بڑی فصاحت اور وضاحت سے فرماتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

Marfat.com

كان كلام رسول اللهؐ كلاماً فصلاً يفهمه، كل من يسمعه[1]

''رسول اللہؐ کا کلام الگ الگ الفاظ پر مشتمل ہوتا تھا اس طرح کہ جو بھی اسے سنتا سمجھ جاتا۔''

آپ ﷺ کے کلام کی ایک بہترین خصوصیت یہ تھی کہ الفاظ بہت کم ہوتے تھے مگر معانی و مطالب بہت زیادہ۔ آپ ﷺ کے کلام میں تکبرانہ انداز قطعاً نہ تھا اور نہ تصنع و بناوٹ کا کوئی شائبہ۔ قریش میں آپ ﷺ کی پیدائش اور بنی سعد میں پرورش کی وجہ سے آپ ﷺ کی فصاحت و بلاغت میں صحرا نشینی کی قوت بیان و مقابلہ اور عمدہ لفظی اسلوب کے ساتھ شہری ماحول کے محاوروں اور خوبصورت لب و لہجہ کی چمک دمک شامل تھی۔

خطبات نبویؐ تاثیر اور رقت انگیزی میں درحقیقت معجزہ الٰہی تھے۔ آپ ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے ساتھ ماں کی محبت سے بھی زیادہ محبت ہے وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ اس کے بندے دوزخ کی آگ میں جائیں اور جلیں۔'' یہ ارشاد ایک ایسے نفسیاتی ماحول میں ہوا کہ ہر شخص کا دل اللہ تعالیٰ کی رحمت کے احساس اور یقین سے لبریز ہو گیا۔ آپ ﷺ کبھی بھی اپنے خطبے میں اجنبی اور غیر فصیح الفاظ استعمال نہیں فرماتے تھے۔ آپ ﷺ جب بھی وعظ فرماتے حکمت و دانش کے موتی بکھر جاتے۔

نبی اکرم ﷺ نے خود اپنے متعلق فرمایا۔ ''مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے اور میں عرب کا فصیح و بلیغ گفتگو کرنے والا شخص ہوں۔'' اگر گزشتہ انبیاء کرام کی بعثت پر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کو مخصوص حالات کے مطابق معجزات و کمالات عطا کئے گئے تھے۔ مثلاً عیسیٰؑ کو جب مبعوث فرمایا گیا تو اس وقت طب و حکمت کا چرچا عام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اعجاز مسیحائی عطا فرمایا۔ جس سے لوگ بے حد متاثر ہوئے۔ اسی طرح موسیٰؑ کے دور میں جادو کا بڑا چرچا تھا۔ اور اس سے لوگ بڑے متاثر تھے چنانچہ رب العزت نے موسیٰؑ کو عصا اور یدِ بیضا کا معجزہ عطا فرمایا اور آپؑ نے جادوگروں کو حیران و پریشان کر دیا۔

---

1. شمائل ترمذی باب کیف کان کلام رسول اللہؐ

Marfat.com

ہم جب نبی ﷺ کی حیات طیبہ کو دیکھتے ہیں تو آپ ﷺ کی بعثت بھی عین اس موقع پر ہوئی کہ جب عربوں کے اندر فصاحت و بلاغت کا بڑا چرچا تھا۔ اور اہل عرب زبان دانی کے درجہ کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔ اس لئے رب العزت نے آپ ﷺ کو قرآن مجید جیسی کتاب عطا فرمائی اور آپ ﷺ کے قلب اطہر اور زبان مبارک کو فصاحت و بلاغت کے جملہ محاسن وکمالات سے نوازا۔ مکہ میں ایک دفعہ آپ ﷺ نے چند آیتیں تلاوت کر کے سنائیں تو یہ اثر ہوا کہ آپ کے ساتھ مسلمان تو مسلمان بڑے بڑے مشرکین و کفار بھی سجدہ میں گر پڑے۔ ایک دفعہ مسجد نبوی میں تمام مسلمان جمع تھے تو آپ ﷺ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام انسان ایک ہی نسل سے ہیں۔ اے لوگو! اس خدا سے ڈرو جس نے ایک ذات سے تم سب کو پیدا کیا۔ اس کے بعد فرمایا ''درہم، غلہ، کھجور کا ایک ٹکڑا جو بھی ہو راہِ خدا میں دو۔'' آپ ﷺ کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ جس صحابیؓ کے پاس جو کچھ تھا اس نے سامنے رکھ دیا حتیٰ کہ بعض صحابہ کرامؓ نے اپنے کپڑے بھی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ قبیلہ اوس اور خزرج جو کہ دشمنی اور عداوت میں بہت آگے نکل گئے تھے۔ آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت نے انہیں آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ اور وہ آپس میں شیر و شکر بن گئے۔

نبی ﷺ نے فرمایا ''ان من البیان لسحراً'' یعنی بعض بیانات و خطبوں میں جادو کی سی تاثیر ہوتی ہے۔ ایک صحابی حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک دن آپ ﷺ نے تقریر فرمائی جس کے اندر اس قدر تاثیر تھی کہ ایسا بیان آج تک نہیں سنا۔ دوران تقریر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر وہ سب کچھ تم جانتے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ جب آپ ﷺ نے یہ فقرہ ادا فرمایا تو تمام حاضرین محفل دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور انہوں نے اپنے چہروں پر کپڑا ڈال لیا۔

نبی ﷺ کے کلام میں بے پناہ فصاحت و بلاغت تھی جبکہ آپ کی آواز میں قدرے رعب اور گرانی تھی۔ جو اوصاف حمیدہ میں شمار کی جاتی ہے۔ آپ بلند آواز بھی اسقدر تھے کہ جہاں تک چاہتے آپ کی آواز بآسانی پہنچ جاتی تھی۔

Marfat.com

ایک ایک لفظ الگ الگ بیان فرماتے۔ بعض دفعہ الفاظ کا تکرار فرماتے تاکہ سننے والا اچھی طرح سمجھ جائے۔ حضرت عبدالرحمان بن معاذؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے منیٰ میں خطبہ پڑھا۔ جہاں تقریباً ایک لاکھ افراد جمع تھے۔ ہر شخص نے بآسانی بیٹھ کر سنا اور یہ آپ ﷺ کی حسین آواز کا اعجاز تھا کہ ہر شخص نے ایسے ہی سنا جیسے وہ حضور ﷺ کے قریب ترین بیٹھا ہو۔ حضور ﷺ سفر ہجرت کے دوران ام معبد نامی ایک بدو خاتون کے خیمے میں ٹھہرے اور کچھ وقت آرام فرمایا۔ انہوں نے جہاں نبی ﷺ کی تعریفیں کیں وہاں یہ بھی فرمایا کہ آپ کی ﷺ گفتگو ایسی تھی جیسے ہار میں موتی پروئے ہوئے ہوں۔

آپ کا طرز خطابت مختصر مگر جامع ہوتا تھا۔ طرز تعلیم اسقدر مؤثر ہوتا تھا کہ سخت سے سخت اشتعال انگیز اوقات میں آپ ﷺ کے جملے ہی معاملے کو رفع دفع کر دینے کے لئے کافی ہوتے تھے۔ اور کلام نبوی ﷺ کانوں سے گزر کر دلوں میں اتر جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے داعیٔ مذہب، فاتح، منتظم، امیر الجیش، قاضی، واعظ اور دیگر حیثیتوں میں خطاب فرمایا۔ آپ ﷺ کی آواز عمدہ اور بلند ہوتی تھی۔ اور بسا اوقات کلام ایسا پُر معنی ہوتا کہ سمجھنے والے سمجھتے کہ بڑی مفصل گفتگو کے دریا کو آپ ﷺ کے چند الفاظ کے کوزے میں بند کر دیا ہے۔

عورتوں کی تعلیم

اسلام سے قبل دوسری تہذیبوں میں عورتوں کے ساتھ تحقیر آمیز سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ وہ سامانِ تجارت کی طرح بکتی تھیں۔ اور بسا اوقات وراثت میں تقسیم ہوتی تھیں۔ رسول ﷺ رحمت نے عورتوں کو تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسے حقوق عطا فرمائے جس سے ان کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا۔ تعلیم کے حوالے سے زبانِ رسالت سے یہ ارشاد ہوا۔ طلب العلم فریضة علی کل مسلمٍ۔[1] یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس حکم میں مرد، عورت، لونڈی اور غلام چھوٹے

۱۔ امشکوۃ المصابیح کتاب العلم

Marfat.com

اور بڑے، امیر و غریب غرض کسی نوع کی تخصیص نہ تھی۔ آپ کے ان تعلیمی احکامات کے نتیجے میں اسلامی معاشرے میں تعلیم نسواں کی روایت کا آغاز ہوا جس سے دنیا کی دوسری تہذیبیں بھی متاثر ہوئیں۔

قدیم معاشروں میں عورتوں پر تعلیم کے دروازے بند تھے۔ حتیٰ کہ بعض حالات میں معاشرے کے مرد کو بھی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہ تھی مگر نبی ﷺ نے عورتوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے ساتھ فن کتابت کو بھی سیکھنے کی ترغیب دلائی۔ حضرت عمر فاروقؓ کے قبول اسلام کے حوالے سے سب لوگ جانتے ہیں کہ آپ اپنی ہمشیرہ کی تلاوت قرآن سے متاثر ہو کر قبولیت اسلام کی طرف آمادہ ہوئے۔ علامہ اقبالؒ نے ارمغانِ حجاز کے حصہ فارسی میں ''دختر ملت'' کے عنوان سے جو رباعیات لکھی ہیں ان میں سے ایک میں اس حقیقت کو پیش کیا ہے فرماتے ہیں۔

زشام ما بروں آور سحر را   بہ قرآں باز خواں اہلِ نظر را
تو میدانی کہ سوز قرأت تو   دگرگوں کرد تقدیر عمر را

یعنی (اے دختر ملت) پھر قرآن پاک کی تلاوت سے اہل نظر کو متاثر کر کے ہماری شام سے سحر پیدا کر تو خوب جانتی ہے کہ تیرے سوز قرأت نے حضرت عمرؓ کی تقدیر بدل دی تھی۔

آپ ﷺ کے عہد میں تعلیم کا حق معاشرے کے تمام طبقوں کو حاصل ہوا۔ یہ اس بات کا نتیجہ تھا کہ خواتین نے اپنے لئے الگ سے تعلیم کی غرض سے وقت کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے نہ صرف ہفتے میں ایک دن عورتوں کے لئے مقرر فرمایا بلکہ ایک جگہ کا بھی تعین فرمایا۔ جہاں خواتین آپ ﷺ سے سوالات کرتی تھیں اور آپ ان کے جوابات عنایت فرماتے تھے۔ یہ واضح ہے کہ دین و شریعت کے بعض موضوعات ایسے ہیں جن کا تعلق عورتوں کی شرم و حیا سے وابستہ ہے۔ لہٰذا ایسی صورت حال میں آپ ﷺ کی ازواج مطہراتؓ ان موضوعات کی تعلیم دیتی تھیں۔ مکی زندگی میں ۲۵ سال کی عمر میں آپ ﷺ کی شادی ۴۰ سالہ خاتون سیدہ خدیجہؓ سے ہوئی اور ترپن سالہ زندگی تک آپ ﷺ نے انہی کی رفاقت میں زندگی گزاری۔ مگر مدینہ میں جب اسلام تیزی سے پھیلنے لگا تو عورتوں کی خصوصی

Marfat.com

تعلیم کے لئے آپ ﷺ نے متعدد نکاح کئے۔ جن کی تعداد گیارہ تک بتائی جاتی ہے۔ یہ سب ازواجِ مطہراتؓ صحابیات کو دینی تعلیم دیتی تھیں۔ ان میں سے حضرت حفصہؓ جو حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ اور حضرت عمر فاروقؓ کی بیٹی تھیں نے کتابت کا فن سیکھا۔ سیدہ عائشہؓ صدیقہ دین و شریعت کے فہم میں سب سے ممتاز تھیں۔ ذخیرۂ حدیث میں ان سے ۲۲۱۰ احادیث روایت کی گئی ہیں۔ حضرت ام سلمہؓ سے ۷۶ اور حضرت اُم حبیبہؓ سے ۶۵ روایات منقول ہیں۔ ابن حزم اندلسی نے اپنی کتاب جوامع السیرہ میں لکھا ہے کہ صحابیات میں سے کم از کم بیس کے قریب ایسی ممتاز خواتین تھیں جو صاحب فتویٰ فقیہہ تھیں۔

نبی ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کی تعلیم اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ صحابیات حصول علم کے لئے نبی ﷺ کے کاشانہ نبوت پر حاضر ہوتیں اور کبھی براہ راست اور کبھی ازواج مطہراتؓ کے ذریعے سے علم سیکھتی تھیں۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انصار کی عورتیں خوب ہیں کہ دین کے عمل کے حصول میں انہیں حیا مانع نہیں ہوتی۔[1] اسی طرح خطبہ جمعہ اگرچہ عورتوں کے لئے فرض نہیں مگر انہیں اس میں حاضر ہونے کی اجازت تھی۔ حضرت خولہ بنت قیسؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کا خطبہ جمعہ کے دن سب سے پچھلی صف میں بیٹھ کر سنتی تھی۔

نبی ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی بیٹیوں کی تعلیم و تربیت کا خصوصیت سے انتظام کریں۔ یہ اوّلیت ہمیشہ اسلام اور داعیٔ اسلام کے ساتھ مخصوص رہے گی کہ تاریخ انسانی میں آپ ﷺ نے طبقۂ نسواں کو تعلیم کے حقوق عطا فرمائے۔ اور آپ ﷺ نے اس کے لئے ریاست میں خصوصی انتظامات فرمائے۔ حدیث میں ام عطیہؓ کی یہ روایت ہے کہ آپ ﷺ جب مدینہ تشریف فرما ہوئے تو آپ نے انصار کی خواتین کو ایک مکان پر جمع کیا اور ہمارے پاس حضرت عمر بن خطابؓ کو وعظ کے لئے بھجوایا انہوں نے اس مکان کے دروازے پر کھڑے ہو کر خواتین کو سلام کیا اور کہا کہ میں آپ خواتین کے

۱۔ صحیح بخاری باب 92 الحیاء فی العلم حدیث 130

Marfat.com

پاس نبی ﷺ کے قاصد کی حیثیت سے حاضر ہوا ہوں۔ نبی ﷺ نے حکم دیا ہے کہ عیدین میں نوجوان اور حائضہ عورتیں بھی عیدگاہ چلیں۔ (مگر مؤخر الذکر نماز میں شریک نہ ہوں) اور یہ کہ عورتوں پر جمعہ فرض نہیں اور آپ نے عورتوں کو جنازے کے پیچھے چلنے سے منع کیا۔ آپ کے فرامین میں یہ بات درج ہے کہ آپ نے بچیوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی۔ تعلیمی ترغیب کے ضمن میں یہ بات کس قدر دلچسپ ہے کہ جو مرد اپنی منکوحہ بیوی کو حق مہر دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ اسے قرآن مجید کی چند سورتیں زبانی یاد کرا دے۔ آپ ﷺ کی ایسی ہی ترغیبات کا نتیجہ تھا کہ بہت جلد صحابیات کی ایک بہت بڑی تعداد مختلف علوم و فنون کی ماہر بن گئی۔ ان میں قرآن مجید کی حفاظ بھی تھیں۔ مفسرہ بھی تھیں، شاعرات بھی تھیں، فن کتابت سے شناسائی بھی رکھتی تھیں افتاء و فقاہت کے درجے پر بھی فائز تھیں۔

ازواج مطہراتؓ ہمہ وقت دین کی دعوت اور اس کی اشاعت میں مصروف رہتیں ان کے حجرے چھوٹی چھوٹی درسگاہیں تھیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے۔ انہیں ادب سکھائے اور ان پر رحمت و شفقت کرے یہاں تک وہ بالغ ہو جائیں اور پھر ان کے نکاح کر دے تو اللہ اسکے لئے جنت واجب فرما دیتے ہیں۔ ایک صحابی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ دو بہنوں اور بیٹیوں کی پرورش کا کیا ثواب ہے آپ ﷺ نے فرمایا ان کا بھی یہی ثواب ہے۔ روای کہتا ہے کہ اگر کوئی ایک بیٹی یا ایک بہن کے بارے میں پوچھتا تو اسے بھی یہی جواب دیا جاتا۔[1] یہ تو آزاد عورت کے لئے حکم ہے۔ اسلام میں لونڈی اور غلام کو بھی تعلیم کا حق دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس ایک لونڈی ہو اور وہ اسے تعلیم دے اور بہتر طریقے سے ادب سکھائے پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کرلے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے[2] گویا اسلام نے حصول علم کیلئے مرد و عورت میں کوئی تخصیص نہیں کی۔

---

۱. بیہقی فی شعب الایمان (حدیث نمبر 8676)

۲. صحیح بخاری باب من اسلم من اهل الکتاب

Marfat.com

تعلیم وتربیت بذریعہ معلم

معلم کامل رسول اللہ ﷺ نے تعلیم و تربیت کے لئے تمام وسائل اور شرعی اسالیب استعمال فرمائے۔ جس کے بعد مزید کوئی ایسا طریقہ باقی نہیں رہ گیا تھا جو پراثر ہوتا اور نبی ﷺ نے استعمال نہ فرمایا ہو۔ بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد اہل مدینہ نے ایک معلم کی ضرورت محسوس کی جو انہیں دین کی باتیں سکھاتا تو انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی۔

ابعث الینار جلاً یفقھنا فی الدین و یقرانا القرآن.

(الوثائق الساسبیہ ص 10)

اے نبی ﷺ ہمارے ساتھ کسی ایسے آدمی کو بھیج دیں جو ہمیں دین سکھائے اور قرآن پڑھائے۔

پس جب انصار مدینہ بیعت کے بعد واپس مدینہ لوٹے تو نبی ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو ان کے ساتھ روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ وہ لوگوں کو قرآن پڑھائیں، اسلام کی تعلیم دیں اور دین کا فہم پیدا کریں۔

یہ پہلے معلم تھے جو مدینہ بھیجے گئے۔ آپؓ نے مدینہ پہنچ کر حضرت اسعد بن زرارہؓ کے گھر قیام فرمایا۔ پھر دونوں نے مل کر تعلیم و تربیت کا عمل شروع کر دیا۔ حضرت مصعبؓ مقری کے خطاب سے مشہور ہوئے (مقری کے معنی ہیں پڑھانے والا اس وقت استاد کو اسی لفظ سے یاد کیا جاتا تھا)۔ آپ ہی کے انداز تعلیم اور اخلاق سے متاثر ہو کر بنی عبدالاشہل کے دو سردار یعنی حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت اسید بن حضیرؓ مسلمان ہوئے۔ پاکیزہ روح اور انصاف پسند فکر کے مالک تھے جونہی حقائق سے آگاہ ہوئے نہ صرف خود مسلمان ہوئے بلکہ اپنے قبیلہ کے تمام لوگوں کو نور ایمان سے فیض یاب کیا۔ صرف اصیرمؓ رہ گئے جو جنگ احد کے موقع پر مسلمان ہوئے اور میدانِ جنگ میں شہادت پائی۔ نبی ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ اس نے تھوڑا عمل کیا اور زیادہ اجر پایا۔ (اصیرمؓ قبولیت

Marfat.com

اسلام کے بعد فوراً جنگ میں شہادت سے فیض یاب ہو گئے تھے۔ ایک نماز یا سجدہ تک کا موقع نہ ملا تھا۔) حضرت مصعبؓ، حضرت اسعد بن زرارہؓ ہی کے گھر مقیم رہ کر تعلیم و تربیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ انصار کا کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا جہاں اسلام کی روشن کرنیں نہ پہنچی ہوں۔[1] چنانچہ بنی حارث کی طرف خالد بن ولیدؓ کو بھیجا گیا تو ان کے ذمہ داری بھی لگائی گئی۔ اسی طرح عمرو بن حزمؓ عامل یمن کو حضور ﷺ نے تحریری ہدایات دیں کہ وہ لوگوں کو قرآن سکھائیں۔ انہیں تدبر و تفکر کی تربیت دیں اور انہیں ان کے حقوق و فرائض سے آگاہ کریں۔

سوالیہ اندازِ تعلیم

نبی ﷺ بعض اوقات کسی اہم بات کو سمجھانے کے لئے سامعین کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کیلئے سوالیہ انداز اختیار فرماتے آپ ﷺ کا اندازِ تعلیم ایسا واضح اور دلنشین ہوتا کہ سننے والوں کو سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہ آتی۔ آپ ﷺ سادہ، آسان فہم اور حکیمانہ گفتگو فرماتے۔ ختم المرسلین ﷺ جب صحابہ کرامؓ سے سوال کرتے تو اکثر ان کا جواب ہوتا۔ اللہ و رسولہ اعلم ''اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔'' اور اس کے ساتھ ہی نبی ﷺ کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جاتے تا کہ جو کچھ آپ ﷺ فرمانا چاہتے ہیں اس کو اچھی طرح سمجھ لیں سیرت طیبہ میں لوگوں کو تعلیم کی طرف راغب کرنے نیز مسائل میں غور و خوض کرنے کی عادت ڈالنے کیلئے بہت سی خوبصورت مثالیں ملتی ہیں۔ امام بخاریؒ نے نبی ﷺ کے اس مکالماتی انداز تعلیم و تربیت پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے۔

معاذ بن جبلؓ سے سوال

معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر کے دوران آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا۔

---

1. ابن هشام. الرحيق المختوم صفحه 209 المكتبه السلفيه لاهور

Marfat.com

میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کجاوہ کا صرف پچھلا حصہ حائل تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اے معاذ بن جبلؓ میں نے عرض کیا حضور غلام حاضر ہے فرمایئے (آپ ﷺ نے سکوت اختیار کیا) پھر کچھ دور چلنے کے بعد پکارا ''اے معاذ بن جبلؓ میں نے پھر وہی لفظ دہرائے جو پہلی بار کہے تھے (لیکن آپ ﷺ نے کچھ نہیں کہا) پھر کچھ چلنے کے بعد آپ ﷺ نے پکارا ''اے معاذ بن جبلؓ! میں نے عرض کیا حضور غلام حاضر ہے ارشاد فرمایئے تب آپ ﷺ نے فرمایا تم جانتے ہو اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ اور رسول ہی بہتر علم رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی بندگی کریں اور اس بندگی میں کسی غیر کو ذرا سا بھی ساجھی نہ بنائیں'' پھر آپ ﷺ نے تھوڑی دور چلنے کے بعد فرمایا۔ اے معاذؓ! میں نے کہا ارشاد ہو غلام آپ کی بات غور سے سنے گا اور آپ کی وفادارانہ اطاعت کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا تم جانتے ہو کہ بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟'' میں نے کہا اللہ اور رسول ﷺ ہی خوب واقف ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ کی بندگی کرنے والے بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔ [1]

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اگرچہ حضرت معاذ بن جبلؓ حضور ﷺ کے بہت قریب تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے بات کی اہمیت کے پیش نظر حضرت معاذؓ کو بار بار بلا کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ اور اپنی بات کو خوب ذہن نشین کرایا۔

مومن کی مثال ایک سدا بہار درخت

معلم کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ طلبہ کے اندر غور و فکر اور استدلال کی قوتوں کو ابھارے۔ علمی بحث و مباحثہ میں طلباء کو شریک کرے۔ نبی ﷺ نے ایک بار صحابہؓ سے پوچھا کہ ایک ایسا درخت ہے جس پر کبھی (گرمی، سردی) پت جھڑ نہیں ہوتی اور اس درخت کی مثال مسلمان کی سی ہے۔ وہ کون سا درخت ہے؟ لوگوں کی نظر صحرائے عرب کے درختوں کی طرف گئی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے

ا۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد سوم پارہ 26، باب 841 حدیث نمبر 1421)

Marfat.com

ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ وہ تو کھجور کا درخت ہے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ فرمایئے وہ کون سا درخت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (مومن کی طرح سدا بہار درخت) وہ کھجور کا درخت ہے۔

صحیح مسلم، عبداللہ بن عمرؓ کتاب صفة القیامة و الجنة و النار (حدیث نمبر 6970)

زمین کی گواہی

ایک دن نبی نے یہ آیت پڑھ کر صحابہؓ سے سوال کیا۔ آیت یہ تھی۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَ هَا ۝ (سورہ الزلزال.4)

''اس دن زمین اپنے سارے احوال بیان کرے گی۔''

آپ ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ جانتے ہو احوال بیان کرنے کا کیا مطلب ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ اور رسول کو ہی علم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''زمین قیامت کے دن گواہی دے گی۔ بیان کرے گی کہ فلاں مرد اور فلاں عورت نے میری پیٹھ پر فلاں دن فلاں وقت برا یا اچھا کام کیا۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا۔''[1]

بہتی نہر کی مثال

نبی ﷺ نے نماز کو عماد الدین فرمایا۔ اور قرآن نے عبادات میں سے جس قدر نماز کی تاکید کی ہے اتنی تاکید کسی اور عبادت کی نہیں کی۔

یہ انسانی روح کو نکھارتی اور اس کو آلائشوں اور گندگیوں سے پاک کرتی ہے۔ یہ عبادت ہر وقت انسان کو باور کراتی ہے کہ تو اللہ کا بندہ ہے اور تیری زندگی کا ہر لمحہ اس کی اطاعت اور بندگی میں صرف ہونا چاہیے۔ نبی ﷺ نے صحابہؓ سے ایک دن اس کی اہمیت کے پیش نظر سوال کیا کہ اگر کسی شخص کے مکان کے قریب ایک نہر بہتی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ وقت غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بدن پر میل باقی رہے گی۔ صحابہؓ نے سادگی اور بے تکلفی سے جواب دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ جو بہتی

---

1. جامع ترمذی کتاب صفة القیامة باب 7 (حدیث نمبر 2429)

Marfat.com

ہوئی نہر میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو اس کے بدن پر میل کیسے باقی رہ سکتی ہے۔ یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ مثال اس شخص کی ہے جو دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرتا ہے۔ اس کے ذمے بھی کوئی گناہ نہیں رہتا۔[1] نبی ﷺ کے تربیت کے اس انداز پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس قدر دلنشین انداز سے سن کر صحابہؓ نماز کے اس قدر پابند ہو گئے تھے کہ اندھے اور معذور صحابہؓ بھی مسجد میں نماز ادا فرماتے۔ ایک طرف صحابہؓ کے دل میں گناہ کی کراہیت موجود تھی اور اس سے پاک ہونے کی تڑپ اور دوسری طرف نبی ﷺ کی یہ اطلاع کہ اس سے پاک ہونے کی ترکیب نماز پنج گانہ ہے۔

بے پتوں والی ٹہنی

ایک دفعہ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ میں ایک ٹہنی لی۔ جس کے پتے خشک تھے۔ پھر آپ ﷺ نے اسے زور سے ہلایا۔ چونکہ پتے خشک تھے لہٰذا سارے جھڑ گئے۔ صحابہؓ یہ نظارہ فرما رہے تھے۔ مگر انہیں معلوم نہ تھا کہ نبی ﷺ کیا فرمانے والے ہیں۔ اتنے میں آپ ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ اس ٹہنی میں کوئی پتہ باقی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ ٹہنی تو اب پتوں سے بالکل صاف ہے۔ یہ سن کر ارشاد ہوا کہ جس طرح ٹہنی کے پتے جھڑ گئے ہیں اسی طرح حج کرنے سے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ حج اس کی مشکلات اور اس کے اثرات ونتائج کے اظہار کا یہ کتنا پاکیزہ اور مؤثر طریقہ تھا۔ اور دل و دماغ پر کس قدر گہرا نقش قائم کیا ہوگا۔

(ماہنامہ ترجمان القرآن جون 99ء تمثیلات نبویؐ ص 25۔ نصر اللہ خان عزیز)

پہلوان کون؟

نبی ﷺ نے صحابہؓ سے سوال کیا بتاؤ پہلوان کون ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ پہلوان وہ ہے جو دوسروں کو بچھاڑ دے اور اسے کوئی بچھاڑ نہ سکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''پہلوان وہ نہیں ہے پہلوان تو وہ شخص ہے جو غصے میں اپنے آپ پر قابو رکھ سکے۔[2] دوسرے لوگوں کے خلاف

---

۱. صحیح مسلم ابواب الامثال حدیث 727

۲. صحیح مسلم باب الغضب و الکبر

Marfat.com

طاقت اور ہمت ہونے کے باوجود اپنے غصہ پر قابو پالینا واقعی مشکل کام ہے۔ نبی ﷺ نے اس طرح فرما کر مخاطبین کو توازن واعتدال اور ضبط نفس کی تعلیم دی۔ انسان وقتی طور پر غصے کے جوش میں آ کر کیا کچھ نہیں کر گزرتا۔ جس پر بعد میں ساری عمر پچھتا تا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ قتل تک کی نوبت آ جاتی ہے۔ نبی ﷺ نے کس قدر حکیمانہ انداز میں اس کا علاج تجویز فرمایا ہے کہ اصل بہادری یہ ہے کہ غصہ پر قابو پالیا جائے۔ اس طرح معاشرہ میں امن کی فضا پیدا کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

ظالم ومظلوم کی مدد کا سوال

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے ظالم ہو یا مظلوم۔ اس وقت جاہلی معاشرہ میں اور قبائل کی زندگی میں بظاہر اس کا طلب مروجہ طریقہ سے وہی تھا کہ اپنے قبیلہ کا ساتھ دیا جائے اگر وہ ناحق کسی کے ساتھ برسر پیکار ہیں۔ تب بھی ان کا ساتھ دیا جائے اور تعاون میں کوئی کمی نہ آنے دی جائے۔ لیکن اسلام تو امن واخوات کا علمبردار تھا جو عدل وانصاف لے کر آیا تھا۔ پس صحابہؓ اس بات پر حیران ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ مظلوم کی مدد کرنا تو سمجھ میں آ گیا مگر ظالم کی مدد کرنے سے کیا مراد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "ظالم کو ظلم سے روک دینا دراصل اس کی مدد کرنا ہے۔

صحیح بخاری کتاب المظالم باب القصاص المظالم (حدیث 2279)

اگر کسی شخص کی ظلم میں مدد کی جائے تو معاشرہ میں فساد میں اضافہ ہوگا۔ اس کے مقابلے میں اگر اسے اس برائی سے روک دیا جائے تو معاشرہ میں امن وآشتی کی فضا پیدا ہوگی۔ حضرت علیؓ کا مشہور قول ہے کہ "قومیں کفر پر تو زندہ رہ سکتی ہیں مگر ظلم پر زندہ نہیں رہ سکتیں۔"

مفلس کون

حضور ﷺ صحابہؓ کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ آپ ﷺ سوال کرتے ہیں کیا تمہیں معلوم ہے کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ ﷺ ہم مفلس ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس مال ودولت یا درہم نہ ہوں۔ مگر آپ ﷺ نے مفلس کی ایک اور حقیقت سے آگاہ کرتے

Marfat.com

ہوئے فرمایا ''میری اُمت کا مفلس تو ایسا شخص ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ اور زکوۃ جیسے نیک اعمال کے ساتھ پیش ہوگا۔ مگر وہ اس حال میں آئے گا کہ کسی شخص کو اس نے گالی دی ہوگی۔ کسی کا مال کھایا ہوگا۔ کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ تو اس کو اس شخص کی نیکیاں دے دی جائیں گی۔ جب نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو اس شخص کے گناہ اس کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔[1]

جس طرح آپ ﷺ سوال کر کے مخاطبین کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کراتے اور پھر کوئی حقیقت ان کے ذہن نشین کرا دیتے اسی طرح آپ ﷺ ان کو بھی سوالات کرنے کا موقع دیتے تا کہ ان کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کو دور کیا جا سکے۔ پھر آپ ﷺ بڑا مختصر اور جامع جواب دیکر ان کی تشفی فرماتے۔ اس طرح کی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ آپ نے سوال کرنے کا ماحول پیدا فرمایا اور صحابہؓ نے سوال کئے۔ مثلاً عمرو بن عبسہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا۔

س۔ شروع میں کون لوگ آپ کے ساتھ تھے (یعنی ابتدائی ایمان لانے والے)

ج۔ ایک مرد آزاد اور ایک غلام (حضرت ابو بکرؓ اور بلالؓ)

س۔ اسلام کیا ہے؟

ج۔ پاکیزہ گفتار اور بھوکوں کو کھانا کھلانا۔

س۔ ایمان کیا ہے؟ (یعنی ایمان کا جوہر)

ج۔ صبر اور سخاوت۔

س۔ کون سا اسلام افضل ہے؟

ج۔ اس کا جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ ہیں۔

س۔ کس قسم کی نماز افضل ہے؟

ج۔ جس نماز میں دیر تک قیام کیا جائے۔

۱۔ صحیح مسلم باب الغضب والکبر

Marfat.com

س۔ کیسی ہجرت افضل ہے؟

ج۔ یہ کہ تم ان چیزوں سے بچو جو تمہارے رب کو ناپسند ہیں۔

س۔ کس قسم کا جہاد افضل ہے؟

ج۔ جس کا گھوڑا بھی میدان میں مارا جائے اور خود بھی شہادت پائے۔

س۔ کون سا وقت (نفل عبادت کیلئے) بہتر ہے؟ [1]

ج۔ رات کا پچھلا پہر۔

تربیت واصلاح کے عمل میں سوال و جواب کے انداز سے گفتگو کرنے کے کئی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ حقائق کو ہلکے پھلکے انداز میں دوسروں کے ذہن نشین کر دیا جاتا ہے۔ اسی لئے رسول کریم ﷺ نے اس انداز کو اختیار فرمایا۔

تربیت بذریعہ دل نشیں ضرب الامثال

نبی ﷺ کو اصلاح نفوس اور تربیت انسانی میں کمال حاصل تھا۔ آپ لوگوں کو سمجھانے کیلئے طریقۂ تمثیلات کو استعمال فرماتے تھے تمثیل تصورات کو مجرد کر کے انسانوں کے سامنے پیش کر دیتی ہے اور بات کو دل کی گہرائی میں پہنچا دیتی ہے۔ نبی ﷺ کی تمثیلات کی چند مثالیں یہ ہیں۔

اکتساب فیض

نبی ﷺ نے دین اسلام کو گھر گھر پہنچانے کیلئے دن رات محنت کی، اپنی مقدور بھر سعی کو کام میں لایا۔ جس طرح زور کی بارش برستی ہے اور دشت و دریا کو یکساں کر دیتی ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ کا پیغام ہدایت بھی ہر جگہ پہنچا۔ لیکن ہر شخص یکساں فیض یاب نہ ہوا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ابلاغ رسالت اور تعلیم و تربیت میں کوئی امتیاز برتا گیا یا پیغام ہدایت میں کوئی نقص تھا۔ اس اشکال کو نبی ﷺ نے ایک مثال کے ذریعے واضح کیا اور ارشاد فرمایا ''اس ہدایت اور عمل کی مثال جس کے ساتھ اللہ

۱۔ مشکوۃ المصابیخ جلد اول باب التحریص علی قیام الیل فصل سوم

Marfat.com

نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ایک زور کے مینہ کی ہے جو روئے زمین پر یکساں برسے۔پھر ایک زمین وہ ہوتی ہے جو صاف اور نرم ہوتی ہے وہ پانی کو پی لیتی ہے اور خوب گھاس، سبزہ اور چارہ اگاتی ہے۔ایک زمین سخت ہوتی ہے مگر پانی کو روک لیتی ہے۔پھر اللہ اس سے لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے۔لوگ خود بھی پیتے ہیں، جانوروں کو بھی پلاتے ہیں اور زراعت بھی کرتے ہیں۔مگر ایک چٹیل میدان ہوتا ہے۔وہ نہ پانی کو روکتا ہے نہ جذب کرتا ہے۔نہ خود سیراب ہوتا ہے نہ دوسروں کو نفع دیتا ہے۔پس پہلی اور دوسری مثال اس شخص کی ہے۔جو اللہ کے دین کو اچھی طرح سمجھ لے اور اس میں تفقہ پیدا کرے اور جس چیز کے ساتھ مجھے اللہ نے مبعوث فرمایا ہے اس کو خود سیکھے۔

نبیؐ کا انداز تدریس، از محمد یٰسین شیخ۔عن ابی موسیٰؓ۔ماہنامہ افکار معلم 3/2005

تیسری مثال اس شخص کی ہے جس نے ہدایت کی طرف سر اٹھا کر نہ دیکھا اور جس چیز کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں اسے قبول نہ کیا۔

ماں باپ کو گالی دینا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک بار نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی ایک گناہ کبیرہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کو گالی دے۔صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو کیسے گالی دے سکتا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے اور وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اسی طرح ایک شخص کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دیتا ہے اس طرح گویا اس نے اپنے ماں باپ کو گالی دی۔[1]

دو مسلمانوں کا آپس میں تعلق

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''تو مسلمانوں کو آپس میں رحم کرنے، محبت کرنے اور ایک دوسرے کی طرف جھکنے میں ایسا دیکھے گا

ا. صحیح بخاری کتاب الادب (حدیث نمبر 5973)

Marfat.com

جیسا کہ جسم کا حال ہوتا ہے کہ اگر ایک عضو کو کوئی بیماری لاحق ہوتی ہے تو جسم کے بقیہ اعضاء بے خوابی اور بخار کے ساتھ اس کا ساتھ دیتے ہیں۔

صحیح مسلم باب الشفقة و الرحمة علی الخلق

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح بھسم کرتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو جلا ڈالتی ہے۔

سنن ابو داؤد کتاب الادب باب فی الحسد 2-324

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمان مسلمان کیلئے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو قوت پہنچاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کر کے بتایا

صحیح بخاری کتاب المظالم (حدیث نمبر 2446)

صحبت کا اثر

انگریزی کی ایک مشہور مثل ہے! A man is known by the Company he keeps یعنی انسان کی شخصیت کی پہچان اس کی وہ سوسائٹی اور جماعت ہے جس میں وہ شامل رہتا ہے۔

صحبت انسان کو اپنے رنگ میں رنگ دیتی ہے نیکیوں کی معیت میں نیک اور بروں کی صحبت میں برا بن جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک تمثیل کے ذریعے اس حقیقت کو نہایت ہی مؤثر طور پر واضح فرمایا ارشاد ہوا کہ ''اچھے آدمی کے پاس بیٹھنے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عطار کے پاس بیٹھ جائے اگر اس سے عطر نہ بھی لے تو کم از کم اس کا دماغ خوشبوؤں سے معطر تو ہوگا۔ اور برے آدمیوں کی صحبت کی مثال اس طرح ہے کہ کوئی شخص لوہار کی بھٹی کے پاس بیٹھ گیا۔ اگر اس کو زیادہ نقصان نہیں پہنچے گا تو کم از کم کپڑے تو سیاہ ہو جائیں گے اور بھٹی کی چنگاریاں اڑ اڑ کر اس کے کپڑوں میں سوراخ تو بنا دیں

Marfat.com

گیں۔"

یہ کس قدر روزمرہ حقائق کے قریب مثال ہے۔ پرزور دلیل کے جواب میں کوئی فلسفہ کارگر نہیں ہوسکتا۔

صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب (حدیث نمبر 6566)

دو بھوکے بھیڑیے

نبی ﷺ جس معاشرہ میں مبعوث فرمائے گئے تھے، وہ عرب کا معاشرہ تھا، جہاں ان کے اوّلین مخاطب وہ لوگ تھے جن کا ذریعہ معاش بھیڑ بکریاں پالنا تھا اور بھیڑ بکریوں کا کسی طرح کا بھی نقصان ان کی معاشی بدحالی تھی۔ نبی ﷺ نے ان کی اس نفسیاتی لگن کے حوالے سے صحابہؓ سے سوال کیا کہ اگر دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں تو بتاؤ وہ بکریوں کا کیا حال کریں گے۔ صحابہؓ کو اس حقیقت کا معترف کرانے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا "جس طرح دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کو تباہ کرڈالتے ہیں۔ اسی طرح حسد اور حرص انسان کی نیکیوں کو برباد کر دیتے ہیں۔[1] تمثیل کی اس خوبصورتی کو دیکھئے کہ بات صحابہؓ کے دلوں میں راسخ ہوگئی انسان کی نیکیوں کو بکریوں کے ریوڑ سے تشبیہ دی ہے کہ نیکیاں انسان کے لئے اسی طرح فلاح ونجات ہیں جس طرح بکریوں کا ریوڑ عرب کے گلہ بانوں کیلئے سرمایہ فلاح تھا۔ نبی ﷺ نے حسد اور حرص کو دو بھیڑیوں سے نہیں بلکہ دو بھوکے بھیڑیوں سے تشبیہ دی کہ حرص وحسد بھوک کی علامت ہیں۔ حریص کی آنکھ بھوکی ہوتی ہے جو کسی طرح سیر نہیں ہوتی۔ اور حاسد بھی دوسروں کی خوبیاں دیکھ کر اسی طرح کڑھتا ہے۔ جس طرح ایک بھوکا دوسروں کو انواع واقسام کا مال کھاتے ہوئے دیکھ کر پیچ وتاب کھاتا ہے کہ یہ نعمت انہیں کیوں میسر ہوگئی۔ پھر ایک عام بھیڑیا اور ریوڑ پر حملہ آور ہوتو ایک آدھ بکری اٹھا کرلے جانے پر اکتفا کرتا ہے لیکن اگر وہ بھوکا ہوتو ایک بکری اٹھا کر لے جانے کی بجائے وہ انکو پھاڑ پھاڑ ڈالتا ہے۔

---

[1] جامع ترمذی کتاب الزھد (حدیث نمبر 2376)

Marfat.com

جب دو بھو کے بھیڑیے بکریوں کے ریوڑ میں گھس جائیں تو وہ سارے ریوڑ میں تباہی مچا دیں گے۔ یہی حال حرص و حسد کا ہے کہ جب کوئی شخص ان میں مبتلا ہو جائے تو پھر اس کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔

صحت انسانی اور تربیت نبوی ﷺ

مشہور قول ہے کہ ایک صحت مند جسم میں ہی ایک صحت مند دماغ ہوتا ہے آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے نبی ﷺ کے انسانی جسم کی صفائی کے متعلق بتائے ہوئے اصولوں پر ریسرچ ہو رہی ہے کیونکہ ان لوگوں کی صحت قابل رشک تھی۔ اور بہت کم لوگوں کو علاج کی ضرورت پڑتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو سارے عالم کے لئے رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا۔ اس لئے مسلم و غیر مسلم آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کر کے اپنی صحت کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی کے شب و روز کے معمولات کسی بھی فرد کی صحت کے ضامن ہیں۔ آیئے نبی ﷺ کے معمولات کی چند جھلکیاں ملاحظہ کریں۔

جسم کی صفائی (غسل)

گرد و غبار اور فضائی آلودگی سے انسانی جسم آلودہ ہو جاتا ہے۔ کچھ جراثیم اور کیمیائی مادے جسم پر خارش اور الرجی کا باعث بنتے ہیں۔ جن سے Infection بھی ہو سکتی ہے۔ پسینہ کے غدودوں کے مساموں پر فاسد مادے جمع ہو جاتے ہیں جس سے بدبو پیدا ہوتی ہے۔

غسل کرنے سے جسم کو فاسد مادوں سے نجات ملتی ہے۔ تھکن دور ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے غسل کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ آپ ﷺ اکثر غسل فرماتے اور جمعہ کے دن تو ضرور غسل فرماتے، نہانے کے لئے اگر فوراً پانی جسم پر ڈالا جائے تو پانی کا ٹمپریچر اور جسم کا ٹمپریچر الگ ہونے کی وجہ سے جسم کے حفاظتی نظام کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ بہت سے تیراک پانی میں چھلانگ لگاتے ہی بعض دفعہ بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ سانس رک جاتی ہے اور موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ دنیا بھر کے ماہرین

Marfat.com

طب جسم کونقصان سے بچانے کیلئے مشورہ دیتے ہیں کہ جسم کو بتدریج گیلا کیا جائے تاکہ جسم پر فوراً پانی ڈالنے سے دل کو جانے والے اعصاب متاثر نہ ہوں۔ نبی علیہ السلام نے غسل کا طریقہ یہ سکھایا کہ پہلے دونوں ہاتھ دھولئے جائیں۔ آپ علیہ السلام خود ہاتھ دھونے کے بعد نماز کی طرح کا وضو فرماتے۔ انگلیاں گیلی کر کے بالوں میں پھیرتے۔ پھر تین بار سر پر پانی ڈالتے اس کے بعد سارے جسم پر پانی بہاتے اور آخر پر پاؤں دھولیتے۔ اس طرح جسم بتدریج ٹھنڈا ہوتا ہے اور کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا۔

مونچھوں کے بال

بڑی مونچھیں کھانے پینے کی چیزوں میں ڈوب جائیں تو انہیں جراثیم سے آلودہ کر دیتی ہیں۔ اس لئے کہ بال جراثیم اور وائرس کا گھر ہوتے ہیں۔ اس طرح بیماری کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ نبی علیہ السلام مونچھیں کترواتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی ایسا کرتے تھے[1] اسلام دین فطرت ہے اس لئے اس کے آداب کا بڑا حصہ بھی فطری ہے۔ یعنی فطرۃً وہ پسندیدہ ہیں۔ اور تمام انبیاء نے ان کی پیروی کی ہے یہ ایسے آداب ہیں جو انسانوں کو جانوروں سے ممتاز کرتے ہیں۔ انسانوں کو اپنی برہنگی چھپانی پڑتی ہے۔ اس کے بال بڑھتے ہیں، ناخن بڑھتے ہیں، بدن گندہ ہوتا ہے۔ کپڑے میلے ہوتے ہیں تو ان سب چیزوں کی شائستگی انسانیت کا حسن ہے۔ ایک صحابیؓ فرماتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا خصائل فطرت پانچ ہیں۔ ختنہ کرنا۔ موئے زیر ناف اور بغل کے بال صاف کرنا اور ناخن اور مونچھیں ترشوانا۔

صحیح بخاری کتاب اللباس باب 512 (حدیث نمبر 833)

دانتوں کی صفائی

دانتوں کی صحت پر جسم انسانی کا دارومدار ہے۔ کیونکہ ہر چیز منہ کے ذریعہ معدہ میں جاتی ہے۔ اس لئے دانتوں کو اہم حیثیت حاصل ہے۔ دانتوں کی اگر صفائی نہ کی جائے تو خوراک کے ذریعے

---

1. جامع ترمذی باب الادب نمبر 14 (حدیث نمبر 619)

Marfat.com

دانتوں کے درمیان پھنس کر رہ جاتے ہیں۔ جو بعد میں گل سڑ کر تعفن، منہ کی بدبو، مسوڑوں کی سوجن اور درد کا باعث بن سکتے ہیں۔ دانتوں کو کیڑا بھی لگ سکتا ہے۔ اور پھر یہ کہ ایک خاص قسم کی تہہ Plague دانتوں پر جم جاتی ہے جو انفیکشن کا ذریعہ بنتی ہے۔

نبی ﷺ نے بار بار مسواک کرنے یعنی دانت صاف کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے اس نماز کو ثواب میں ۲۷ درجہ زیادہ قرار دیا۔ جس نماز کے وضو میں مسواک کیا گیا ہو۔ اس کے علاوہ کھانے کے بعد سوتے اور جاگتے وقت مسواک کرنا آپ ﷺ کا معمول تھا۔

مشکوٰۃ المصابیخ جلد اول باب السواک فصل سوم

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔[1]

ایک دفعہ کچھ مسلمان حاضر ہوئے جن کے دانت صاف نہ ہونے کی وجہ سے زرد تھے تو آپ ﷺ نے انہیں مسواک سے دانت صاف کرنے کی تاکید کی۔

کھانے پینے کے آداب

نبی ﷺ نے کھانے پینے سے قبل ہاتھوں کو اچھی طرح صاف کرنے کی تعلیم دی ہے جدید سائنس نے بھی ٹائیفائیڈ دست اور پیچش کی بیماری اور پیٹ کے کیڑوں کی وجہ ہاتھوں کو صاف نہ کرنا قرار دیا ہے۔ اگر ہاتھوں کو صابن سے صاف
کر کے کھانا کھانے کی عادت ڈال لی جائے تو بہت سی موذی امراض سے بچا جا سکتا ہے آپ ﷺ نے صبح سویرے اٹھ کر کسی پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے منع فرمایا جب تک کہ ہاتھوں کو دھو نہ لیا جائے۔

---

۱. جامع ترمذی ابواب الطھارۃ عن زید بن خالد جھنی (حدیث نمبر 21)

Marfat.com

کھانا کھانا جو زندگی کی بقا اور جسم کے قیام کا اصلی ذریعہ ہے کتنا بڑا کام ہے۔ اس کی ابتدا نبی ﷺ نے اللہ کا نام لیکر شروع کی۔ پھر صفائی کا تقاضا یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کے تقسیم کار کے اصول وضع کر لئے جائیں۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اچھے کاموں کے لئے داہنے ہاتھ کو اور رفعِ نجاست وغیرہ کے لئے بائیں ہاتھ کو خاص کر دیا۔ اس تخصیص میں ایک فطری اور طبی مصلحت بھی ہے کہ انسان کے زیادہ تر کام فطرۃً پاک اور مباح ہوتے ہیں اور رفع نجاست کے کام کبھی کبھی ہوتے ہیں۔ اس لئے کھانا پینا بھی دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک بار نبی ﷺ کے سامنے دودھ پیش کیا گیا۔ مجلس میں آپ کی بائیں جانب حضرت ابوبکرؓ تھے آپ ﷺ نے دودھ پی کر داہنی جانب بیٹھے ہوئے اعرابی کی طرف پیالہ بڑھایا اور فرمایا کہ ترتیب میں داہنی جانب کا لحاظ ضروری ہے۔[۱]

آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھانا برتن کے کنارے سے کھانا چاہیے۔ بیچ سے نہیں کھانا چاہیے۔ کیونکہ اس سے ایک تو کھانے کی وہ مقدار جو کھانے سے بچ جائے گی گندی نہ ہوگی۔ دوسرا یہ کہ برتن گندہ نہ ہوگا اور تیسرا یہ کہ اگر کوئی اس طریقہ سے کھائے تو اس سے اس کی حرص کا پتہ چلتا ہے اور حریص آدمی کبھی سیر نہیں ہوتا۔ اس کو نبی ﷺ نے برکت سے تعبیر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ برکت کھانے کے بیچ میں نازل ہوتی ہے۔

جامع ترمذی باب ماجا فی کراھیۃ الاکن من و سط الطعام جلد دوم

ایک بار صحابہؓ نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ ہم کھاتے ہیں لیکن آسودہ نہیں ہوتے۔ فرمایا غالباً تم لوگ الگ الگ کھاتے ہو، صحابہؓ نے کہا ہاں۔ فرمایا ایک ساتھ کھاؤ اور بسم اللہ پڑھ لو تو برکت ہوگی۔

مشکوٰۃ المصابیخ جلد دوم عن وحشی بن حربؓ (حدیث نمبر 4066)

آپ ﷺ نے کھانے میں عیب نکالنے سے منع فرمایا۔ ٹیک لگا کر یا منہ کے بل لیٹ کر کھانے سے منع فرمایا۔[۲] کیونکہ روحانیت کے علاوہ یہ طبی حیثیت سے بھی اس لئے مضر ہے کہ اس طرح غذا معدہ میں اچھی طرح آرام سے نہیں پہنچتی۔

---

۱. مشکوٰۃ المصابیخ جلد دوم فصل دوم (حدیث نمبر 4026)
۲. صحیح بخاری کتاب الاشربۃ (حدیث نمبر 5631)

Marfat.com

پانی پینے کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا ٹھہر ٹھہر کر دو تین سانس میں پانی پئیں، پانی کے برتن میں سانس نہ لیں۔ بیٹھ کر پئیں[2] جبکہ بوقت ضرورت یا مجبوری کھڑے ہو کر بھی پیا جا سکتا ہے۔ کھانے اور پینے کے بعد خدا کا شکر بجالانا چاہیے۔

بدی کا بدلہ نیکی

نبی ﷺ کی تربیت اس آیت قرآنی کی حسین تعبیر تھی۔

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ o

(سورہ حٰمٓ السجدہ ۳۴)

''اے نبی ﷺ نیکی اور بدی برابر نہیں تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو۔ تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔''

قرآن کی یہ ہدایت اس دوران دی گئی جب نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو سخت جارحانہ مخالفت کا سامنا تھا۔ وہ کون سا الزام اور پروپیگنڈہ تھا جو آپ ﷺ پر نہیں آزمایا گیا۔ آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے۔ آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔ آپ ﷺ کو کئی نامعقول ناموں سے یاد کیا گیا۔ لوگوں کو بتایا گیا کہ نبی ﷺ کی بات مت سنو اپنے کانوں کو بند کر دو۔ آپ ﷺ کو جان سے مار دینے کی کئی بار کوشش کی گئی۔ معاشرتی بائیکاٹ کر دیا گیا اور آپ ﷺ کو شعب ابی طالب میں پناہ لینا پڑی۔ اس سب کے باوجود مخالفت کا زور توڑنے کیلئے رب کریم نے یہ نسخہ آپ ﷺ کو بتایا کہ مخالفین بدی کا کیسا ہی خوفناک طوفان اٹھالائے ہوں جس کے مقابلے میں نیکی بالکل عاجز اور بے بس محسوس ہوتی ہو لیکن بدی بجائے خود اپنے اندر وہ کمزوری رکھتی ہے کہ نیکی آخر کار غالب ہو کر رہتی ہے۔ اور آیت مبارکہ میں جو دوسرا قیمتی نکتہ بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ بدی کا مقابلہ محض نیکی سے نہیں بلکہ اس نیکی

Marfat.com

سے کرو جو بہت اعلیٰ درجے کی ہو۔ یعنی کوئی شخص تمہارے ساتھ برائی کرے اور تم اسے معاف کر دو یہ محض نیکی ہے۔ اعلیٰ درجے کی نیکی یہ ہے کہ جو تم سے بُرا سلوک کرے تم موقع آنے پر اس کے ساتھ احسان کرو۔

ثمامہ بن اثالؓ یمامہ کے رئیس اور اسلام کے سخت دشمن تھے ایک رات نجد کے راستہ پر صحابہؓ کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔ جن کو مدینہ لایا گیا اور مسجد نبوی ﷺ میں ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ نبی ﷺ نماز کے لئے تشریف لائے تو ثمامہؓ سے دریافت فرمایا "کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔"

انہوں نے کہا۔ اگر قتل کرنا چاہیں تو آپ ﷺ ایک خونی مجرم کو قتل کریں گے اور اگر معاف کر دیں گے تو آپ ﷺ کا یہ احسان ایک احسان شناس کی گردن پر ہوگا اور اگر مال کی خواہش ہو تو جتنا کہیں گے حاضر کروں گا۔ یہ سن کر آپ ﷺ ان کو ان کے حال پر چھوڑ کر چلے گئے۔ دوسرے دن بھی انہوں نے اس سوال کا یہی جواب دیا۔ تیسرے دن بھی یہی گفتگو ہوئی تو نبی ﷺ نے اپنے دست مبارک سے رسی کھول کر ان کو آزاد کر دیا۔ ثمامہؓ رسیوں سے آزاد ہو گئے۔ مگر نبی ﷺ کے رویہ اور حسن اخلاق سے اتنے متاثر ہوئے کہ مسجد سے باہر نکل کر ایک تنہائی میں غسل کیا۔ پھر مسجد میں آئے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ روئے زمین پر آج سے قبل آپ ﷺ کے چہرے سے زیادہ مجھے کوئی چہرہ مبغوض نہ تھا۔ لیکن آج مجھے یہ چہرہ سب سے زیادہ محبوب ہے۔ آج سے پہلے آپ ﷺ کے دین سے زیادہ مجھے کسی دین سے عداوت نہ تھی لیکن آج یہ دین میرے لئے تمام ادیان سے عزیز تر ہے۔ مجھے آپ کے شہر سے زیادہ کسی شہر سے دشمنی نہ تھی مگر آج یہ شہر مجھے تمام شہروں سے زیادہ خوبصورت نظر آتا ہے۔

صحیح بخاری کتاب المغازی جلد دوم (حدیث 1595)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَ عِظۡهُمۡ وَ قُلۡ لَّهُمۡ فِيۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ قَوۡلًاۢ بَلِيۡغًا ۝

(سورہ النسا ٦٣)

Marfat.com

''اے نبی ﷺ ان سے تعرض مت کرو انہیں سمجھاؤ اور ایسی نصیحت کرو جو ان کے دلوں میں اتر جائے۔''

چنانچہ آپ ﷺ کسی سے تعرض نہ فرماتے کبھی کوئی شخص نادانی سے کوئی سخت بات کہہ دیتا تو آپ ﷺ اس کا جواب تحمل و بردباری اور حکمت سے مرحمت فرماتے۔

مکہ فتح ہوا تو نبی ﷺ نے تمام قصورواروں کو معاف کر دیا۔ حالانکہ آپ ﷺ چاہتے تو ان کے سر قلم کرا سکتے تھے۔ مگر آپ ﷺ نے فرمایا۔ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ''آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔ جاؤ تم آزاد ہو۔''

فرات بن حبان نامی ایک شاعر نبی ﷺ کے خلاف اشعار کہتا تھا اور اس کا کام مسلمانوں کی جاسوسی کرنا تھا۔ ایک دفعہ مسلمانوں کے ہاتھوں پکڑا گیا۔ نبی ﷺ نے قتل کا حکم دے دیا۔ مگر قتل سے قبل اس نے کہا میں مسلمان ہوں یہ خبر جب صحابہؓ تک پہنچی تو نبی ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ اس سلوک سے وہ اتنا متاثر ہوا کہ سچے دل سے توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔

تعلیم و تربیت بصورت شگفتہ مزاجی

تعلیم و تربیت کے عمل میں لطیف مزاح کا استعمال کئی طرح سے مفید رہتا ہے طالب علموں میں بوریت نہیں ہوتی اور دلچسپی برقرار رہتی ہے۔ بلکہ طلباء معلم کی بات پوری توجہ اور دھیان سے سنتے ہیں۔ نبی ﷺ خندہ روئی کی صفت کے حامل تھے۔ عربی کا ایک مشہور مقولہ ہے ''مزاح بھی عبادت ہے۔'' اور اسی طرح کا ایک اور مقولہ ہے کہ ''کلام میں مزاح کو وہی مقام حاصل ہے جو طعام میں نمک کو ہے۔''

اسلام ایک دین فطرت ہے جس میں انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے بارے میں واضح احکامات موجود ہیں اور یہ کیسے ممکن تھا کہ مزاح کے ایک انتہائی اہم وصف سے اسلام پہلوتہی کر جاتا۔ خوشی اور مسرت ملے تو انسان خود بخود مسکرا اٹھتا ہے۔ مسکرانے سے مزاح سے اور شگفتگی سے طبیعت

Marfat.com

ہشاش بشاش ہو جاتی ہے انسان تازہ دم ہو جاتا ہے۔تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ نبی ﷺ کی پوری زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔آپ ﷺ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ فلاح انسانیت کیلئے وقف کرر کھا تھا۔آپ ﷺ ترش رونہ تھے۔لیکن آپ ﷺ نے مزاح میں بھی متانت کا پہلو ہمیشہ ملحوظ رکھا اور کبھی کھکھلا کر یا قہقہ لگا کر نہیں ہنسے۔ بلکہ آپ ﷺ کی ہنسی ہمیشہ تبسم تک محدود رہتی تھی۔ آپ ﷺ مزاح فرماتے لیکن مخاطب کے مقام مرتبہ اور استعداد کے مطابق فرماتے۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر سواری کے جانور کے لئے درخواست کی۔آپ ﷺ نے فرمایا ہم تمہیں اونٹنی کا بچہ دیں گے۔اس نے کہا یارسول ﷺ میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا۔ (کیونکہ سواری کیلئے بچہ تو کام نہیں دے سکتا) آپ ﷺ نے فرمایا اونٹ کو ناقہ یعنی اونٹنی ہی تو جنتی ہے۔اور ہر اونٹ اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

(سنن ابو داؤد کتاب الادب (حدیث 4998)

ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔آپ ﷺ نے اس کے شوہر کے بارے میں پوچھا تو اس نے نام بتایا جس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔''وہی جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے'' جونہی وہ عورت گھر پہنچی ،اپنے شوہر کی آنکھوں کو دیکھنے لگی۔ان کے خاوند نے کہا۔تجھے کیا ہو گیا ہے۔ عورت نے جواب دیا نبی ﷺ نے مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا۔میں نے بتایا تو فرمایا وہی جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔یہ سن کر اس نے کہا کہ کیا میری آنکھوں میں سفیدی سیاہی سے زیادہ نہیں ہے۔

دراصل نبی ﷺ کے لیے شائستہ مزاح پیدا کرنا تعلیمی اور تربیتی ضرورت بھی تھی کہ حضور ﷺ اگر ایسا نہ کرتے تو ان کے قدرتی رعب وجلال کی بناء پر حاضرین کا ان کے قریب رہنا مشکل ہوتا۔ حضور ﷺ بعض اکابر صحابہؓ کو از راہ مزاح ان کے حسبِ حال القابات سے بھی نوازتے تھے۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک روز مجھے بلایا ''یَاذُوْالْاُذُنَیْن''[1] یعنی اے دو کانوں والے۔ بظاہر

---

۱. جامع ترمذی جلد اول عن انس بن مالکؓ (حدیث 1890)

Marfat.com

توہر شخص کے دو کان ہی ہوتے ہیں۔شاید ان کے کان کچھ بڑے ہوں یا ان کی سماعت تیز ہو جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے مزاحاً یہ انداز اختیار فرمایا۔اسی طرح حضرت علیؓ کو ابوتراب (مٹی کا باپ) کا لقب عطا فرمایا کیونکہ ایک دن حضرت علیؓ زمین پر لیٹے تو رخساروں پر مٹی لگ گئی تھی۔حضرت انسؓ کے چھوٹے بھائی کو ابو عمیر کہہ کر پکارا۔ایک بار ان کے پاس ایک پرندہ نغیر نامی تھا۔جس سے وہ کھیلا کرتا تھا۔جب پرندہ مر گیا تو بچہ بہت رنجیدہ ہوا۔آپ ﷺ نے اسے اس حالت میں دیکھ کر فرمایا۔ اے عمیر نغیر کو کیا ہوا؟[1]

ایک دفعہ ایک شخص سے آپ ﷺ نے پوچھا کہ بتاؤ تمہارے ماموں کی بہن تمہاری کیا لگتی ہے۔اس سادہ دل آدمی نے سر جھکا لیا اور سوچنے لگا۔آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ ہوش کر تجھے تیری ماں یاد نہیں رہی۔اس طرح حضرت صہیبؓ جو مشہور صحابی رسول تھے۔نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ اس وقت کھجوریں کھا رہے تھے۔حضرت صہیبؓ بھی کھجوریں کھانے لگے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آنکھ آئی ہوئی ہے اور کھجوریں کھا رہے ہو۔جس پر حضرت صہیبؓ نے فرمایا ''یا رسول اللہ ﷺ میں اس اچھی آنکھ کی طرف سے کھا رہا ہوں'' آپ ﷺ سن کر مسکرا دیئے۔

نبی ﷺ کا یہ اندازِ مزاح تھا جس سے کسی کی دل آزاری نہ ہوتی تھی۔اور صحابہ ؓ بھی اسی طرح ادب واحترام کا لحاظ رکھتے ہوئے شائستہ مزاح فرمالیتے۔ورنہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ ''اپنے بھائی کے ساتھ ایسا مزاح نہ کرو جس سے اسے ایذا پہنچے اور ایسا وعدہ نہ کرو جو وفا نہ کر سکو۔''

ایک کامیاب معلم اپنے شاگردوں کو اکتاہٹ کا شکار نہیں ہونے دیتا اور ہمیشہ ان کی دلچسپی کا کوئی نہ کوئی سامان فراہم کرتا رہتا ہے۔نبی ﷺ سے بڑھ کر کس کی تدریس مؤثر ہو سکتی ہے۔چنانچہ آپ ﷺ کبھی کبھار شائستہ مزاح پیدا کر لیتے تھے جو سراسر خیر پر مبنی ہوتا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا۔ مزاح المومنین خیرا۔مومنین کا آپس میں مزاح باعث خیر ہوتا ہے۔آپ ﷺ نے مزاح اور اچھے ذوق کے بارے میں فرمایا۔تبسمک فی وجہ اخیک صدقة تیرا اپنے بھائی کے

---

۱. جامع ترمذی باب البر والاحسان جلد اول (حدیث نمبر 1887)

Marfat.com

سامنے مسکراتے ہوئے آنا بھی کارِ خیر اور صدقہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ﷺ بھی ہم سے مزاح کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔

(جامع ترمذی کتاب البر و الصلة حديث 1990)

زاہر بن حرامؓ ایک دیہاتی شخص تھا اس سے نبی ﷺ کی بڑی بے تکلفی تھی۔ وہ جب دیہات سے شہر آتا تو وہ آپ کے لیے پھل وغیرہ تحفہ کے طور پر لاتا تھا۔ دیہات کے متعلق آپ ﷺ کے کام بھی کر دیتا اور شہر سے متعلق آپ ﷺ اس کے کام کر دیتے تھے۔ ایک دن وہ بازار میں کچھ سودا بیچ رہا تھا۔ نبی ﷺ نے پیچھے سے جا کر اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے اور پوچھا بتاؤ میں کون ہوں؟ وہ پہلے تو نہ سمجھے پھر تھوڑی دیر بعد جب معلوم ہوا تو فرطِ محبت سے آپ ﷺ کے سینے سے چمٹ گئے۔ نبی ﷺ نے مزاحاً فرمایا کون ہے جو اس کو ہم سے ایک درہم کے بدلے خریدے گا زاہر بن حرامؓ نے کہا! اے اللہ کے رسول ﷺ مجھ سے ناکارہ اور سیاہ فام کو کون خریدے گا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ کی نگاہ میں ناکارہ نہیں۔ [1]

ایک نابینا صحابیؓ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حضور ﷺ میری بخشش ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بھائی اندھے جنت میں نہیں جائیں گے۔ نابینا رونے لگا تو نبی ﷺ نے فرمایا اندھے بینا ہو کر جنت میں جائیں گے۔ جس پر نابینا شخص مسکرانے لگا۔

ان چند واقعات سے نبیؐ کے خوش مزاجی کے پہلو کو واضح کرنا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ حد سے تجاوز کو منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''دل اکتا جاتے ہیں جیسے بدن تھک جاتے ہیں تو اس وقت خوش کن باتوں کو اختیار کرو'' لیکن فرمایا کہ ان میں تجاوز نہ کرو۔

۱۔ مشکوۃ المصابیح جلد دوم باب المزاح فصل دوم (حدیث نمبر 4670)

Marfat.com

آسان سے مشکل کی طرف

آپ نے فطری تقاضوں کے عین مطابق پہلے آسان باتیں بتائیں اور بعد میں مشکلات کا ذکر فرمایا۔ ابتداء ہی میں اگر متعلمین کو مشکل خیالات سے واسطہ پڑے تو وہ اپنی توجہ قائم نہیں رکھ سکتے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے آسان باتوں سے اپنے درس کا آغاز فرمایا۔ جیسے قرآن میں ہے کہ خدا تمہارے لیے آسانیاں پیدا کرنا چاہتا ہے کیونکہ انسان کو ضعیف پیدا کیا گیا ہے۔ انسانی فطرت کے بارے میں خداوند کریم کے اس ارشاد کی روشنی میں ہی انسان کی تعلیم و تربیت ممکن ہے پھر ارشاد باری ہے!

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

(سورہ البقرہ ۱۸۵)

''اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے سختی نہیں چاہتا۔''

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کو جب دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ ان میں سے آسان کو اختیار فرماتے جب تک کہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا۔[1] نماز کو دین کا ستون کہا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے آنکھوں کی ٹھنڈک فرمایا لیکن نبی ﷺ نے اس کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز پڑھاؤ تو اسے مختصر پڑھایا کرو کیونکہ اس میں بیمار، کمزور اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں۔ اور تم میں سے کوئی اکیلے نماز پڑھے تو جتنا جی چاہے لمبی کرے۔[2] حضرت معاذ بن جبلؓ کو تعلیم و تربیت کیلئے یمن بھیجتے وقت آپ ﷺ نے جو حکمت عملی وضع کی تھی وہ بلاشبہ آپ ﷺ کی تجویز کردہ طریقہ ہائے تربیت میں سب سے نمایاں ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیم تھی کہ ساری باتیں بیک وقت نہ بتانا بلکہ رفتہ رفتہ ان تک بات پہنچانا جب وہ ایک بات سمجھ لیں تو دوسری بتانا۔ جب اسے مان لیں تو تیسری اس طرح ایک ایک کر کے انہیں تمام باتیں بتا دینا۔ مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو مشکل میں نہ ڈالا جائے اور نہ ہی سب باتوں کو ایک ہی بار بتا کر سیکھنے کے عمل کو پیچیدہ بنا دیا جائے۔ بلکہ مرحلہ وار معلومات بتائی جائیں۔

---

۱. صحیح مسلم کتاب الفضائل.

۲. صحیح بخاری کتاب المناقب پارہ 14 (حدیث نمبر772)

Marfat.com

پہلے سادہ اور آسان چھوٹی چھوٹی باتیں ذہن نشین کرائی جائیں اور پھر بقیہ معلومات بہم پہنچائی جائیں۔

تربیت بذریعہ تبشیر

نبی ﷺ کے اس انداز سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دین پر عمل کے لیے ابھارنے میں تبشیر کا پہلو بھی سامنے رکھنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے قرآن حکیم کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ

(سورۃ حٰمٓ السجدۃ ۸)

"بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے ان کیلئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔"

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "سچائی کے ساتھ معاملہ کرنے والا امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔"[1]

دورِ ابتلاء و آزمائش میں آپ ﷺ کا گزر حضرت عمار بن یاسرؓ اور ان کے گھر والوں کے پاس سے ہوا۔ جو اس وقت کفار کی اذیتوں کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ ان کو مشکل کی اس گھڑی میں دیکھا تو ہمت افزائی اور بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔

اَبْشِرُوْ آلَ یَاسِر فَاِنَّ مَوْعِدَ کُمُ الْجَنَّةُ

"اے یاسر کے خاندان والو! تمہیں خوشخبری ہو، تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے۔"

مشکوٰۃ المصابیح عن ابوہریرہؓ باب اشراط و الجزاء 17/261 (بحوالہ طبری)

آپ ﷺ پسندیدہ کاموں پر صحابہؓ کی ہمت افزائی فرماتے تھے اور خوشخبری سناتے تھے کہ اس نیک عمل

---

۱. جامع ترمذی مرفوعا (صفحہ نمبر 243)

Marfat.com

کی وجہ سے اگرچہ تمہیں مشکل پیش آ رہی ہے۔ مگر اس کا انجام بہت اچھا ہے۔ ایک بار ایک صحابیؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس کی ہتھیلیوں پر نشان پڑے ہوئے دیکھے تو وجہ معلوم کی۔ اس پر صحابیؓ عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ کسب حلال کے لیے محنت کرنے کی وجہ سے یہ نشانات پڑ گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرطِ محبت میں اس کے ہاتھ چوم لیے اور نیک انجام کی خوشخبری دی۔

حضرت عثمان غنیؓ نے جب جہاد کے لیے ساز و سامان سے لدے کئی اونٹ مجاہدین کیلئے دیئے اور ایک ہزار دینار بھی دیئے تو نبی ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ آپ ان دیناروں کو اپنے ہاتھوں پر اچھال رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ عثمانؓ اب تمہارا کوئی عمل تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔[1] اس داد و تحسین اور خوشخبری سے صحابہؓ کو راہِ حق میں پیش آنے والی تلخیوں میں بھی چاشنی محسوس ہوتی تھی۔

قرآن حکیم نے ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو سختیاں جھیل کر بھی اپنے مؤقف پر قائم رہے۔ ظلم و زیادتی برداشت کرتے رہے مگر نبی ﷺ کا دامن نہ چھوڑا۔ قیامت میں ان کیلئے بے شمار نعمتیں ہوں گی۔

وَجَزٰهُمۡ بِمَا صَبَرُوۡا جَنَّةً وَّحَرِيۡرًا ۙ مُّتَّكِـِٕيۡنَ فِيۡهَا عَلَى الۡاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوۡنَ فِيۡهَا شَمۡسًا وَّلَا زَمۡهَرِيۡرًا ۚ وَدَانِيَةً عَلَيۡهِمۡ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتۡ قُطُوۡفُهَا تَذۡلِيۡلًا ۚ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَـكُمۡ جَزَآءً وَّكَانَ سَعۡيُكُمۡ مَّشۡكُوۡرًا ۚ

(سورہ الدھر ۱۲ تا ۱۴ ۔ ۲۲)

''اور اس بات کے عوض کہ انہوں نے صبر کیا ہے (رہنے کو) جنت اور (پہننے کو) ریشمی پوشاک عطا کرے گا۔ یہ لوگ اس میں تختوں پر تکیہ لگائے۔ بیٹھے

۱. جامع ترمذی باب المناقب نمبر 28 (حدیث نمبر 1558)

Marfat.com

ہوں گے نہ وہاں کی دھوپ کی تپش پائیں گے اور نہ ہی سردی کی شدت۔ اور جنت کے درختوں کے سائے ان پر جھک رہے ہوں گے اور ان کے (میووں کے) گچھے جھک کر لٹک رہے ہوں گے۔ اور (خدام) ان کے گرد چاندی کے برتن اور (صاف ستھرے) شیشے کے گلاس لیے پھرتے ہوں گے۔ اور شیشے بھی چاندی کے (بنے) ہوں گے جنہیں انہوں نے ٹھیک ٹھیک اندازہ سے بھرا ہوگا۔ اور انہیں وہاں (شراب طہور کے) ایسے جام پلائے جائیں گے جن میں زنجبیل کی آمیزش ہوگی۔ زنجبیل اسی (جنت) میں ایک ایسا چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل رکھا گیا ہے۔ بیشک تمہارا یہ صلہ ہوگا اور تمہاری محنت مقبول ہوگی۔"

ان آیات میں مشکلات اور مصائب میں ثابت قدم رہنے والوں کیلئے انعام واکرام کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ اس کام کو زیادہ بہتر انداز میں کرتا ہے جب اس کو معاوضے یا فوائد و ثمرات کا علم ہو۔

نبی ﷺ موسم حج میں باہر سے آنے والے وفود سے ملاقات کرتے۔ شرک سے منع کرتے آخرت کا خوف دلاتے اور ساتھ یہ فرماتے کہ اگر تم یہ دعوت قبول کرلو تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ سارا عرب تمہارے زیرِ نگین ہوگا اور عجم پر تمہاری حکمرانی ہوگی۔ (ابن سعد)

غزوہ احزاب کے موقع پر نبی ﷺ اپنے صحابہؓ کے ساتھ خندق کھود رہے تھے۔ جب ایک سخت چٹان آئی تو صحابہؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ اس مقام پر تشریف لائے اور بسم اللہ کہہ کر کدال سے ایک ضرب لگائی تو چٹان کا پتھر ٹوٹ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے ملک شام کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ واللہ میں اس وقت وہاں کے سرخ محلوں کو دیکھ رہا ہوں پھر دوسری ضرب لگائی تو ایک دوسرا ٹکڑا کٹ گیا اور فرمایا اللہ اکبر مجھے فارس دیا گیا ہے واللہ میں اس وقت مدائن کا محل دیکھ رہا ہوں۔ تیسری ضرب سے جب چٹان کا بقیہ حصہ بھی ٹوٹ گیا تو فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی

Marfat.com

ہیں۔ واللہ میں اس وقت یہاں سے صنعا کے پھاٹک دیکھ رہا ہوں۔[1]

آپ ﷺ نے نہ صرف یہ کہ آخرت کی زندگی میں انعام واکرام کی خوشخبری دی بلکہ اکثر اوقات مختلف لوگوں کو انعام واکرام سے نوازتے تھے۔ جو کسی قبیلے کا سربراہ یا سردار ہوتا اس کو اس کی حیثیت کے مطابق عطا فرماتے تا کہ قبیلہ میں اس کی عزت افزائی ہو۔ مثلاً ایک بار نبی ﷺ کے پاس عبدالقیس کا وفد آیا جو تقریباً بیس افراد پر مشتمل تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں خوش آمدید کہا فرمایا عبدالقیس بھی کیسی اچھی قوم ہے۔ لوگوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم میں سے عبداللہ الاشج کون ہے۔ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں ہوں۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو انعامات دینے کا حکم دیا اور عبداللہ کو سب سے زیادہ دیا۔

تربیت بذریعہ خوف

پیار محبت کے ساتھ ساتھ بعض اوقات معلم کو خوف اور ڈر کی کیفیت بھی پیدا کرنا ہوتا ہے۔ مستقبل کا خوف، آخرت کا خوف، اللہ کی ناراضگی اور لوگوں کی نظروں سے گر جانے کا خوف۔ معلم کامل نبی ﷺ کبھی کبھی ڈرانے کا انداز بھی اختیار فرماتے تھے۔

> ''حضرت رفاعہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے۔ سوائے ان تاجروں کے جنہوں نے اپنی تجارت میں تقویٰ اختیار کیا اور نیکی اختیار کی اور سچائی کے ساتھ معاملہ کیا۔[2]''
>
> حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک شخص قیامت کے دن لایا جائے گا اور آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اس کی

---

۱. السیرہ النبویہ. ابن کثیر

۲. مشکوٰۃ المصابیح عن عبید بن رفاعۃؓ (صفحہ نمبر 244)

Marfat.com

انتڑیاں آگ میں نکل پڑیں گی۔ وہ انہیں آگ میں اس طرح لیے پھرے گا جس طرح گدھا اپنی چکی میں پھرتا ہے۔ تو دوسرے جہنمی لوگ اس کے پاس اکٹھے ہوں گے اور پوچھیں گے۔ اے فلاں تیرا یہ کیا حال ہے؟ کیا تو دنیا میں ہمیں نیکیوں کی تلقین نہیں کرتا تھا اور برائیوں سے نہیں روکتا تھا؟ وہ شخص کہے گا۔ میں تمہیں تو نیکیوں کی تلقین کرتا تھا مگر خود اس کے قریب نہیں جاتا تھا اور تمہیں برائیوں سے روکتا تھا مگر خود وہی کچھ کرتا تھا۔

صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ الفتنة من المشرق.

(حدیث نمبر 1978)

تربیت بصورت تدریجی عمل

تدریج کا مطلب ہے قدم بقدم آگے بڑھنا۔ جیسے جیسے استعداد بڑھتی جائے۔ ویسے ویسے ذمہ داری بڑھا دینا۔ قرآن حکیم نے شراب کو یکدم حرام نہیں قرار دے دیا بلکہ تدریجاً حرام کیا گیا۔ سب سے پہلے فرمایا!

یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ ط قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ز وَاِثْمُهُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ط (سورہ البقرہ ۲۱۹)

"یعنی (لوگ) آپ سے شراب اور قمار کی بابت پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ ان میں بڑا گناہ ہے۔ اور لوگوں کیلئے فائدے بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے فائدہ سے کہیں بڑھا ہوا ہے۔"

کچھ لوگوں نے تو اس کے بعد شراب کو چھوڑ دیا۔ مگر ذہن سازی کی مزید ضرورت تھی لہٰذا فرمایا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی.

(سورہ النساء ۴۳)

Marfat.com

''یعنی اے ایمان والو نماز کے قریب نہ جاؤ اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو۔''

اب نماز جیسی نعمت کا چھن جانا کسی کو بھی اچھا نہ لگتا تھا۔ لہٰذا اکثر نے نشہ چھوڑ دیا۔ مگر اس کے بعد واضح حکم آ گیا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝

(سورہ المائدہ ۹۰)

''یعنی اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندی باتیں ہیں شیطان کے کام سو ان سے بچو تا کہ فلاح پاؤ۔''

نبی ﷺ کو عرب کے نظام زندگی میں پورا اسلامی انقلاب لانے کیلئے دس سال لگے تھے چند سالوں تک شراب نوشی ہوتی رہی سود لیا جاتا رہا۔ جاہلیت کا قانون میراث چلتا رہا پرانے قانون نکاح و طلاق جاری رہے۔ لیکن بتدریج آپ ﷺ نے تمام برائیوں کو نکالا۔ تعلیم و تبلیغ کا کام کرنیوالوں کو بھی یہی ہدایت فرمائی کہ فوراً دین کے سارے تقاضے لوگوں کے سامنے نہ رکھ دیں بلکہ لمحہ بہ لمحہ بتدریج انہیں دین کی باتیں سکھائی جائیں۔

تربیت بذریعہ قصہ گوئی

قصہ گوئی ایک ایسا فن ہے جس میں غیر محسوس انداز میں تعلیم دی جا سکتی ہے اور اس طرح انسان اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا۔ نبی ﷺ کی تعلیم کا انداز مختلف النوع تھا۔ آپ ﷺ بچوں کو پیار سے قصے سنایا کرتے تھے۔ بعض دفعہ یہ کہانیاں طویل بھی ہوتی تھیں۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے قصہ سنایا تو قصہ سننے والوں نے کہا یہ تو خزاقہ جیسا ہے۔ عرب میں خزاقہ ایک روایتی شخصیت تھی۔ جس سے بہت سے حیرت انگیز قصے منسوب تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ خزاقہ کی حقیقت کیا تھی۔ اور پھر آپ ﷺ نے خزاقہ کی روایتی شخصیت کا قصہ سنایا کہ بنو غدرہ کے آدمی اس جن کو پکڑ کر لے گئے تھے۔

Marfat.com

اور کچھ عرصہ کے بعد واپس چھوڑ گئے۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو ام زرع کی کہانی سنائی۔ اس میں گیارہ عورتیں اپنے خاوند کا کردار پیش کرتی ہیں۔ ان میں ایک خاتون اپنے خاوند کا خوبصورت کردار پیش کرتی ہے۔ اختتام پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے ایسا ہوں جیسا کہ ابوزرع ام زرع کے لیے تھا۔[1]

قرآن مجید نے گذشتہ اُمتوں کے قصے نقل کیے ہیں مثلاً موسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کا قصہ بیان کیا ہے۔ جو عبرت آموز ہیں۔ فارغ اوقات میں اس طرح کے قصے بیان کر کے گذشتہ تاریخ سے آگاہی کروائی جاسکتی ہے یا کچھ صداقت پر مبنی قصے سنا کر رویوں میں تبدیلی پیدا کی جاسکتی ہے۔ مثلاً حضرت یوسفؑ کا قصہ۔ قرآن مجید نے انتہائی اختصار کے ساتھ قصوں کی تربیتی تاثیر کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ط

(سورہ یوسف ۱۱۱)

"یعنی بے شک ان قصوں میں سمجھداروں کے لیے عبرت ہے۔"

آپ ﷺ محض تفریح طبع کے لیے قصے بیان نہیں کرتے تھے بلکہ بعض اہم پہلوؤں کو ذہن نشین کرنے کیلئے قصے کا سہارا لیا کرتے تھے۔ اور انسان کے جذبۂ عمل کو بیدار کرتے تھے احادیث میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ ایک بار نبی ﷺ نے یوں واقعہ سنایا۔ بنی اسرائیل کے تین آدمی تھے۔ وہ ایک سفر کے لیے نکلے رات گزارنے کے لیے انہیں ایک غار میں پناہ لینا پڑی۔ جب وہ غار میں داخل ہو گئے تو پہاڑ کے اوپر سے ایک چٹان گری اور دروازہ پر آکر رک گئی۔ جس کی وجہ سے دروازہ بند ہو گیا۔ انہوں نے پریشان ہو کر کافی غور و فکر کے بعد کہا کہ اپنے نیک اعمال کے توسط سے اپنے لیے نجات کی دعا کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہماری نجات کا اب صرف یہی ایک راستہ ہے چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا!

۱۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب 112 (حدیث نمبر 173)

Marfat.com

اے خدا میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میرا یہ معمول تھا کہ اپنی بکریوں کا دودھ ان سے پہلے کسی کو نہیں پلاتا تھا۔ نہ اپنے بال بچوں کو اور نہ غلام باندی کو ایک روز جب میں بکریوں کو چرانے لے گیا تو چارہ کی تلاش میں بہت دور نکل گیا جس کی وجہ سے واپسی میں مجھے دیر ہو گئی۔ چنانچہ جب گھر واپس آیا تو والدین سو چکے تھے میں نے دودھ دوہا۔ مگر یہ پسند نہ کیا کہ والدین سے پہلے کسی کو پلاؤں اس لیے میں ہاتھ میں پیالہ لیے وہیں کھڑا رہا تا کہ ان کے بیدار ہونے پر دودھ ان کو پیش کر دوں۔ میرے بچے میرے پاؤں کے پاس شدت سے رو رہے تھے۔ مگر میں نے یہ فیصلہ کر رکھا تھا کہ ان کی بیداری سے پہلے کسی کو دودھ نہیں پلاؤں گا۔ میں ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو میں نے ان کو دودھ پیش کیا۔ اے خدا اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کے لیے کیا ہو تو اس چٹان کی وجہ سے جو مصیبت ہم پر آئی ہے اس کو دور فرما دے۔ اس کے بعد غار کے منہ سے چٹان تھوڑی سی کھسک گئی۔ مگر وہ اس سے نکل نہیں سکتے تھے۔ اب دوسرے نے دعا کی۔

اے اللہ! میری ایک چچازاد بہن تھی جو مجھے محبوب تھی۔ ایک مرد عورت سے جتنی زیادہ محبت کر سکتا ہے اتنی ہی محبت مجھے اس سے تھی۔ چنانچہ میں نے اس سے لطف اندوز ہونے کا ارادہ کر لیا۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ وہ خشک سالی کا شکار ہو گئی۔ وہ دستِ سوال دراز کرتے ہوئے میرے پاس آئی۔ میں نے اس شرط کے ساتھ اس کو 120 دینار دینے کا وعدہ کر لیا کہ وہ اپنے آپ کو میری خواہش نفس کی تکمیل کے لیے میرے حوالے کر دے۔ اس شرط پر اس نے رضامندی ظاہر کر دی۔ میں نے دینار اس کے حوالے کر دیئے۔ اور اس نے اپنے وجود کو میرے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد میں پوری طرح تیار ہو گیا۔ میں نے برائی کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو ان الفاظ کے سنتے ہی میں اس سے الگ ہو گیا حالانکہ وہ مجھے سب سے زیادہ پیاری تھی اور میں اس پر پوری طرح قادر تھا۔ اے خدا اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کیلئے کیا ہے تو ہم جس مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں اس سے نجات دلا دے چنانچہ چٹان تھوڑی سی اور کھسک گئی لیکن اب بھی اس سے نکل نہیں سکتے تھے۔

Marfat.com

اب تیسرے شخص نے دعا کی!

اے خدا! ایک بار میں نے کچھ مزدوروں کو اجرت پر رکھا۔ جب کام ختم ہو گیا تو میں نے ان کی مزدوری ان کے حوالے کر دی۔ البتہ ایک مزدور مزدوری لیے بغیر چلا گیا۔ میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگا دیا۔ کاروبار بہت فائدہ بخش ثابت ہوا۔ اور یہ معمولی سی مزدوری بڑھتے بڑھتے بہت بڑے سرمائے میں تبدیل ہو گئی۔ ایک مدت کے بعد وہ میرے پاس آیا اور اس نے اپنی مزدوری طلب کی میں نے اس سے کہا کہ تم جو یہ بکریاں گائیں اور غلام دیکھ رہے ہو۔ سب تمہاری مزدوری ہے۔ جاؤ یہ سب کچھ لے جاؤ۔ اس کو یقین نہ آیا۔ اس نے سمجھا کہ میں مذاق کر رہا ہوں مجھے آپ صرف میری مزدوری دے دیں۔ میں اس وقت سخت ضرورت مند ہوں میں نے اس سے کہا کہ میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ چنانچہ اس نے وہ سب مال و متاع لے لیا اور کچھ نہیں چھوڑا۔ اے اللہ اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا ہے تو اس مصیبت سے ہم کو نجات دے۔ چنانچہ وہ چٹان مزید کھسکی اور غار کا منہ کھل گیا یہ تینوں مسافر باہر نکل آئے۔ اور چلتے بنے۔[1]

تربیت بذریعہ اظہار ناپسندیدگی

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ دروازے پر پہنچ کر ان سے ملاقات نہ فرمائی اور واپس آ گئے۔ حالانکہ آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب کبھی کسی سفر سے واپس آتے تو اپنی بیٹی کے گھر ضرور جاتے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے دروازے پر منقش رنگین پردہ لٹکا رکھا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ گھر آئے تو حضرت فاطمہؓ کو غمگین دیکھ کر وجہ پوچھی، انہوں نے بتایا کہ نبی ﷺ ہمارے ہاں آئے لیکن دروازے ہی سے لوٹ گئے اور میرے پاس نہیں آئے۔ یہ سن کر حضرت علیؓ حضور ﷺ کی خدمت

ا۔ صحیح بخاری باب من استاجر اجیر افترک اجرہ، جلد اول (حدیث نمبر 2127)

Marfat.com

میں حاضر ہوئے اور عرض کیا! اے اللہ کے رسول ﷺ فاطمہؓ کو اس بات کا بہت غم ہے کہ آپ ﷺ ہمارے ہاں آئے اور فاطمہؓ سے نہیں ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا حضرت علیؓ نے واپس آ کر فاطمہؓ کو بتایا۔ حضرت علیؓ سے کہا جایئے اور اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھئے کہ پردے کے بارے میں کیا حکم ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا جاؤ اور فاطمہؓ سے کہو کہ اس پردے کو فلاں گھر بھیج دے۔

دروازے پر اگرچہ پردہ لٹکانا شرعاً ناجائز نہیں۔ لیکن دنیا کی طرف رغبت کا پہلو نکلتا تھا اور نبی ﷺ کے گھرانہ کو تو قیامت تک ایک مثال اور نمونہ بننا تھا۔ اس لیے اس عمل کو ناپسند فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں میں ایک غلام کو مار رہا تھا۔ پیچھے سے کسی کہنے والے کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا ابو مسعود جان لو، ابو مسعود جان لو میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو نبی ﷺ کھڑے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی تو غلام پر رکھتا ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کے بعد غلام کو کبھی نہیں مارا۔[1]

اسلام لوگوں کیلئے بار نہیں بلکہ سکون و راحت کا سبب ہے۔ اس نقطۂ نظر کو نبی ﷺ اپنے اصحابؓ کی تربیت کے سلسلہ میں ہر وقت ملحوظ رکھتے تھے۔ جب بھی آپ کو معلوم ہوتا ہے کہ کہیں پر اعتدال سے تجاوز ہو رہا ہے تو آپ اس کو روک لیتے تھے۔ ایک بار حضرت معاذ بن جبلؓ نے لوگوں کو نماز پڑھاتے وقت لمبی قرأت کی۔ کسی نمازی نے نبی ﷺ سے شکایت کر دی، آپ ﷺ نے معاذ بن جبلؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ''اے معاذ تم لوگوں کو آزمائش میں ڈال دیتے ہو'' آپ نے ناپسندیدگی کے لیے ان الفاظ کو تین بار دہرایا۔[2]

تربیت بذریعہ شدت اور سختی

نبی ﷺ کی ذات گرامی سراپا محبت تھی۔ آپ ﷺ معافی دینے والے اور درگزر کرنے والے

---

۱. جامع ترمذی باب البر و الصلة باب النبی عن الضرب الخدام و شتم

۲. صحیح بخاری باب تخفیف الامام فی القیام و اتمام الرکوع و اسجود (حدیث نمبر 702)

Marfat.com

تھے۔ یہاں تک کہ جانی دشمنوں تک کو معاف کر دیا۔ اسلام کے بڑے بڑے دشمن جب معافی کی غرض سے در اقدس پر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے معاف فرمایا۔

لیکن اس کے باوجود اصلاح اور تربیت کیلئے ترک تعلق بھی کیا، اظہار ناراضگی بھی فرمائی اور تیور بھی بدلے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی ذات کیلئے کبھی کسی سے کوئی انتقام نہیں لیا۔ مگر حدود اللہ کی پامالی پر۔ اگر اللہ کی حدود کو پامال کیا جاتا تو آپ سخت غضب ناک ہو جاتے۔

ایک موقع پر جب ایک عورت نے چوری کی جو بڑے خاندان سے تعلق رکھتی تھی تو کچھ لوگ سفارش لیکر نبی ﷺ کے پاس آئے تا کہ اس پر حد جاری نہ کی جائے۔ آپ ﷺ نے سنا تو سخت غضبناک ہوئے اور فرمایا!

تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک کر دیئے گئے کہ جب ان میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو وہ اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے، خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اسکا بھی ہاتھ کاٹتا۔ [1] غصہ اگرچہ مذموم فعل ہے اور قرآن و حدیث میں اس کی مذمت کی گئی ہے۔ اور غصہ پی جانے کو نیکی قرار دیا گیا ہے۔ مگر بعض حالات میں تربیت کرنے والے کیلئے اظہار غصہ و ناراضگی ناگزیر ہو جاتا ہے جیسے تقدیر کے مسئلہ پر جھگڑنے والوں پر آپ نے سخت غصہ فرمایا اور اسے ہلاکت کا سبب بتایا۔

اس طرح نبی ﷺ نے تربیت اولاد کے سلسلہ میں فرمایا کہ اگر بچے 10 سال کی عمر میں بھی نماز نہ پڑھیں تو انہیں تنبیہ کریں اور سزا دیں۔

قرآن کریم نے تین صحابہؓ کا واقعہ بیان فرمایا۔ جو جنگ تبوک میں شرکت نہ کر سکے تھے۔ ان میں حضرت کعب بن مالکؓ، ہلال بن امیہؓ اور مرارہ بن ربیعؓ تھے۔ جنگ میں شرکت نہ کر سکنے کیلئے ان کے پاس کوئی دلیل شرعی بھی موجود نہ تھی۔ نبیؐ نے اس پر سخت نوٹس لیا۔ جس کی تفصیل حضرت کعبؓ بن مالک خود سناتے ہیں۔

---

1. صحیح بخاری اقامة الحدود علی الشریف و الوضیع (حدیث 1692)

Marfat.com

غزوہ تبوک کی تیاری کے زمانے میں نبی کریم ﷺ جب کبھی مسلمانوں سے شرکت جنگ کی اپیل کرتے تھے۔ میں اپنے دل میں ارادہ کرلیتا تھا کہ چلنے کی تیاری کروں گا۔ مگر پھر واپس آکر سستی کر جاتا تھا اور کہتا تھا کہ ابھی کیا ہے جب چلنے کا وقت آئے گا تو تیار ہونے میں کیا دیر لگتی ہے۔ اس طرح بات ٹلتی رہی۔ یہاں تک کہ لشکر کی روانگی کا وقت آگیا اور میں تیار نہ تھا۔ میں نے دل میں سوچا لشکر کو چلنے دو۔ میں ایک دو روز بعد رستہ ہی میں اس سے جا ملوں گا۔ مگر پھر وہی سستی مانع ہوئی حتیٰ کہ وقت نکل گیا۔ اس زمانہ میں جبکہ میں مدینہ میں رہا میرا دل یہ دیکھ کر بے حد کڑھتا تھا کہ میں جن لوگوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا ہوں وہ یا تو منافق ہیں یا وہ ضعیف اور مجبور لوگ ہیں۔ جن کو اللہ نے معذور رکھا ہے۔ جب نبی ﷺ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حسب معمول آپ ﷺ نے مسجد میں آکر دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر لوگوں سے ملاقات کے لیے بیٹھے۔ اس مجلس میں منافقین نے آ آ کر اپنے عذرات لمبی چوڑی قسموں کے ساتھ پیش کرنے شروع کیے۔ یہ 80 سے زائد لوگ تھے۔ حضور ﷺ نے ان میں ایک ایک کی بناوٹی باتیں سنیں۔ ان کے ظاہری عذرات کو قبول کرلیا۔ اور ان کے باطن کو خدا پر چھوڑ کر فرمایا۔ خدا تمہیں معاف کرے پھر میری باری آئی۔ میں نے بڑھ کر سلام کیا آپ ﷺ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا تشریف لائیے۔ آپ کو کس چیز نے روکا تھا۔ میں نے عرض کی ''اللہ کی قسم اگر میں اہل دنیا میں سے کسی کے سامنے حاضر ہوا ہوتا تو ضرور کوئی نہ کوئی بات بنا کر اس کو راضی کرنے کی کوشش کرتا۔ باتیں بنانی تو مجھے بھی آتی ہیں۔ مگر میں آپ ﷺ کے متعلق یقین رکھتا ہوں کہ اس وقت کوئی جھوٹا عذر پیش کر کے میں نے آپ ﷺ کو راضی کر بھی لیا تو اللہ ضرور آپ ﷺ کو مجھ سے پھر ناراض کر دے گا۔ البتہ اگر سچ کہوں تو چاہے آپ ناراض ہی کیوں نہ ہوں مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ میرے لیے معافی کی کوئی صورت پیدا فرما دے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے جسے پیش کرسکوں میں جانے پر پوری طرح قادر تھا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا ''یہ شخص ہے جس نے سچی بات کی'' اچھا اٹھ جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے معاملہ میں کوئی فیصلہ کرے۔ میں اٹھا اور اپنے قبیلے کے لوگوں میں جا بیٹھا۔ جہاں سب کے سب میرے

Marfat.com

پیچھے پڑ گئے۔ اور مجھے بہت ملامت کی کہ تو نے کوئی عذر کیوں نہ کر دیا۔ یہ باتیں سن کر میرا نفس بھی کچھ آمادہ ہونے لگا کہ میں پھر حاضر ہو کر کوئی بات بنا دوں۔ مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ دو اور صالح آدمیوں نے بھی وہی سچی بات کہی جو میں نے کہی ہے تو مجھے تسکین ہو گئی اور میں اپنی سچائی میں جما رہا۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے عام حکم دے دیا کہ ہم تینوں آدمیوں سے کوئی بات نہ کرے وہ دونوں تو گھر بیٹھ گئے مگر میں گھر سے نکلتا تھا۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ بازاروں میں چلتا پھرتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سرزمین بالکل بدل گئی ہے۔ میں یہاں اجنبی ہوں۔ اور اس بستی میں کوئی بھی میرا واقف کار نہیں۔ مسجد میں نماز کے لیے جاتا تو حسب معمول نبی ﷺ کو سلام کرتا۔ مگر بس انتظار ہی کرتا رہ جاتا کہ جواب کے لیے آپ ﷺ کے ہونٹ جنبش کریں۔ نماز میں نظریں چرا کر حضور ﷺ کو دیکھتا کہ آپکی نگاہیں مجھ پر کیسی پڑتی ہیں۔ مگر وہاں حال یہ تھا کہ جب تک میں نماز پڑھتا آپ ﷺ میری طرف دیکھتے رہتے اور جہاں میں نے سلام پھیرا کہ آپ ﷺ نے میری طرف سے نظر ہٹالی۔ ایک روز میں گھبرا کر اپنے چچازاد بھائی اور بچپن کے یار ابو قتادہؓ کے پاس گیا۔ اور ان کے باغ کی دیوار پر چڑھ کر انہیں سلام کیا۔ مگر اس اللہ کے بندے نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ میں نے کہا ابو قتادہؓ میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا میں خدا ورسول سے محبت نہیں رکھتا۔ وہ خاموش رہے میں نے پھر پوچھا۔ وہ پھر خاموش رہے۔ تیسری بار جب میں نے قسم دیکر یہی سوال کیا تو انہوں نے بس اتنا کہا کہ ''اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں''۔ اس پر میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور میں دیوار سے اتر آیا۔ انہی دنوں ایک دفعہ بازار سے گزر رہا تھا کہ شام کے قبطیوں میں سے ایک شخص مجھے ملا اور اس نے شاہ غسان کا خط حریر میں لپٹا ہوا مجھے دیا۔ میں نے کھول کر پڑھا تو اس میں لکھا تھا ''ہم نے سنا ہے کہ تمہارے صاحب نے تم پر ستم توڑ رکھا ہے تم کوئی ذلیل آدمی نہیں ہو نہ اس لائق ہو کہ تمہیں ضائع کیا جائے۔ ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہاری قدر کریں گے۔ میں نے کہا یہ ایک اور بلا نازل ہوئی اور اسی وقت اس خط کو چولہے میں جھونک دیا۔

Marfat.com

چالیس دن اس حالت میں گزر چکے تھے کہ نبی ﷺ کا قاصد حکم لیکر آیا کہ اپنی بیوی سے بھی علیحدہ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا کیا طلاق دے دوں۔ جواب ملا نہیں بس الگ رہو۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ اس معاملہ کا فیصلہ نہ کر دے۔

پچاسویں دن صبح کی نماز کے بعد میں اپنے مکان کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا کہ یکا یک کسی شخص نے پکارا کر کہا ''مبارک ہو کعب بن مالک'' میں یہ سنتے ہی سجدہ میں گر گیا اور میں نے جان لیا کہ میری معافی کا حکم ہو گیا ہے۔ پھر فوج در فوج لوگ بھاگے چلے آرہے تھے اور ہر ایک مجھ کو مبارک دے رہا تھا کہ تیری توبہ قبول ہو گئی۔ میں اٹھا اور سیدھا مسجد نبوی ﷺ کی طرف چلا۔ دیکھا کہ نبی ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے دمک رہا ہے۔ میں نے سلام کیا تو فرمایا تجھے مبارک ہو یہ دن تیری زندگی میں سب سے بہتر ہے۔ میں نے پوچھا یہ معافی حضور ﷺ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے؟ فرمایا خدا کی طرف سے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری توبہ میں یہ بھی شامل ہے کہ میں اپنا سارا مال خدا کی راہ میں صدقہ کر دوں۔ فرمایا کچھ رہنے دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے اس ارشاد کے مطابق خیبر کا حصہ رکھ لیا باقی سب صدقہ کر دیا۔ پھر میں نے خدا سے عہد کیا کہ جس راست گفتاری کے صلہ میں اللہ نے مجھے معافی دی ہے اس پر تمام عمر قائم رہوں گا۔[1]

تالیف قلب کے ذریعے تربیت

تالیف قلب کے معنی ہیں، دل جوئی کرنا یعنی جس شخص کو اسلام کی طرف مائل کرنا ہو۔ یا نو وارد مسلمان کو اسلام پر پختہ کرنا مطلوب ہو تو اس کے ساتھ لطف و کرم، امداد اور ہمدردی کا سلوک کیا جائے۔ نبی ﷺ نے اکثر موقعوں پر اہل مکہ سمیت بہت سے لوگوں کو اس طریقہ سے اسلام کی طرف

ا۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن کعب بن مالکؓ (حدیث نمبر 1539)

Marfat.com

مائل کیا اور وہ ایمان لائے۔ مثلاً جنگ حنین میں بہت سا مال اسباب مسلمانوں کے ہاتھ لگا جن میں 6 ہزار قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں، چار ہزار اوقیہ چاندی تھی۔ نبی ﷺ نے اس سب کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر اس مال کو آپ نے ان لوگوں میں تقسیم کیا جن کی گردنیں دوبارہ حق کے خلاف کبھی نہ اٹھ سکیں۔

آپ ﷺ نے ابوسفیانؓ اور ان کی اولاد کو 300 اونٹ اور 120 اوقیہ چاندی دی۔ صفوان بن امیہؓ کو 100 اونٹ دیئے۔ اقرع بن حابسؓ، عینیہ بن حصنؓ اور مالک بن عوفؓ کو 100، 100 اونٹ دیئے۔ جنہوں نے تھوڑے عرصہ قبل ہی اسلام قبول کیا تھا۔

(طبقات ابن سعد)

اسی طرح حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کثیر تعداد میں بکریوں کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے اسے عطا کر دیں۔ وہ شخص واپس اپنے قبیلے میں آیا تو کہنے لگا۔ اے میری قوم کے لوگو! مسلمان ہو جاؤ محمد اتنا دیتے ہیں کہ پھر محتاجی کا ڈر نہیں رہتا۔[1]

تالیف قلب کے جن مختلف طریقوں کو نبی ﷺ نے تعلیمی و تربیتی عمل میں شامل فرمایا ان میں مالی معاونت کے علاوہ دوسرے طریقے بھی تھے۔ مثلاً مکتوبات نبوی ﷺ کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے مختلف سلاطین و امراء کو نہایت شائستہ اور احترام کے ساتھ مخاطب فرمایا۔ آپ ﷺ کے پاس اہل کتاب اور مشرکین کے وفود آتے تو انہیں مسجد نبوی ﷺ میں ٹھہراتے اور ان کو ان کے مذہبی طور طریقوں کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت دیتے۔ نجران کا وفد جو 60 افراد پر مشتمل تھا۔ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے انہیں مسجد میں ٹھہرایا۔ وہ آپ کے اخلاق کریمانہ اور تعلیمات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔[2]

ا. مشکوٰۃ المصابیح باب فی اخلاقہ و شمائلہ ﷺ فصل اول

ا. مختصر سیرت رسول ﷺ شیخ عبداللہ بن الشیخ محمد بن عبدالوھاب (بحوالہ ابن اسحاق)

Marfat.com

تربیت گاہِ نبویؐ میں وفود کی تربیت

غزوہ تبوک کا نتیجہ تمام جزیرہ عرب میں اسلام کے اثر ونفوذ کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ قرب و جوار سے اور ملک کے ہر حصے سے سن 10 ھ میں اس قدر وفود آئے کہ اس سال کا نام عام الوفود پڑ گیا۔ وفد بجیلہ میں 150 وفد نخع میں 200 اور مزینہ میں چار سو نفر تھے اس طرح دیگر وفود میں مختلف تعداد کے افراد ہوتے تھے۔ اور ان کی آمد دین سیکھنے کے لیے تھی۔ اس لیے وہ لوگ بھی مجلس نبوی ﷺ میں شریک ہوتے تھے۔

قبیلہ عبدالقیس کا وفد بحرین سے خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور ارکانِ وفد نے بیان کیا کہ ہم دور دراز مقام سے آ رہے ہیں ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان قبیلہ مضر کے کفار رہتے ہیں اس لیے ہم اشہر حرام ہی میں آپ ﷺ کے پاس آ سکتے ہیں۔ آپ ﷺ ہمیں دین کی باتیں بتائیں تا کہ ہم ان تعلیمات کو اپنے یہاں والوں کو بتائیں اور جنت میں داخل ہوں۔

وفد عبدالقیس کے آنے سے قبل ہی نبی ﷺ نے خبر دے دی تھی کہ مشرکین عبدالقیس کا وفد آ رہا ہے۔ اس پر کوئی جبر نہیں کیا گیا بلکہ برضا ورغبت دائرہ اسلام میں داخل ہوگا نبی ﷺ نے اس قبیلہ کے لیے مغفرت کی دعا بھی فرمائی۔

وفود کی آمد پر مدینے میں بڑی رونق ہو جاتی تھی۔ نبی ﷺ اور صحابہ کرامؓ ان کا استقبال فرمایا کرتے تھے۔ ان کی بہترین میزبانی کا بندوبست فرماتے تھے۔ ان کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔

بنو ثقیف کے وفد کو نبی ﷺ نے مسجد نبوی ﷺ میں ٹھہرایا۔ خیمے لگائے گئے تا کہ وہ قرآن سنیں اور لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھیں۔

وفد غامد جنت البقیع کے علاقہ میں اترا اور ابی بن کعبؓ سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔ نبی ﷺ سے ابو ثعلبہؓ نے ملاقات کی اور عرض کیا کہ انہیں ایسے شخص کے ہاں بھیج دیں جو انہیں اچھی

Marfat.com

طرح تعلیم دے تو نبی ﷺ نے انہیں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح ؓ کے پاس بھیج دیا اور فرمایا "میں نے تمہیں ایسے آدمی کے پاس بھیجا ہے جو تمہیں اچھی تعلیم دے گا اور ادب سکھائے گا۔

وفد دوس میں ابو ہریرہ ؓ بھی تھے اسے نبی نے حرۃ الدجاج میں ٹھہرایا۔ وفد بلی کو آپ ﷺ نے بنی جدیلہ کے علاقے میں ایک مکان میں ٹھہرایا۔

یہ بیرونی طلبہ یعنی وفود عرب کے افراد وارا کین عام طور پر دار رملہ بنت حارث بن ثعلبہ انصاریہ میں ٹھہرائے جاتے تھے اسے دار الضیافہ کہا جاتا تھا۔ یہ مکان بہت بڑا تھا بنو قریظہ کے چھ سو قیدی اس میں رکھے گئے تھے۔ بیرونی طلبہ کا یہی دار الاقامہ تھا۔ اس میں وفد تجیب، وفد بنی محارب، وفد خولان، وفد بنی کلاب وفد غسان، وفد بجیلہ، وفد مدلج اور وفد نخع وغیرہ ٹھہرائے گئے تھے۔

وفد کندہ کے ساتھ حضر موت کا وفد بھی تھا جس میں یمن کے شاہی خاندان کے لوگ بھی تھے ان میں وائل بن حجر کندی بھی تھے۔ نبی ﷺ نے ان کے شایان شان انتظام فرمایا۔ حضرت معاویہ ؓ کو میزبانی کے فرائض سونپے گئے۔ آپ ؐ نے انہیں حرہ کے علاقے میں ٹھہرایا۔ (سیرت ابن ہشام)

مسیلمہ کذاب کا روانہ شدہ وفد

کاذب نبی مسیلمہ بن حبیب نے ایک خط دے کر ایک وفد نبی ﷺ کے پاس بھیجا خط کا مضمون یہ تھا:

"اللہ کے رسول مسیلمہ کی جانب سے اللہ کے رسول محمد ﷺ کے نام: السلام علیک اما بعد بلا کسی شک وشبہ کے میں اس معاملے (نبوت) میں تمہارے ساتھ شریک کیا گیا ہوں۔ اس لیے نصف زمین ہمارے لیے ہونی چاہیے اور نصف قریش کے لیے۔ لیکن قریش ایسی قوم ہے جو حد سے تجاوز کرتی ہے۔ نبی ﷺ نے اس کے قاصدوں سے کہا تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا جو وہ کہتا ہے وہی ہم بھی کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم اگر یہ چیز نہ ہوتی کہ قاصدوں کو قتل نہیں کیا جاتا تو میں تم دونوں کی گردنیں تلوار سے اڑا دیتا۔

البتہ مسیلمہ کے بھیجے ہوئے وفد میں وبرہ بن مشہر ؓ حنفی بھی تھے۔ دوسرے ارکانِ وفد نبی ﷺ کا

Marfat.com

خط لیکر واپس چلے گئے مگر وبرہ بن مشہرؓ خدمت نبوی ﷺ میں رہ کر قرآن پڑھتے رہے۔ مشرف اسلام ہوئے۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد اپنی والدہ کے پاس مقام عقر میں چلے گئے۔

نبی ﷺ نے جو خط مسیلمہ کے وفد کے حوالے کیا وہ یہ تھا۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ کے رسول محمد ﷺ کی جانب سے جھوٹے مسیلمہ کے نام جو ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلامتی ہو۔ اما بعد زمین اللہ تعالیٰ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس زمین کا وارث بنا تا ہے۔ اور خدا سے ڈرنے والوں کا ہی انجام ٹھیک ہے۔''

(سیرت ابن ہشام)

تربیت بذریعہ خطبۂ عام

نبی ﷺ نے تعلیم کے فرائض کی ادائیگی کی خاطر اپنی ساری قوتیں، توانائیاں اور صلاحیتیں صرف کر دیں۔ لوگوں کو راہ ہدایت پر لانے کیلئے آپ ﷺ اس قدر پر جوش تھے کہ خدشہ تھا کہ ان کی راہ حق سے دوری کے افسوس میں آپؐ اپنی جان ہلاک کر لیں گے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے!

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ہ

(سورہ فاطر ۸)

''پس آپ کو ان پر غم کھا کھا کر اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالنی چاہیے۔ یہ جو کچھ کر رہے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی آگاہ ہے۔''

نبی ﷺ نے اجتماعی تربیت کے اپنے خطابات میں مسلمانوں کے اندر مطلوب خوبیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اور اسی طرح ناپسندیدہ اعمال کی نشاندہی فرمائی۔

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت کی دعوت دے اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت کی بنیاد پر جنگ کرے اور وہ

Marfat.com

بھی ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی حالت میں مرے۔"[۱]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جب بھی خطبہ دیا اس میں یہ ضرور فرمایا۔ "جس کے اندر امانت نہیں اس کے اندر ایمان نہیں اور جس کو عہد کا پاس نہیں اس کے پاس دین نہیں۔"[۲]

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں نبی ﷺ تیز گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ خطبہ کا انداز آپ ٹھہر ٹھہر کر اور واضح کلام فرماتے تھے۔ کوئی شخص الفاظ شمار کرنا چاہے تو شمار کر سکتا تھا حجۃ الوداع کے خطبہ میں آپ ﷺ ہر جملے کے بعد توقف فرماتے گئے۔ اور ربیعہ بن امیہ بن خلفؓ اس وقفہ میں بلند آواز سے آپ ﷺ کی کہی ہوئی بات کو دہراتے گئے تا کہ مجمع کے تمام لوگ انہیں پوری طرح سن سکیں۔ (واضح رہے کہ اس خطبہ کے دوران لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور ان تک آواز پہنچانے کیلئے دہرانے والے کی خدمات حاصل کی گئیں)[۳]

تربیت بذریعہ نفسیاتی عمل

تدریس اور تربیت کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ مخاطب کی نفسیات اس کے مزاج اور اس کی ذہنی استعداد اور اس کے معاشرتی پس منظر کو سامنے رکھ کر گفتگو کی جائے۔ ورنہ تربیت کا عمل کارگر ثابت نہ ہوگا۔ قرآن کریم اور اسوہ نبوی ﷺ کی تعلیمی و تربیتی حکمت عملی میں اس اصول کی کارفرمائی جا بجا نظر آتی ہے۔

قرآن اور آپ ﷺ کے مخاطب جہاں قریشی و ہاشمی تھے۔ سرداران قبائل تھے۔ ادباء خطباء اور شعراء تھے وہاں ان پڑھ، سادہ اور غلام قسم کے لوگ بھی تھے۔ مگر نبی ﷺ کے طریقہ تعلیم و تربیت میں

---

۱. سنن ابوداؤد جلد چہارم (حدیث نمبر 5121)
۲. صحیح ابن حبان کتاب الایمان (حدیث نمبر 194)
۳. مشکوۃ المصابیح جلد سوم باب فی اخلاقہ و شمائلہ ﷺ فصل دوم (حدیث نمبر 5566/15)

Marfat.com

اتنی لچک اور گنجائش تھی اور انسانی نفسیات کا اتنا لحاظ رکھا گیا تھا کہ ہر طبقے اور ہر طرح کے لوگ مستفید ہوئے۔

نبی ﷺ نے اپنے ماننے والوں کو نصیحت فرمائی کہ!

یَسِّرُوْ اوَلَا تُعَصِّرُوْ وَ بَشِّرُوْا وَلَا تَنَفِّرُوْا[1]

یعنی آسانیاں پیدا کرو لوگوں کیلئے مشکلیں کھڑی نہ کرو۔

انہیں خوشخبری سناؤ کہ دین کے قریب آئیں۔ اپنی کسی بات یا اپنے کسی طرز عمل سے انہیں دین سے متنفر نہ کرو۔"

اس فرمان نبوی ﷺ کی یہی معنویت ہے کہ مخاطب کے سامنے بات اس طور پر رکھی جائے کہ اس کے اندر اس کے لیے رغبت اور میلان پیدا ہو۔ اسے دین سے بیزار اور متنفر نہ کیا جائے۔ فقیہ امت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہفتہ میں صرف ایک دن لوگوں کو تعلیم دیتے تھے لوگوں نے کہا اے ابوعبدالرحمان (آپ کی کنیت تھی) ہم چاہتے ہیں کہ آپ روزانہ ہمیں وعظ ونصیحت فرمائیں۔ آپؓ نے فرمایا میں ایسا کر سکتا ہوں لیکن اس لیے نہیں کرتا کہ لوگ اکتا جائیں گے۔ اور اس طرح جو وقفہ دے کر آپ لوگوں کو وعظ و تذکیر کرتا ہوں تو اس کا مقصد نبی پاک ﷺ کے نقش قدم کی پیروی کرنا ہے۔ نبی ﷺ بھی ہمیں وقفہ وقفہ سے تعلیم وتربیت فرمایا کرتے تھے تا کہ ہم لوگ اکتاہٹ اور بے دلی کا شکار نہ ہوں۔ انسانی نفسیات کی رعایت کی اس سے بہتر کوئی مثال نہیں مل سکتی۔

صلح حدیبیہ بظاہر دب کر کی گئی تھی۔ جس کا اندازہ اس معاہدہ کی شرائط سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ جس کی ایک شرط یہ تھی کہ اگر مکہ کا کوئی شخص اسلام قبول کر لے اور وہ مدینہ چلا جائے تو مسلمان اسے واپس کرنے کے پابند ہوں گے۔ لیکن اگر مکہ سے کوئی مسلمان مدینہ آ جائے گا تو اسے واپس نہ کیا جائے گا۔ اسی طرح چند اور شرائط بھی بظاہر مسلمانوں کے حق میں نہ تھیں۔ ابھی عہد نامہ لکھا ہی جا رہا تھا کہ ابوجندلؓ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے آئے اور کفار مکہ کے مظالم کا تذکرہ کیا نیز

۱۔ صحیح بخاری کتاب العلم باب العلم قبل القول 25/1

Marfat.com

مسلمانوں کے ساتھ مدینہ جانے کی خواہش ظاہر کی۔مگر مشرکین نے سختی سے اس بات کی مخالفت کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تو عہد نامہ مکمل بھی نہیں ہوا۔مگر مشرکین مکہ کے اصرار پر آپ ﷺ نے ابوجندلؓ کو مکہ واپس کر دیا۔ابوجندلؓ بیڑیوں میں جکڑے کہہ رہے تھے اے مسلمانو! میں تمہاری موجودگی میں مشرکین کے پاس جا رہا ہوں۔میری حالتِ زار دیکھو۔

اس موقع پر نوجوان صحابہؓ کے جذبات کیا ہوں گے۔اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔حضرت عمرؓ انہی جذبات کی رو میں بہہ کر نبی ﷺ سے سوال کر بیٹھتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم حق پر نہیں ہیں، کیا دین اسلام سچا دین نہیں ہے، پھر اس قدر دب کر صلح کیوں؟ مگر نبی ﷺ مستقبل کی عظیم کامیابی کو دیکھتے ہوئے ان کے جذبات کو برداشت کرتے ہیں۔اور صحابہؓ سے فرماتے ہیں کہ ''اٹھو اور اپنے جانوروں کو یہیں قربان کر دو۔پھر اپنے سروں کو منڈوا ڈالو'' لیکن کوئی فرد نہ اٹھا آپ ﷺ نے یہ بات تین بار دہرائی مگر پھر بھی کوئی نہ اٹھا تو آپ ﷺ ام سلمہؓ کے پاس گئے اور لوگوں کے طرز عمل کا ذکر فرمایا۔ام المومنینؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ ایسا چاہتے ہیں تو کچھ کہے بغیر چپ چاپ اپنا ہدی کا جانور ذبح کر دیں اور سر منڈوا لیں۔آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔جب صحابہؓ نے دیکھا تو سب نے ایسا ہی کیا۔اور باہم ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے۔آپ ﷺ نے وہ اونٹ ذبح کیا جو کسی زمانے میں ابوجہل کے پاس تھا۔اس کی ناک میں چاندی کا ایک حلقہ تھا۔اس کا مقصد یہ تھا کہ مشرکین جل بھن کر رہ جائیں۔ (الرحیق المختوم)

جذبات کی شدت کا اندازہ لگائیں کہ صحابہؓ کیا سوچ کر آئے تھے۔بیت اللہ کا طواف کریں گے منیٰ میں قربانی کریں گے۔عرفات میں نماز ادا کریں گے۔اور پھر مسلمان بے سروسامانی کے عالم میں بھی مشرکین کو شکست پر شکست دے چکے تھے۔اب تو مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا۔مگر پھر بھی یہ صلح کا انداز صحابہؓ کو پسند نہ آیا تو جذباتی ہو گئے۔نبی ﷺ نے کمال حکمت سے ان کی تربیت کی اور پہلے خود قربانی کی سر منڈایا۔صحابہؓ کے جذبات ٹھنڈے ہوتے گئے۔اور یہی عمل آگے چل کر کامیابیوں اور کامرانیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

Marfat.com

اعتدال اور میانہ روی کی تربیت

نبی ﷺ کا طریقہ تمام کاموں میں میانہ روی کا تھا اسلام کا یہ اصول زبان زدعام ہے کہ خیر الامور اوسطھا یعنی بہترین کام میانہ روی والا ہے۔ایک بار تین افراد نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔اور وہ نبی ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھ رہے تھے ایک نے کہا میں ساری رات عبادت کروں گا۔دوسرے نے کہا میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھوں گا کبھی افطار نہ کرونگا۔تیسرے نے کہا میں ساری عمر نکاح نہیں کروں گا۔اور شہوت پوری کرنے سے دور رہوں گا۔نبیؐ نے ان کی یہ باتیں سن لیں تو فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور زیادہ پرہیز گار ہوں اس کے باوجود میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور بغیر روزہ کے بھی رہتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں میں نے نکاح بھی کئے ہوئے ہیں۔پس جو میرے طریقے کے خلاف کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے[1]

میانہ روی سے یہ مراد نہیں ہے کہ نہ زیادہ تیز چلا جائے اور نہ زیادہ آہستہ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی ایسی چال چلے جس میں نہ غرور اور نہ ایسی مسکینی ہو۔جو صرف نمائشی ہو۔حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو اسی میانہ روی کی وصیت کی تھی اور غرور وتکبر سے آواز کو بلند کرنے سے منع فرمایا اور آواز کے پست رکھنے کی تلقین کی۔حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک دفعہ ایک شخص کو دیکھا کہ بہت مسکینی حالت میں چل رہا تھا۔آپؓ نے پوچھا انہیں کیا ہو گیا ہے۔کسی نے بتایا کہ قرآن پڑھنے پڑھانے والے لوگوں میں سے ہیں۔آپؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ تو بہت زیادہ قرآن پڑھنے والے تھے مگر ان کا حال یہ تھا کہ جب چلتے تو زور سے چلتے تھے اور جب بولتے تھے تو قوت سے بولتے تھے۔قرآن عظیم نے اس امت کو امت وسط فرمایا ہے یعنی ایسی امت جو انصاف کرنے والی ہے اور ہر کام میں درمیان کی راہ اختیار کرتی ہے۔

---

1. صحیح مسلم کتاب الصیام باب النھی عن الصوم الدھر (حدیث نمبر 2832)

Marfat.com

تربیت بذریعہ مشاورت

امت مسلمہ کی ایک اہم ذمہ داری اہم معاملات میں ایک دوسرے کے ساتھ مشورہ کرنا ہے۔ اس طرح ذہین اور باصلاحیت افراد کی صلاحیتیں کام آسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو مشاورت کا حکم فرمایا ورنہ پوری امت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ وحی سے قطع نظر آپ ﷺ عقل و دانش اور علم و فہم میں تمام لوگوں سے برتر تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ص (سورہ الشوریٰ ۳۸)

اور ان کا کام آپس میں مشورہ سے ہوتا ہے۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ج فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝

(سورہ آل عمران ۱۵۹)

''اور معاملات میں ان سے مشورہ لے پھر جب پختہ ارادہ کرے تو اللہ ہی پر بھروسہ کر اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

آپ ﷺ نے ہر اہم مسئلہ پر صحابہؓ سے مشورہ کیا، 1ھ میں نماز کے اجتماع کے لیے اذان کا مشورہ صحابہؓ سے ہوا۔ 2 ھجری میں غزوہ بدر کے سلسلہ میں صحابہؓ سے مشورہ کیا، 2ھ میں غزوہ بدر کے قیدیوں کے سلسلہ میں صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ 5ھ غزوہ خندق کے موقع پر مشورہ کیا کہ مدینہ کے اندر رہ کر لڑیں یا باہر کھلے میدان میں نکلیں۔ 6ھ میں عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگی تو صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ 8ھ میں ھوازن کے 6 ہزار جنگی قیدیوں کے بارے میں صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہؓ کا بھی یہی شیوہ رہا کہ ساتھیوں سے مشورہ کرتے رہے۔ انتظامی امور کی بہتری کیلئے اساتذہ اپنے تلامذہ سے مشورہ کر کے اتحاد، تعاون اور باہم اعتماد کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

Marfat.com

انتظامی اور غیر دینی امور میں نبی ﷺ اپنے صحابہؓ سے اکثر مشورہ فرمایا کرتے تھے اور صحابہؓ کے مشورہ کو اہمیت دیکر ان کی عزت افزائی بھی فرمایا کرتے تھے۔ اس طرح دینی معاملات میں نبی ﷺ کی کامل اطاعت میں انہیں خوشی ہوتی تھی۔ گویا تربیت دی جارہی تھی کہ مسلمان آپس کے معاملات باہمی مشورہ اور تعاون سے طے کیا کریں۔

آموزش (تربیت) بذریعہ مشق اعادہ

معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ الفاظ کی ادائیگی عمدگی سے صاف صاف اور وضاحت سے کرے تا کہ مخاطبین بآسانی سمجھ سکیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں!

كان كلام رسول الله كلاماً فصلا يفهمه كل من يسمعه

شمائل ترمذی باب كيف كان كلام رسول اللهﷺ

''یعنی رسول اللہ ﷺ کا کلام الگ الگ الفاظ پر مشتمل ہوتا تھا اس طرح کہ جو بھی اسے سنتا سمجھ جاتا۔''

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ

كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يعيد الكلمة ثلثا التعقل عنه

(صحیح بخاری عن انسؓ)

''آنحضرت ﷺ (جب کوئی بات فرماتے تو اس) بات کو تین مرتبہ دہراتے یہاں تک کہ وہ بات سمجھ میں آجائے۔''

ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم وہ شخص صاحب ایمان نہیں، خدا کی قسم وہ صاحب ایمان نہیں۔ خدا کی قسم وہ صاحب ایمان نہیں۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کون یا رسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا جس کا پڑوسی اس کی شر سے محفوظ نہ ہو[1]

---

۱. صحیح بخاری کتاب الادب باب اثم من لا یا من جارہ بوائقه

Marfat.com

قرآن کریم دلائل کے تکرار سے ذہن سازی کرتا ہے۔ توحید و رسالت، حیات بعد ممات کے حوالے سے قرآن پاک آیات سے بھرا پڑا ہے۔ زمین و آسمان کی تخلیق اپنی پیدائش اور زمین میں چل پھر کر اللہ کی قدرتوں کا مشاہدہ کرنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مختلف انداز سے پھیر کر بار بار یہی مضمون دہراتے ہیں۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ط

(سورہ الکھف ۵۴)

''اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کے (عمدہ) مضمون طرح طرح سے بیان کیے ہیں۔ گویا تکرار علم کا دروازہ ہے جس سے بات ذہن نشین ہوجاتی ہے۔''

تربیت میں حکیمانہ انداز

آپ ﷺ کا اندازِ تربیت نہایت حکیمانہ تھا۔ وہ ہر موقع پر ایسا انداز اختیار فرماتے تھے کہ مخاطب کی اصلاح بھی ہوجاتی تھی اور وہ اسے برا بھی محسوس نہ کرتا تھا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک گاؤں سے واپسی پر مدینہ کے بازار سے گذر رہے تھے۔ لوگوں نے دونوں اطراف سے آپ ﷺ کو گھیر رکھا تھا وہاں چھوٹے کانوں والا بکری کا ایک مردہ بچہ پڑا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے کان پکڑے اور فرمایا کہ تم میں سے کون اس مردہ بچے کو درہم سے خریدنے پر تیار ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی ہم کسی بھی قیمت پر اس کو خریدنا نہیں چاہتے۔ یہ ہمارے لیے کسی کام کا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم پسند کرتے ہو کہ یہ تم کو مل جائے۔ صحابہؓ نے عرض کی اے اللہ کے رسول اگر یہ زندہ ہوتا تب بھی کان چھوٹے ہونے کی وجہ سے اس میں عیب تھا اور اب تو یہ مردہ بھی ہے۔ اس لیے خریدنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا ''خدا کی قسم یہ بچہ تمہاری نظر میں جتنا بے وقعت ہے دنیا اللہ تعالیٰ کی نظر

Marfat.com

میں اس سے زیادہ بے وقعت ہے۔[1] اس طرح نبی ﷺ نے حکیمانہ انداز سے دنیا کی قدر و قیمت اور اللہ کی عظمت ذہن نشین کرادی۔

نبی ﷺ کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ مختلف موقعوں پر لوگ ایک ہی قسم کے سوال کرتے مگر آپؐ اس فرد کی ذہنی سطح کے مطابق مختلف جواب دیتے۔ مثلاً ایک شخص آتا ہے تو سب سے افضل عمل کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ آپ ﷺ اس کو جہاد کا عمل بتاتے ہیں۔ دوسرے کو صلہ رحمی کا کہتے ہیں۔ ابی موسیٰؓ سے روایت ہے نبی ﷺ سے پوچھا افضل اسلام کیا ہے فرمایا ''جس مسلمان کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔[2]

امام باہلیؒ سے روایت ہے کہ ایک قریشی نوجوان نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ مجھے زنا کی اجازت دی جائے۔ تمام لوگ اس پر جھپٹے اسے سخت سست کہا اور اسے بات کرنے سے روکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھہر جاؤ اسے میرے نزدیک کرو وہ آپ ﷺ کے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا تم اپنی والدہ کے لیے اسے پسند کرو گے'' کہنے لگا اللہ مجھے آپ ﷺ پر قربان کردے خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ بھی اپنی ماؤں کے لیے اسے ناپسند کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا اسے اپنی بیٹی کے لیے پسند کرو گے، کہنے لگا ہرگز نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے اسے ناپسند کرتے ہیں پھر آپ ﷺ نے اس کی بہن، پھوپھی اور خالہ کا ذکر کیا مگر ہر مرتبہ وہ مذکورہ جواب دہرا دیتا۔ نبی ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا اے اللہ اس کے گناہ بخش دے اس کے دل کو صاف کردے۔ اور اس کی شرمگاہ کو محفوظ کردے راوی کہتے ہیں کہ اس نوجوان نے اس کے بعد کبھی کسی کی طرف التفات نہ کیا۔

رواہ احمد. مجمع الزوائد و منبع الفوائد تحقیق عبداللہ محمد الدرویش الجز اول (حدیث نمبر 543)

ا. صحیح مسلم کتاب الذھد جلد دوم صفحہ 407 مطبع ایچ ایم سعید

۲. جامع ترمذی جلد دوم باب القیامۃ و الرقاق نمبر 42 (حدیث نمبر 364)

Marfat.com

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بنی فرازہ کا ایک شخص بدوی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جو سیاہ رنگ کا ہے میں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ کیوں کہ ہم میاں بیوی میں سے کوئی بھی سیاہ رنگ کا نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے اس کی سمجھ بوجھ اور پیشہ کے مطابق جواب عنایت فرمایا اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں۔ اس نے کہا جی ہاں، آپ ﷺ نے پھر دریافت فرمایا وہ کس رنگ کے ہیں۔ اس نے کہا سرخ رنگ کے۔ آپ نے سوال کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا یا کم سیاہ رنگ کا ہے اس نے کہا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اب تم ہی بتاؤ کہ سرخ رنگ کے اونٹوں میں یہ سیاہی کیسے آ گئی۔ اس نے جواب میں کہا ممکن ہے اس کے نسب میں کوئی اونٹ خاکستری یا سیاہ رنگ کا ہو اور اس کی جھلک ہو۔ جب بات یہاں تک پہنچ چکی تو آپ ﷺ نے یہ کہہ کر اس کے شبہ کو دور کر دیا کہ یہاں بھی معاملہ ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ یہ نسب کا کرشمہ کارفرما ہو اور اس میں تمہاری بیوی کا کوئی قصور نہ ہو۔[1]

اس کی ایک اور عمدہ مثال اس عرب دیہاتی کا قصہ ہے۔ جس نے نبی ﷺ اور صحابہؓ کی موجودگی میں مسجد نبوی ﷺ میں پیشاب کر دیا۔ لوگ اس کی طرف دوڑے مگر حضور ﷺ نے ان سب کو یہ کہہ کر روک دیا کہ تم لوگوں کو آسانیاں پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے نہ کہ مشکلات پیدا کرنے والا۔ اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور پیشاب والی جگہ پر بہا دیا۔ پھر آپ ﷺ دیہاتی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عربی بھائی مساجد کسی ایسے کام کے لیے نہیں بنائی گئیں، بلکہ نماز اور تلاوت کلام اللہ کے لیے بنائی گئی ہیں۔[2]

اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کتنی سخت غلطی کو کتنے حکیمانہ انداز سے بتا کر اصلاح بھی کر دی اور گندگی کو دھو بھی ڈالا گیا۔ اور امت کیلئے حکمت کی لازوال مثال چھوڑی۔

ا۔ صحیح بخاری کتاب الاعتصام (حدیث نمبر 2156)

۲۔ صحیح بخاری کتاب الادب جلد سوم پارہ 24 (حدیث نمبر 963)

Marfat.com

عَنْ عُمَرَ بْنَ الْخِطَابَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَاماً وَّ یَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ.

حضرت عمر فاروقؓ نقل کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس کتاب قرآن کی اتباع و پیروی کی بدولت بہت سی قوموں کو رفعت و بلندی عطا کرتا ہے جبکہ (اس کی نافرمانی اور عداوت و مخالفت کی پاداش) میں بہتوں کو رسوا اور ذلیل کر دیتا ہے۔

صحیح مسلم باب فضل من یقوم القرآن و یعلمہ (حدیث نمبر 817)

کھانے میں تکلف

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے سامنے کھانا لایا گیا پھر کھانا ہمارے آگے رکھا گیا۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم کو کھانے کی خواہش نہیں ہے۔ (حالانکہ بھوک لگی تھی لیکن تکلفاً یہ الفاظ کہہ دیئے) اس پر نبی ﷺ نے فرمایا "جھوٹ اور بھوک کو جمع نہ کرو۔"[1]

اچھے لوگوں کی صحبت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ "ہر انسان اپنے دوست کے مشرب پر ہوتا ہے۔ پس پہلے ہی دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس کو دوست بناتا ہے۔"[2]

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا مومن جو قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔ اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ اس کی خوشبو عمدہ اور وہ خوش ذائقہ بھی ہوتا ہے۔ اور مومن جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ اس کا ذائقہ عمدہ ہوتا ہے مگر اس میں خوشبو نہیں ہوتی۔ اور فاجر

---

۱. مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ ابن ماجہ باب الضیافۃ فصل سوم (حدیث نمبر 4070)

۲. سنن ابو داؤد باب من یومر ان یجالس باب 16 حدیث 4829

Marfat.com

آدمی جو قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ریحان (نازبو) کی سی ہے کہ اس کی خوشبو عمدہ مگر ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔اور فاجر آدمی جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال حنظل (اندرائن۔کوڑتمہ) کی سی ہے کہ اس کا ذائقہ کڑوا اور خوشبو کوئی نہیں ہوتی۔اور نیک اور صالح ساتھی کی مثال کستوری والے کی مانند ہے۔ اگر تجھے اس سے نہ بھی ملی تو اس کی خوشبو تو (ضرور) پہنچے گی۔اور بُرے ساتھی کی مثال بھٹی والے کی طرح ہے۔اگر تجھے اس کی کالک نہ لگی تو دھواں تو ضرور آئے گا۔

والد کے حقوق

رسول اکرم ﷺ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔1) اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔2) والدین کی نافرمانی۔3) کسی کا ناحق قتل اور۔4) جھوٹی گواہی۔

صحیح بخاری کتاب الشهادات باب نمبر 10 (حدیث نمبر 2653)

غیبت اور بہتان

حضور ﷺ نے صحابہؓ سے سوال کیا تمہیں معلوم ہے غیبت کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارا اپنے بھائی کے متعلق (اس کی غیر موجودگی میں) ایسا تذکرہ جو (اگر اس کے سامنے کیا جاتا تو) وہ ناپسند کرتا آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے اگر وہ بات جو میں کہہ رہا ہوں فی الواقع اس بھائی میں پائی جاتی ہو نبی ﷺ نے فرمایا اگر اس (بھائی) میں وہ چیز پائی جاتی ہے تو یہی تو اس کی غیبت ہے۔اور اگر وہ بات اس میں پائی ہی نہیں جاتی تب تو یہ بہتان ہوگا۔

صحیح مسلم کتاب البر و الصلة و الادب باب 20 (حدیث نمبر 2589)

قناعت

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فلاح پا گیا جو اسلام لایا اور جسے بقدر ضرورت رزق دیا گیا اور جو اسے اللہ تعالیٰ نے دیا اس پر اس نے قناعت کی۔

صحیح مسلم کتاب الذهد (حدیث نمبر 2426)

Marfat.com

ہم نشینی کا اثر

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا برے ہم نشین کے پاس بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے۔ اور اچھے ہم نشین کے پاس بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے۔ نیک بات منہ سے نکالنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بری بات زبان سے نکالنے سے بہتر ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح جلد دوم باب الحفظ اللسان و الغیبة و الشتم (حدیث نمبر 4648)

ظلم اور ناانصافی

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! جس نے زمین کے معاملات میں تھوڑا سا بھی ظلم کیا (روز قیامت) اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

صحیح بخاری کتاب المظالم باب 13 (حدیث نمبر 2452)

علاج معالجہ

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندو علاج کرایا کرو کیونکہ رب العزت نے بڑھاپے کے سوا ہر بیماری کی دوا پیدا کی ہے۔

صحیح بخاری عن ابی ہریرہؓ کتاب الطب پارہ 23 باب (حدیث نمبر 637)

مسلمان بھائی سے بحث و مذاق

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اپنے مسلمان بھائی سے خواہ مخواہ بحث نہ کیا کرو اور نہ اس سے مذاق جو اس کو ناگوار گزرے اور نہ ہی اس سے ایسا وعدہ کرو جو پورا نہ کر سکو[1]

نبی ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمادے گا اور تجھے مصیبت میں مبتلا کردے گا۔

جامع ترمذی عن وائلہ بن اسقعؓ باب القیامة و الرقاق باب نمبر 42 (حدیث نمبر 366)

---

1. جامع ترمذی جلد اول باب البر و الاحسان (حدیث نمبر 1817)

Marfat.com

صلہ رحمی

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میرے کچھ رشتہ دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں میں ان سے اچھا سلوک کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برا سلوک کرتے ہیں۔ میں ان سے تحمل اور بردباری سے پیش آتا ہوں وہ میرے ساتھ نادانی سے پیش آتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو ایسا ہی ہے جیسا تو نے کہا ہے تو گویا تو ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہا ہے۔ اور ان کے مقابلے میں تیرے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار رہے گا جب تک تیرا رویہ یہی رہے گا۔

صحیح مسلم کتاب التحفة (حدیث نمبر 6525)

فحش کلامی

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے نبی ﷺ نے فرمایا خدا کی نظر میں بدترین آدمی قیامت کے روز وہ ہوگا جس کی بدزبانی اور فحش کلامی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔

صحیح مسلم کتاب البر و الصلة والادب باب نمبر 22 (حدیث نمبر 2591)

سوال کرنے کی مذمت

نبی ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ جو آدمی بغیر ضرورت سوال کرتا ہے۔ وہ گویا آگ کی چنگاریوں میں ہاتھ ڈالتا ہے۔

المعجم الکبیر ج 6 صفحہ 96 بحوالہ اسیرہ عالمی ششماہی صفحہ نمبر 14 رمضان 2007

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی آدمی رسی لیکر جنگل میں چلا جائے اور لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر لے آئے تو اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی کے پاس جا کر کچھ مانگے اور وہ دے یا نہ دے۔[1]

---

1. صحیح بخاری کتاب الزکوٰة باب 933 الاستعفاف عن المسائلة (حدیث نمبر 1386)

Marfat.com

احسان کا شکریہ

نبی نے ارشاد فرمایا کہ:

جو شخص انسان کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ پاک کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتا چنانچہ جس شخص کے ساتھ احسان کیا جائے، وہ اپنے محسن کے حق میں یہ الفاظ کہے "جزاک اللہ خیراً (اللہ تجھے جزائے خیر دے) تو اس نے اپنے محسن کی پوری تعریف کی۔

(عن اسامه بن زیدؓ. ترمذی)

چند نصیحتیں

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ نبی نے چند چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور چند چیزوں سے ہم کو منع فرمایا گیا ہم کو حکم دیا۔

1۔ مریض کی عیادت کرنے کا۔ 2۔ جنازے کے ساتھ جانے کا۔
3۔ چھینکنے والے کیلئے یرحمک اللہ کہنے گا۔ 4۔ قسم پوری کرنے کا۔
5۔ مظلوم کی مدد کرنے کا۔ 6۔ سلام کا رواج دینے کا۔

اور ہم کو منع فرمایا۔

1۔ چاندی کے برتنوں کے استعمال سے۔ 2۔ سونے کی انگوٹھی رکھنے سے۔
3۔ سرخ کپڑے پہننے اور زین پوش بنانے سے۔4۔ حریر وریشم پہننے سے۔

صحیح بخاری باب عیادۃ المریض و الثواب المرض

حسد

رسول کریم ﷺ نے فرمایا حسد سے بچو۔ کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔

سنن ابو داؤد کتاب الادب باب 52 (حدیث 4903)

Marfat.com

بے جا تعریف

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ:

جس وقت تم تعریف کرنے والے کو بے جا تعریف کرتے ہوئے دیکھو تو اس کے منہ میں مٹی جھونک دو (یعنی اس پر ناگواری کا اظہار کرو)

مشکوۃ المصابیخ بحوالہ صحیح مسلم حفظان اللسان و الغیبة و الشتم

بوڑھے کی تعظیم

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ!

جس جوان نے کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم و تکریم کی۔ خداوند کریم اس جوان کے بڑھاپے کے لیے ایسا شخص مقرر فرمائیں گے جو اس وقت اسکی تعظیم و تکریم کرے گا۔

جامع ترمذی ابواب البر والاحسان (حدیث 1919)

تحفے دینا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:

آپس میں ہدایا اور تحائف کا تبادلہ کرتے رہو۔ تا کہ باہمی محبت بڑھے۔ رحمت دو جہاں علیہ السلام کا ایک اور ارشاد گرامی ہے کہ آپس میں تحفے تحائف دیتے رہا کرو۔ اس سے دل صاف ہوتے ہیں اور محبت بڑھتی ہے۔ کوئی ایک پڑوسن اپنی پڑوسن کو بکری کے پائے کا کوئی ٹکڑا بھیجنے کو حقیر نہ سمجھے اور یہ خیال ہرگز نہ کرے کہ تھوڑی چیز بھیجنے کا کیا فائدہ بلکہ جو کچھ بھی ہو بے تکلف دو اور لو۔

صحیح بخاری باب نمبر 582 التحقرن جارة لیجارتها

ضرورت مندوں کی مدد

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ:

جو کوئی بھی اللہ کا بندہ کسی بیوہ اور بے سہارا عورت اور کسی مسکین اور حاجت مند آدمی کے کاموں

Marfat.com

میں دوڑ دھوپ کرتا ہے وہ اجر وثواب میں اس مجاہد بندہ کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہو۔ اور اس شب بیدار کی طرح ہے جو رات بھر نماز پڑھتا ہو۔ اور اس دائمی روزہ دار کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو۔

صحیح بخاری باب الشفقة و الرحمة علی الخلق

رحمت الٰہی سے محرومی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا کہ:

خداوند کریم قیامت میں 3 آدمیوں سے کوئی کلام نہیں کرے گا۔ اور ان کا تزکیہ نہیں کرے گا۔ ایک دوسری روایت ہے کہ ان اشخاص کی طرف نگاہ بھی نہیں کرے گا۔ اور ان کیلئے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ وہ تین اشخاص یہ ہیں۔ بوڑھا زانی، جھوٹا حکمران اور نادار متکبر۔

صحیح مسلم کتاب الایمان (حدیث نمبر 296)

رعیت کی خیر خواہی

سیدنا عبیداللہ بن زیادؒ سے روایت ہے کہ وہ معقل بن یسارؓ کی عیادت کیلئے اس کے گھر گئے جس میں اس مرض سے ان کا انتقال ہو گیا تو معقلؓ نے ان سے کہا کہ میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی، میں نے سنا آپ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو کسی رعیت کا حاکم بناتا ہے اور وہ اس کی خیر خواہی کے ساتھ حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔

صحیح بخاری کتاب الاحکام (حدیث نمبر 7150)

مسلمان بھائی کی عیادت

سیدنا ثوبانؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ بہشت کے باغ میں رہتا ہے۔

صحیح مسلم کتاب البر و الصلة (حدیث نمبر 6553)

Marfat.com

نبیؐ سے سچی محبت

حضرت عبدالرحمانؓ بن ابی قرار سے روایت ہے کہ:

نبیؐ نے ایک روز وضو کیا تو آپؐ کے صحابہؓ وضو کا پانی لے کر اپنے چہروں اور جسموں پر ملنے لگے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ تم کو کیا چیز اس فعل پر آمادہ کرتی ہے۔ اور کون سا جذبہ تم سے یہ کام کرواتا ہے۔ صحابہؓ عرض کرنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت۔ یہ جواب سن کر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس شخص کی یہ خوشی ہو اور وہ یہ چاہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ اس سے محبت کریں تو اس کو چاہیے کہ جب وہ بات کرے تو سچ بولے اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو ادنیٰ خیانت کے بغیر اس کو ادا کرے۔ اور جس کے پڑوس میں اس کا رہنا ہو۔ اس کے ساتھ بہتر سلوک روا رکھے۔[1]

تربیت نبویؐ کے چند مختلف گوشے

یوں تو منصب کے اعتبار سے تمام انبیاء معلم ہیں اور وہ اپنے اپنے زمانوں میں زمین پر بسنے والے انسانوں کے لیے ہدایت کا پیغام لے کر آئے مگر نبی ﷺ ایسے دور میں مبعوث ہوئے جس کے ساتھ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ اور انسانیت کی

تعلیم و تربیت کے لیے آخری پیغام عطا کیا گیا آپ ﷺ کی تعلیمی و تربیتی حکمت عملی کے نتیجہ میں ایک طرف تو صحابہؓ کی وہ عظیم جماعت تیار ہو گئی جس نے آپ ﷺ کے بعد منصب تعلیم و تربیت سنبھالا اور دوسری طرف ایک مہذب معاشرہ تشکیل پانے لگا۔ قرب و جوار کی غیر مسلم جمعیتیں جس سے متاثر ہوئے نہ رہ سکیں۔

انسانیت ظلم و استحصال کفر و شرک اور مظاہر پرستی سے نکل کر توحید سے پیدا ہونے والی تہذیب کی روشنی میں سانس لینے لگی۔ اور یہ عالمی انقلاب سراسر آپ کی معلمانہ حکمت عملی کا مرہونِ منت تھا۔

ا۔ شعب الایمان للبیہقی 201/2 (حدیث 1533)

Marfat.com

☆ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے پاس مختلف قومیں علم حاصل کرنے کے لیے آئیں گی، پس جب تم انہیں دیکھو تو ان سے کہو رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے مطابق خوش آمدید، خوش آمدید اور انہیں تعلیم دو۔

جامع ترمذی ابواب الایمان (حدیث نمبر 511)

ہزاروں صحابہؓ اور صحابیاتؓ حصول علم کیلئے آپ ﷺ سے سوال کرتے تو آپ ﷺ اس طرح جوابات عطا فرماتے کہ ان کی تشفی ہو جاتی۔ آپ ﷺ چونکہ ایسے معلم و مربی تھے جو اظہار اور ابلاغ کے ہر پہلو پر نگاہ رکھتے تھے۔ اس لیے سوال کرنے والے کے ذہن میں کوئی تشکیک باقی نہ رہتی تھی۔

☆ بعض اوقات گفتگو میں تمہید کے طور پر مخاطب سے ایسے سوالات پوچھتے جن کا مقصد لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرنا ہوتا تھا۔ اور جب وہ پوری طرح متوجہ ہو جاتے تو پھر آپ ﷺ اپنا بیان یا گفتگو یا خطبہ شروع فرماتے۔ خطبہ حجۃ الوداع لاکھوں کا مجمع ہمہ تن گوش ہو کر آپ کی بات سن رہا تھا۔

☆ آپ ﷺ کبھی نام لیکر یا کنیت سے پکار کر لوگوں کو اپنی طرف مخاطب کر لیا کرتے تھے اور کبھی صحابہؓ کے جسم کے کسی عضو کو چھو کر مثلاً ہاتھ کو ہاتھ میں تھام کر گفتگو فرماتے۔ اس طرح صحابہؓ کو اپنائیت کا احساس ہوتا۔

☆ بعض دفعہ آپ ﷺ کسی بات کی وضاحت کے لیے اپنی انگلیوں کے اشاروں سے کام لیتے۔ مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا میں اور قیامت اس طرح ہوں گے اور اپنی دونوں انگلیوں کو ساتھ ملا کر کھڑا کیا یعنی جس طرح یہ انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔ اسی طرح میں اور میرے بعد قیامت ہو گی۔ میرے بعد کوئی اور نبی نہ آئیگا۔ میں ہی خاتم الانبیاء ہوں۔

☆ بعض موقعوں پر آپ ﷺ نے زمین پر لکیروں اور نقشوں کو بھی سمجھانے کے لیے کھینچا ہے۔ ایک دفعہ نبی ﷺ نے انسانی زندگی کی خواہشات، امیدوں اور اس کے ساتھ لگی مصیبتوں اور حادثات کے بارے میں صحابہؓ کو سمجھانا چاہا تو عملی طور پر سمجھانے کے لیے زمین پر ایک نقشہ کھینچا۔

Marfat.com

جس میں ایک سیدھی لکیر تھی اور کچھ چھوٹی چھوٹی ٹیڑھی لکیریں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا درمیانی سیدھی لکیر انسان ہے اور چھوٹی لکیریں مصائب ومشکلات ہیں جنہوں نے انسان کو گھیر رکھا ہے۔ اور لمبی لکیر کا جو سرا باہر نکلتا ہے۔ یہ اس کی امیدیں ہیں۔ جو اس کی زندگی سے بھی لمبی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ انسانی زندگی مختصر ہے مگر امیدیں بہت دور کی باندھ رکھی ہیں۔

صحیح بخاری کتاب الدعوت جلد سوم (حدیث نمبر 1340)

☆ نبی ﷺ کی تعلیمی وتربیتی مجلس میں یک رنگی اور روکھا پن نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ باہمی دلچسپی کے موضوعات اور عام چیزوں کے بارے میں بھی گفتگو فرماتے۔ صحابہ کرامؓ جس طرح کے تذکرے کرتے۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ شریک ہوتے۔ اگر ہنسی کی بات ہوتی تو آپ ﷺ بھی تبسم فرماتے۔

☆ جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ میں کئی بار نبی ﷺ کی مجلس میں بیٹھا ہوں۔ جن میں صحابہؓ اشعار پڑھتے اور گذشتہ قصے نقل کرتے تھے نبی ﷺ ان کو روکتے نہیں تھے۔ بلکہ خاموشی سے سنتے اور کبھی کبھی ان کے ساتھ تبسم بھی فرماتے تھے۔

شمائل ترمذی باب ماجافی صبغة کلام الرسول فی الشعر صفحہ نمبر16

Marfat.com

حرفِ آخر

نبی ﷺ کا اپنے طلبہ (مومنین) سے تعلق ہمہ وقتی تھا۔ آپ ﷺ ان کی اجتماعی زندگی کے علاوہ انفرادی زندگی میں بھی معلم تھے۔ اور ان کی انفرادی زندگی پر بھی نظر رکھتے تھے۔ نبوت کے اس کارِعظیم کے انجام دینے کے نتیجے میں وہ عظیم الشان تعلیمی انقلاب برپا ہوا جس کے اثرات آج کی دنیا پر بھی ہیں اور رہتی دنیا تک رہیں گے۔ اس تعلیمی انقلاب کے نتیجے میں اونٹوں کے چرانے والوں نے تہذیب کی شمعیں روشن کیں۔ تفسیر، حدیث، فقہ، فلسفہ وکلام میں عظیم الشان علمی ذخیرہ چھوڑنے کے ساتھ ساتھ حساب الجبرا، جغرافیہ، کیمیا اور دیگر سائنسز میں بھی اپنا لوہا منوایا۔ بغداد وقرطبہ کی یونیورسٹیاں تشنگان علم کی سیرابی کا باعث تھیں اور قرونِ وسطیٰ کا تاریک یورپ ان جامعات سے استفادہ کر کے اپنی نشاۃ ثانیہ کا اہتمام کر رہا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ اپنے منبع علم سے دوری کے سبب زوال کا شکار ہوتی چلی گئی۔

آپ ﷺ کے حکیمانہ طریق تعلیم کی تفصیلات پر بیسیوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ اکیسویں صدی کے جدید ماحول میں بھی آپ ﷺ کے اسلوب تدریس اور طریق تعلیم میں وہ عمدگی، جاذبیت اور صلاحیت موجود ہے جس سے قوموں کے درمیان پرامن بقائے باہمی کی ضمانت حاصل کی جا سکتی ہے۔

دنیا میں ڈیڑھ ارب کے قریب فرزندانِ توحید کی جمعیت منتشر دکھائی دیتی ہے۔ ان کے عزائم میں اضمحلال اور علم وتحقیق میں سست روی دکھائی دیتی ہے۔ وہ دنیا کی قوموں کے سامنے مرعوبیت کا

Marfat.com

شکار ہیں جدید علوم وفنون اور سائنس وٹیکنالوجی میں ہمارا کوئی قابل ذکر کردار نہیں۔ ہم ہر نوع کے معدنی وزرعی وسائل رکھنے کے باوجود اقتصادی اور معاشی میدان میں پیچھے ہیں۔ ہم کبھی سیاسی اور کبھی معاشی استحصال کا شکار ہیں۔ یہاں تک کہ ہماری اخلاقی اور انسانی پہچان بھی ہدف تنقید بنی ہوئی ہے۔ فرزندانِ توحید کا اس بحران سے نکلنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے نبی ﷺ کی معلمانہ حکمت عملی کا ادراک۔ آپ ﷺ کی عطا کردہ تعلیمات کی روشنی میں مطلوبہ افراد تیار کیے جائیں جن کے اخلاق واطوار مثالی ہوں۔ اور جو کائنات کی قوتوں کی تسخیر کرنے کا عزم رکھتے ہوں یوں ایک مرتبہ پھر فرزندانِ توحید عالمی قیادت کا گم شدہ منصب حاصل کرنے میں انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔

صلوٰۃ وسلام ہو اس پر جس کا اتباع میری زندگی کا سرمایہ اور جس کی شفاعت میری آخرت کا سہارا ہے۔ جس کے فیض سے میرے قلم کو گویائی ملی، جس کی زندگی اور پیغام سے لوگوں کو باخبر کرنا انسانیت کی سب سے بڑی خدمت اور میری سب سے بڑی سعادت ہے۔

Marfat.com

مصادر و مراجع

☆ القرآن الحکیم

☆ صحیح بخاری......ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری الجعفی

☆ صحیح مسلم......ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیر ی النیسابوری

☆ سنن ابوداؤد......ابوداؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق الازدی السجستانی

☆ سنن ابن ماجہ......ابوعبداللہ محمد بن یزید الربعی ابن ماجہ القزوینی

☆ مشکوٰۃ المصابیح......نور محمد اصح المطابع کراچی

☆ مسند احمد......احمد بن حنبلؒ

☆ شمائل ترمذی......محمد بن عیسیٰؒ

☆ الخصائص الکبریٰ......السیوطی

☆ سیرت النبی ﷺ......شبلی نعمانی

☆ کیمیائے سعادت......محمد الغزالی

☆ انوار القرآن......ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

☆ اسوۂ صحابہؓ حصہ دوم......عبدالسلام ندوی

☆ اسلوب دعوت قرآن و سیرت کی روشنی میں......سید مودودیؒ، ماہنامہ ترجمان القرآن جون 2000ء

Marfat.com

☆ حیات صحابہؓ کے درخشاں پہلو...... الاستاذ دکتور عبدالرحمان، رافت الپاشا ترجمہ محمود احمد غضنفر

☆ بامقصد تعلیم...... پروفیسر محمد اکرم خان، تعلیمی زاویے ماہنامہ جنوری 2005ء

☆ عہد نبوی ﷺ کا اسلامی معاشرہ...... عبدالمعید، ماہنامہ دارالعلوم دیوبند اپریل 1997ء

☆ عہد نبوی ﷺ کی برکات...... عبدالرحمٰن خان منشی

☆ تعلیم اور جدید تہذیبی چیلنج...... پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی

☆ محسن انسانیت...... نعیم صدیقی، اسلامی پبلشرز، لاہور

☆ ماہنامہ نقوش رسول نمبر...... از ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ادارہ فروغ اردو لاہور

☆ مقالات تعلیم...... پروفیسر عبدالحمید صدیقی، لاہور جنوری 2002ء

☆ اسلامی معاشرہ کی تاسیس و تشکیل...... صاحبزادہ ساجد الرحمٰن

☆ اسلام کا نظام تربیت...... محمد قطب، اسلامک پبلشر لاہور

☆ اسلامی حکومت تعلیم...... مشتاق الرحمٰن صدیقی

☆ (مقالہ) قوموں کے عروج و زوال میں تعلیم کا کردار......

☆ غلام مصطفیٰ ہمدانی، ماہنامہ الدعوۃ جولائی 2005ء

☆ تعلیمات نبوی ﷺ اور آپ کے زندہ مسائل...... سید عزیز الرحمٰن، ماہنامہ القلم کراچی مئی 2005ء

☆ الرحیق المختوم...... صفی الرحمٰن مبارک پوری

☆ حیاۃ الصحابہ...... محمد یوسف الکاندھلوی

☆ ہادی اعظم...... حافظ سید فضل الرحمٰن، زوار اکیڈمی کراچی

☆ تعلیم و تربیت کا قرآنی اسلوب...... اختر حسین بزمی، ماہنامہ الدعوۃ جنوری 2002ء

☆ سوال اور مکالمہ تعلیم نبوی ﷺ کا منہاج...... ڈاکٹر شبیر احمد منصوری، ماہنامہ افکار معلم مئی

Marfat.com

2001ء

☆ قرآن تمثیلات نبوی ﷺ میں...... محمد اسلام عمری، ماہنامہ ترجمان القرآن جولائی 1999ء

☆ محمد رسول اللہ صبر و ثبات کے پیکر اعظم...... عبدالرحمٰن کیلانی

☆ دعوتِ نبوی میں انسانی نفسیات کا لحاظ...... حافظ محمد سجاد، افکار معلم مارچ 2005ء

☆ تعلیم، بنیادی تصورات وافکار...... پروفیسر محمد سلیم

☆ خیر القرون کی درسگاہیں اور ان کا نظام تعلیم وتربیت، قاضی اطہر مبارکپوری

☆ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی...... ڈاکٹر حمید اللہ

☆ خطبات بہاولپور...... ڈاکٹر حمید اللہ

☆ مطالعہ تہذیب اسلامی...... محمد ارشد خان بھٹی

☆ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ...... چوہدری غلام رسول

☆ سیرت مجمع کمالات...... پروفیسر محمد عبدالجبار شیخ

☆ پاکستان کیلئے مثالی نظام تعلیم کی تشکیل سیرت طیبہ کی روشنی میں سیرت کانفرنس 2002ء...... پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

☆ عالم اسلام کی تعلیمی زبوں حالی...... ارشاد احمد حقانی، روزنامہ جنگ 21 اپریل 2001ء

☆ دینی نظام تعلیم، اصلاح کی حکمت عملی...... ڈاکٹر خالد علوی انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز 2001ء اسلام آباد

☆ دینی نظام تعلیم، اصلاح کی حکمت عملی...... مولانا زاہد الراشدی

☆ اسوۂ رسول اکرم ﷺ...... عارف محمد الحیٔ، عمر پبلی کیشنز سٹریٹ لاہور

☆ عہد نبوی کا نظام تعلیم...... مولانا محمد عبدالمعبود

☆ سیرت سرور عالم...... ابوالاعلیٰ سید مودودی، اسلامک پبلی کیشنز لاہور

Marfat.com

Marfat.com

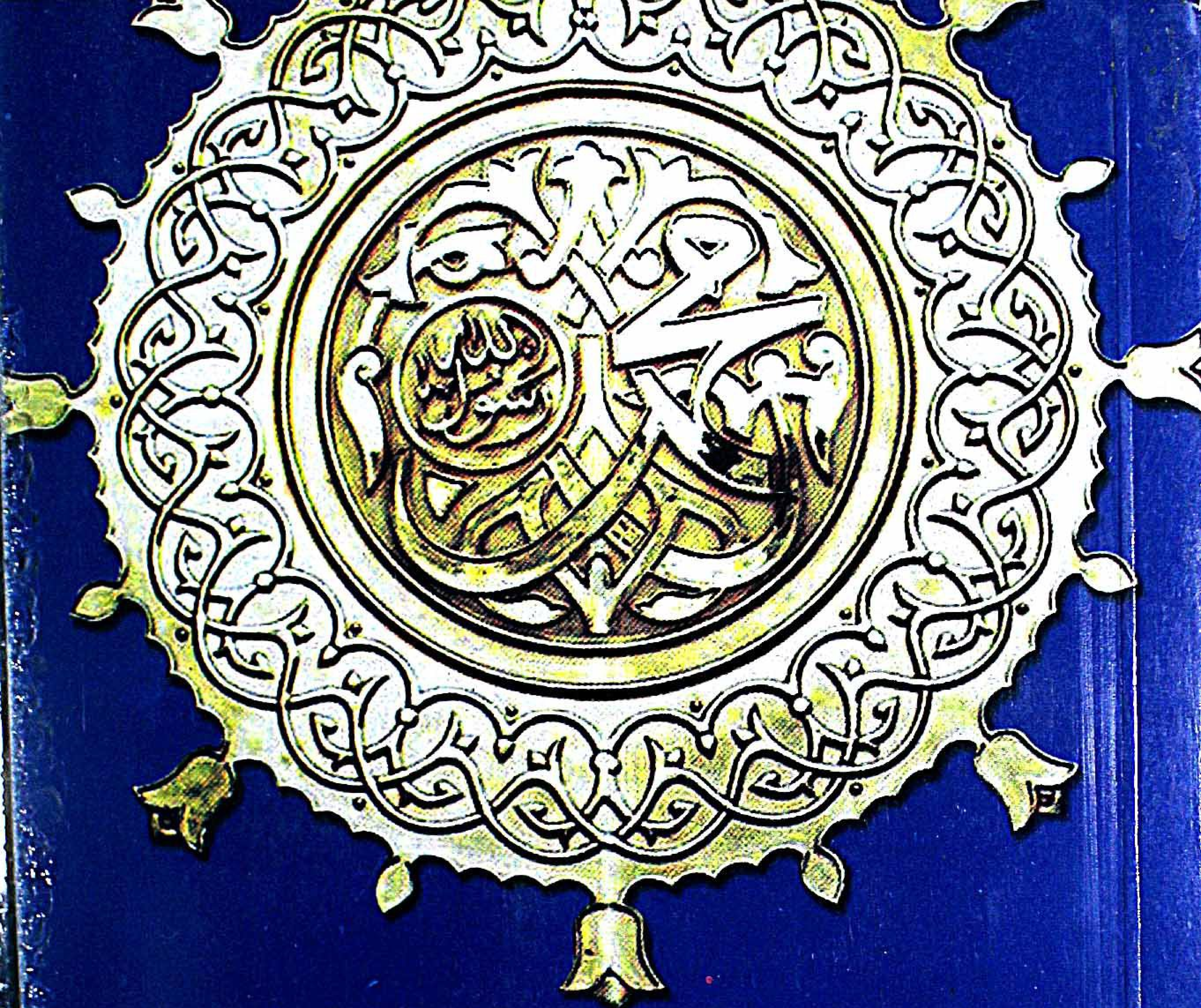

نبی ﷺ کا اندازِ تعلیم و تربیت

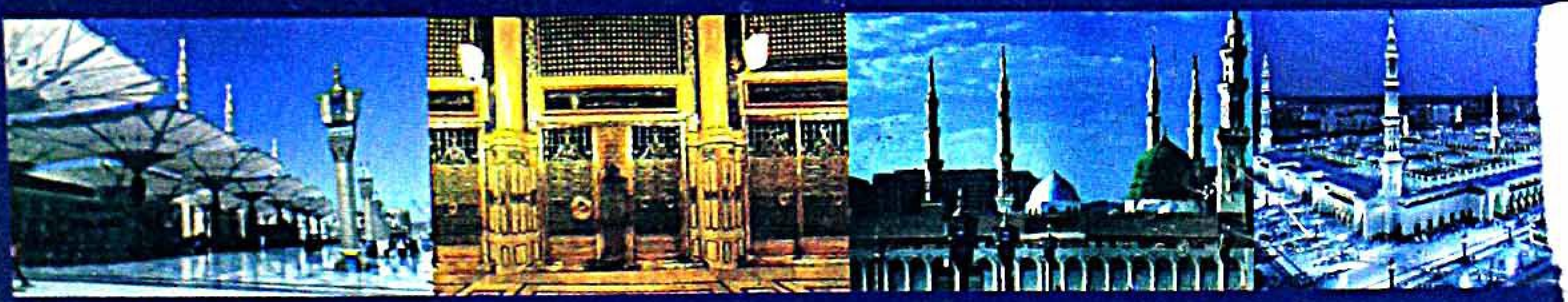

قاضی محمد مطیع الرحمان

BOOKS GIVE US WINGS
NATIONAL BOOK FOUNDATION

Marfat.com